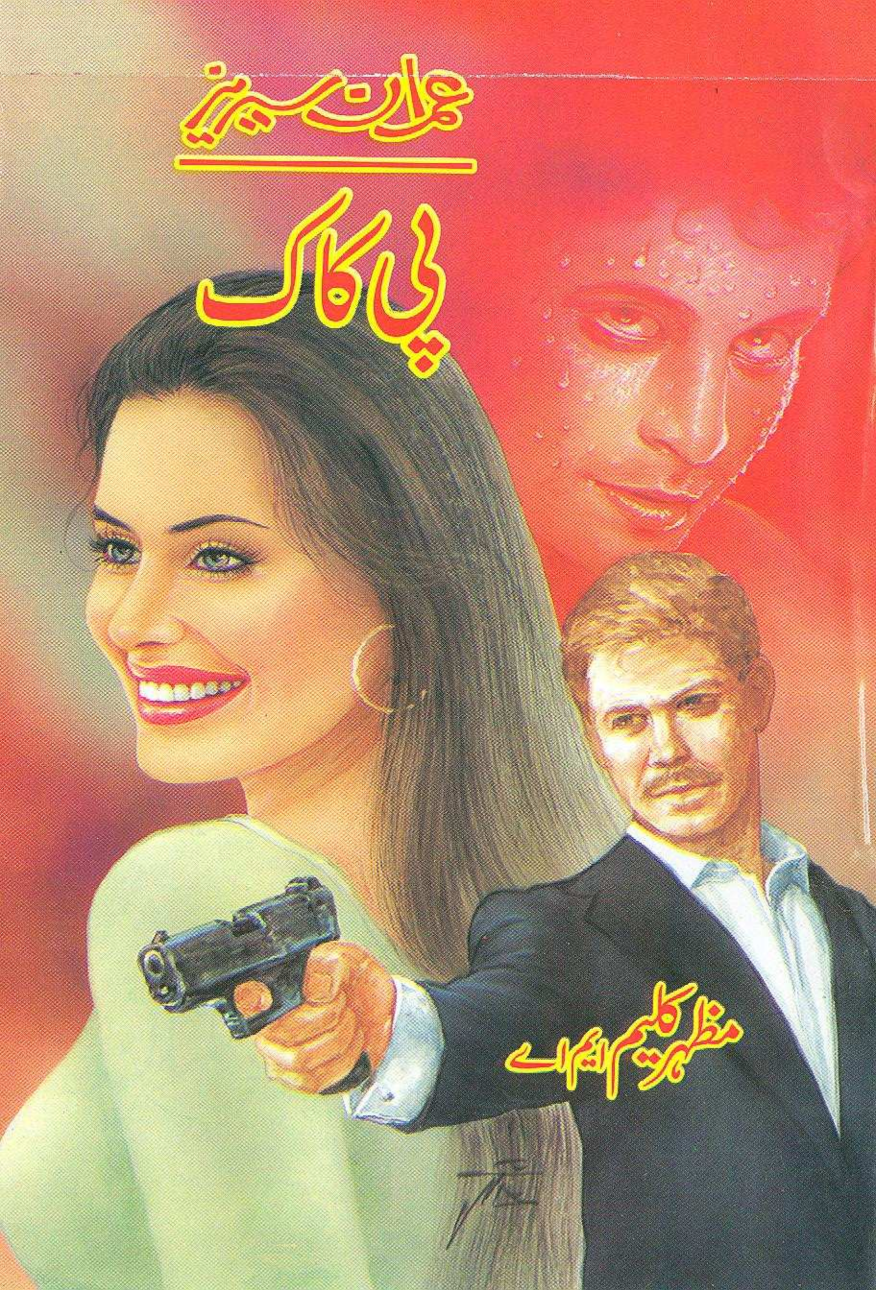
عمران سیریز
پی کاک
مظہر کلیم ایم اے

نعیم ی سیریز

پی کاک

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لیے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------ مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ----- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

ندیم

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "پی کاک" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار ایک یہودی تنظیم نے پاکیشیا میں ایسی واردات کی کہ پاکیشیا کو اپنی عزت بچانا مشکل ہو گئی۔ ایک ایسے فلسطینی لیڈر کو آسانی سے اغوا کر لیا گیا جس کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کر رہی تھی لیکن یہودی تنظیم پی کاک کی سپر ایجنٹ ہاسکی نے انتہائی آسانی سے سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر العباس کو اغوا کر لیا لیکن اس بار اس لیڈر کی بازیابی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی صرف دو رکنی ٹیم بھیجی گئی اور یہ دو رکن تھے تنویر اور جولیا، اور مزید دلچسپ بات یہ کہ لیڈر تنویر تھا۔ کیا جولیا تنویر کی لیڈر شپ قبول کر سکی۔ کیا تنویر اپنے مخصوص ڈائریکٹ ایکشن کو جولیا کی موجودگی میں استعمال بھی کر سکا یا نہیں اور پھر وہ لمحہ جب جولیا نے بطور ڈپٹی چیف تنویر کو سیکرٹ سروس سے برطرف کرنے کی دھمکی دے دی۔

یہ سب کچھ اس قدر دلچسپ اور منفرد ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خط یا ای میل ضرور آگاہ کریں۔ مجھے آپ کی آراء کی انتظار رہے گا۔ البتہ حسب روایت ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند

خطوط اور ای میلز ضرور ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

راولپنڈی سے احمد عزیز لکھتے ہیں کہ ”آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ آپ کا طرز تحریر ایسا ہے کہ ایک بار ناول شروع کرنے کے بعد جب تک وہ ختم نہ ہو جائے اسے درمیان میں چھوڑا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ کے ناولوں میں دلچسپی کا تاثر پہلے صفحے سے آخری صفحے تک مسلسل رہتا ہے۔ آپ کا طرز تحریر ایسا ہے کہ واقعات فطری طور پر آگے بڑھتے محسوس ہوتے ہیں۔ البتہ آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو واقعی دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور صرف ایک حصے کے اراکین ہی ہر مشن میں عمران کے ساتھ نظر آتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے حصے کے ارکان کو بھی بین الاقوامی مشنز میں کام کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ امید ہے آپ اس پر ضرور غور کریں گے“۔

محترم احمد عزیز صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس انداز میں ناولوں کی تعریف کی ہے اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو نہ صرف آپ بلکہ بے شمار قارئین نے بھی ایسی شکایات بھیجی ہیں بلکہ بعض نے تو یہاں تک دھمکی دی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ ناول پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ آپ کی شکایت سر آنکھوں پر لیکن اصل مسئلہ عمران کا ہے۔ عمران مشن کو سامنے رکھ

کر ٹیم کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ عمران کا انتخاب زیادہ تر یکطرفہ ہی ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ عمران تک آپ کی شکایت پہنچا کر اسے بھی باور کرا سکوں کہ ٹیم کے انتخاب میں مشن کے ساتھ ساتھ قارئین کے نقطہ نظر کا بھی خیال رکھا کرے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے لطف اللہ خان اپنی ای میل میں لکھتے ہیں کہ ”آپ کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ آپ زیادہ تر سائنسی موضوعات پر ناول لکھتے ہیں۔ فارمولوں کی چوری یا لیبارٹری کی تباہی آپ کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ نے تقریباً ہر موضوع پر ناول لکھا ہے اور بعض موضوعات تو ایسے ہیں جن پر شاید کوئی دوسرا قلم اٹھانے کی جرأت ہی نہ کر سکے لیکن آپ نے ان پر بھی کامیاب ناول لکھے ہیں۔ اس کے باوجود سائنسی فارمولے اور لیبارٹریاں آپ کا پسندیدہ موضوع ہیں۔ کیا آپ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں“۔

”محترم لطف اللہ خان صاحب۔ ای میل بھیجنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس بارے میں تفصیل لکھنے کی بجائے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ دور سائنسی پیش رفت کا دور ہے اور جہاں ملک سائنسی طور پر آگے بڑھنے کے لئے سائنسی ریسرچ پر اپنے وسائل خرچ کرتے ہیں وہاں ایسے فارمولوں کو ایجنٹوں کے ذریعے چرا لینے کا کام بھی

اپنے عروج پر جاتا دکھائی دیتا ہے۔ ایک ترقی پذیر ملک اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنے ملک کی ترقی کے لئے نئے سے نئے فارمولوں پر کام کرتا ہے جبکہ دوسرا ملک اس فارمولے کو کسی ایجنسی کے ذریعے چرا لیتا ہے تو دراصل یہ صرف فارمولا نہیں ہوتا بلکہ اس ملک اور اس کے عوام کا مستقبل بھی ہوتا ہے۔ پاکیشیا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے عمران کو اپنے ملک کے مفادات کے تحفظ کے لئے حرکت میں آنا پڑتا ہے اور چونکہ موجودہ تیز رفتار سائنسی پیش رفت کے دور میں ایسے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں اس لئے ایسے مشن زیادہ سامنے آ جاتے ہیں جن میں عمران فارمولوں کی چوری اور سائنسی لیبارٹریوں کے بارے میں کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

نوشہرو فیروز سے سلیمان احمد اپنی ای میل میں لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ میرے سارے گھر والے آپ کے ناولوں کے رسیا ہیں۔ آپ کے ناولوں سے ہمیں اس قدر نئی سے نئی معلومات ملتی ہیں کہ شاید کسی اور کتاب میں نہ مل سکتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہترین اور معیاری مزاح، کردار کی پاکیزگی اور ہمت و حوصلے کا جو سبق آپ کے ناولوں سے ملتا ہے وہ کسی اور ناول سے نہیں مل سکتا۔ البتہ آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ صالحہ کو بہت کم مشنز میں سامنے لاتے ہیں

حالانکہ صالحہ کسی طرح بھی کسی دوسرے رکن سے کم نہیں ہے۔ اس میں ایسی صلاحیتیں ہیں کہ اسے ہر مشن میں شامل کیا جائے۔ امید ہے آپ اس بات کا خیال رکھیں گے"۔

محترم سلیمان احمد صاحب۔ ای میل بھیجنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ کی شکایت سر آنکھوں پر۔ صالحہ واقعی صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے بھی کم نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہی نہ کیا جاتا لیکن ٹیم کا انتخاب عمران کرتا ہے اور عمران مشن کے لحاظ سے ٹیم کا انتخاب کرتا ہے۔ آپ کی شکایت عمران تک پہنچا دی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے قاری کی شکایت کا خیال رکھے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

"اکوڑہ خٹک سے دلفراز خان نے اپنی ای میل میں لکھا ہے کہ "آپ کے ناول مجھے اور میرے دوستوں میں بے حد مقبول ہیں۔ ہم نہ صرف آپ کے ناول پڑھتے ہیں بلکہ آپس میں اس کے مختلف پہلوؤں پر ڈسکس بھی کرتے ہیں۔ اکثر ایک بات پر سب سے زیادہ ڈسکشن ہوتی ہے کہ آپ کو اس قدر جدید ترین معلومات کہاں سے ملتی ہیں کیونکہ آپ جب اپنے ناولوں میں جدید ترین ریز اور مشینری کے بارے میں لکھتے ہیں تو ہمیں اس پر یقین نہیں آتا اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب فرضی ہے لیکن پھر کچھ عرصہ بعد جب ہم اخبارات میں اس بارے میں پڑھتے ہیں تب ہمیں احساس ہوتا ہے

ندیم

کہ یہ سب کچھ فرضی نہیں بلکہ حقیقت تھا جسے ہم نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے فرضی سمجھا تھا لیکن آپ کا ماخذ کیا ہے یہ بات آج تک سمجھ نہیں آئی۔ کیا آپ ہمیں اس بارے میں بتائیں گے"۔

محترم دلفراز خان صاحب۔ ای میل بھیجنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو یہ کوئی الجھن نہیں ہے اس لئے کہ جسے جدید ترین سائنسی ایجادات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا شوق ہو تو ایسے بے شمار ذرائع ہیں جن کے ذریعے یہ معلومات ان تک پہنچ سکتی ہیں۔ ان میں انٹرنیٹ کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر شائع ہونے والے سائنسی رسالے، بڑے بڑے اخبارات کے سائنسی میگزین اور کتب سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ دنیا میں سائنس پر بے پناہ کام ہو رہا ہے اور ایسی ایسی ایجادات سامنے آ رہی ہیں کہ شاید ہم ان پر سرے سے یقین کرنے سے ہی انکار کر دیں لیکن یہ حقائق ہیں اور حقائق بہرحال اپنے آپ کو منوا لیتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران ہمیشہ ناشتے کے بعد پہلے مقامی اخبارات کو سرسری نظروں سے دیکھتا تھا، پھر غیر ملکی معروف اخبارات کو پڑھتا تھا اور اس طرح اس کا ناشتہ مکمل ہو جاتا تھا۔ اخبارات کے مطالعہ کو وہ ناشتے کا حصہ قرار دیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی ناشتہ ختم کر کے اس نے سلیمان کو آواز دی اور خود اخبارات کے بنڈل میں سے مقامی اخبار نکال کر کھول لیا اور سرسری سے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ مقامی اخبارات میں خبروں کے معیار پر کم اور سنسنی خیزی پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی بلکہ مقامی صحافت میں خبر جتنی سنسنی خیز ہو اتنی ہی زیادہ معیاری سمجھی جاتی ہے۔ معاملات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا بھی مقامی صحافت کا کام رہا ہے اور اسے ہی اعلیٰ صحافت سمجھا جاتا ہے اس لئے عمران سرسری انداز میں خبریں دیکھتا تھا۔ البتہ کوئی اس کے مطلب کی خبر اسے نظر آ جاتی تو پھر وہ اسے

بغور پڑھا کرتا تھا۔ ابھی عمران نے اخبار کو کھولا ہی تھا کہ سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ناشتے کے خالی برتن ٹرالی میں رکھنا شروع کر دیئے۔

''آپ جلدی سے اخبارات سے فارغ ہو جائیں تاکہ آپ کے سامنے حساب پیش کیا جا سکے''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''حساب کتاب۔ ارے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ طویل عرصے سے کڑکی کا دور چل رہا ہے اور تمہیں حساب کتاب کی سوجھ رہی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو حساب کتاب پیش کر رہا ہوں تاکہ کل کو آپ یہ نہ کہیں کہ کڑکی اور مندی کے دور میں خریداری کیوں اور کیسے کر لی''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے اس طرح اطمینان کا طویل سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔

''اچھا تو خریداری کا حساب کتاب۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنی تنخواہوں اور الاؤنسز کے حساب کتاب کا کہہ رہے ہو''...... عمران نے اس بار بڑے خوشگوار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو اب حساب کتاب سے بالا ہو چکا ہے۔ میں نے کچن کے چند ضروری آئیٹم خریدے تھے ان کے حساب کتاب کی بات کر رہا ہوں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے واہ۔ آج کا دن تو شاید میری زندگی کا سب سے خوش

قسمت دن ہے کہ تم خود کہہ رہے کہ وہ معاملہ حساب کتاب سے بالا ہو چکا ہے۔ ویری گڈ۔ اس بوجھ سے تو جان خلاصی ہوئی''۔ عمران نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے حساب کتاب سے بالا کہا ہے۔ حساب کتاب ختم نہیں کہا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بالا کا مطلب بھی تو یہی ہوتا ہے کہ کوئی حساب کتاب ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی ختم۔ وہ کیا کہتے ہیں ہماری مقامی زبان میں کہ مٹی ڈالو''...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''نجانے آپ کس مدرسے میں پڑھتے رہے ہیں۔ بالا کا مطلب ہے بہت بلند اس لئے حساب کتاب سے بالا کا مطلب ہوا کہ اب حساب کتاب کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس جو حساب کتاب سمجھ میں آئے کہہ دو۔ یعنی جس طرح لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں کے بعد حساب کتاب سے معاملات بالا ہو جاتے ہیں''۔ سلیمان نے باقاعدہ عالمانہ انداز میں اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران کا خوشی سے پھولا ہوا چہرہ یکلخت لٹک گیا۔

''اچھا تو پھر کیسا حساب کتاب''...... عمران نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''بتایا تو ہے کہ کچن آئیٹمز خریدی ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''خرید لی ہیں تو بہت اچھا کیا۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے کہ تم نے خوب چھان پھٹک کر خریدی ہوں گی''...... عمران نے اخبار کی

ندیم

طرف متوجہ ہوتے ہوئے بڑے بے نیازانہ انداز میں کہا۔

''ظاہر ہے مفلس اور قلاش آدمی کا باورچی ساری عمر چھان پھٹک میں ہی گزار دیتا ہے۔ بہرحال دس لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں''..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہوئے ہوں گے تسلیم ہے مجھے''..... عمران نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

''میں آپ سے پیسے نہیں مانگ رہا۔ صرف حساب کتاب بتا رہا ہوں''..... سلیمان بھی آخر عمران کا ہی باورچی تھا اس لئے وہ عمران کے جان چھڑانے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران اس معاملے کو یہیں ختم کرنا چاہتا تھا تاکہ سلیمان پیسے نہ مانگے۔

''ارے واہ۔ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ تم جیسا باورچی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نصیب کرے جو پیسے مانگے بغیر حساب کتاب بتاتا رہے''..... عمران نے اس بار خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''تو اب آپ اپنی نئی خریدی ہوئی وارڈ روب کے خفیہ خانے کے اندر بنے ہوئے مزید خفیہ خانے میں موجود پچاس لاکھ روپے کا حساب سمجھ گئے۔ اوکے''..... سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس دروازے کی طرف جانے لگا۔

''ارے۔ ارے۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ تم نے سارے خفیہ خانے کیسے تلاش کر لئے۔ دکانداروں کا دعویٰ تھا کہ ان خفیہ خانوں کو صرف انکم ٹیکس انسپکٹر ہی تلاش کر سکتا ہے اور میں نے یہ الماری

اس لئے خرید لی تھی کہ یہاں جب انکم ہی نہیں ہے تو انکم ٹیکس انسپکٹر کا یہاں کیا کام۔ لیکن لگتا ہے تم خود تو کیا تمہارے آباؤ اجداد سب انکم ٹیکس میں رہے ہیں۔ ارے۔ وہ تو میں نے برے وقت کے لئے چھپا کر رکھے تھے''..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''جب کچن بند ہو جاتا تو اس سے برا وقت اور کیا ہو سکتا ہے''..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا چلو دس لاکھ کے تم نے کچن آئیٹمز خرید لئے باقی چالیس لاکھ خاصی بڑی رقم ہوتی ہے''..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ آپ جیسے مفلس و قلاش کے لئے واقعی بڑی رقم ہوتی ہے لیکن موجودہ دور میں اتنی معمولی رقم سے تو سبزی، دالیں، گوشت بھی پورا نہیں خریدا جا سکتا۔ میں نے یہ سوچ کر رکھ لئے تھے کہ چلو پیاز، ٹماٹر وغیرہ چند آئیٹمز خرید کر رکھ لوں گا اور اس میں بھی آپ کا فائدہ ہے۔ سبزی جس رفتار سے مہنگی ہوتی جا رہی ہے لگتا ہے کہ اگلے ماہ چالیس لاکھ کی بجائے دو چار کروڑ لے کر مارکیٹ جانا پڑے گا''..... سلیمان نے جواب دیا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ سر سے ہٹا کر ایک لمبا سانس لیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''چالیس لاکھ روپے کے ٹماٹر، پیاز خریدنے والے باورچی کا

ندیم

مفلس و قلاش آغا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''یہ کیا بکواس ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

''یہ بکواس نہیں حقیقت ہے جناب۔ چالیس لاکھ کے ٹماٹر اور پیاز اور وہ بھی صرف ایک ماہ کے لئے اور مہنگائی جس ایکسپریس رفتار سے بڑھ رہی ہے آئندہ ماہ تو شاید کروڑوں میں بھی اتنے ٹماٹر پیاز نہ ملیں''...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ رو دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس نے کہا ہے تمہیں۔ کیا تم پاگل ہو۔ خود جا کر چیک نہیں کر سکتے۔ مجھے تسلیم ہے کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے لیکن اتنی بھی نہیں ہے جتنی تم بتا رہے ہو۔ خواہ مخواہ کی فضول باتیں لے کر بیٹھ جاتے ہو۔ میں نے تم سے انتہائی اہم بات کرنی تھی اور تم یہ فضول بات لے کر بیٹھ گئے''...... اس بار سرسلطان نے باقاعدہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ حساب کتاب آغا سلیمان پاشا کا ہے اور اسے میں تو کیا دنیا کا کوئی شخص آپ سمیت چیلنج نہیں کر سکتا اور جناب۔ اس سے زیادہ اہم بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ملک کے لوگوں کے کچن بند ہوتے جا رہے ہیں اور آپ کی حکومت کے ٹیلی ویژن چینلز روزانہ جو کھانے بنا بنا کر لوگوں کو دکھا رہے ہیں وہ نجانے کون لوگ بنا کر کھاتے ہیں۔ اس ایک کھانے کے لئے شاید

ڈیڈی کو اپنی پوری جاگیر فروخت کرنا پڑے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ وہ بھلا آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

''اگر سلیمان نے کہا ہے تو ٹھیک کہا ہے۔ تم جو ہر وقت بڑے بڑے ہوٹلوں میں جا کر کھاتے رہتے ہو۔ وہ ان کھانوں کی رقم سے بھی زیادہ رقم تمہارے نام سے فلاحی اداروں میں جمع کروا آتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا حساب کتاب برابر رہے اور ظاہر ہے وہ اس رقم کو کچن بجٹ میں ہی شمار کرتا ہوگا''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کہیں آپ نے اس کے پاس فلاحی اداروں کی رسیدیں تو نہیں دیکھ لیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ایک بار بیگم نے اس سے کچن کے کسی معاملے میں مشورہ لینے کے لئے اس کو بلایا تھا کیونکہ بیگم کا کہنا ہے کہ اس معاملے میں سلیمان سے زیادہ سمجھ دار اور کوئی نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ملنے بھی آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رسیدیں تھیں۔ میرے پوچھنے پر اس نے رسیدیں دکھائیں جو سب تمہارے نام کی تھیں''۔ سرسلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''وہ بہت بڑا فنکار ہے جناب۔ آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا اعزازی صدر ہے۔ یہ فلاحی ادارے اس نے خود بنائے ہوئے ہیں۔ ایسے ادارے جن کا مینجر بھی وہ خود ہے اور مہتمم بھی وہ خود ہے۔ یقیناً اس نے آنٹی کا پرس بھی خالی کرا لیا ہوگا''...... عمران

ندیم

نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ جتنا بڑا فنکار ہے اس کا مجھے علم ہے۔ تم جیسے آدمی سے مستقل گزارہ کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا۔ بہرحال میں نے جو اہم بات کرنی ہے وہ یہ کہ پاکیشیا نے مسلم ممالک کے اہم لیڈرز کی ایک میٹنگ بلائی ہوئی تھی جسے پوری دنیا سے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا۔ اس میٹنگ میں فلسطین کا موجودہ اہم ترین لیڈر العباس بھی شامل تھا اور یہ بھی یقیناً تمہیں معلوم ہو گا کہ اس وقت پوری دنیا کے یہودی العباس کو کسی نہ کسی انداز میں پکڑنے کے لئے کوشاں ہیں کیونکہ یہودیوں کے خلاف اس کی خفیہ تنظیم متاع بے حد کامیاب جا رہی ہے اور اس تنظیم کے ذریعے اہم یہودی لیڈرز جو مسلمانوں کے خلاف کھل کر کام کر رہے تھے اور خصوصاً فلسطین کے خلاف کام کرتے ہیں وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اس خفیہ تنظیم کا جال تقریباً تمام یہودی نواز ملکوں میں پھیلا ہوا ہے اور یہودیوں کو متاع نے درپردہ بے حد نقصان پہنچایا ہے اس لئے العباس کی ہلاکت یہودیوں کا نمبر ایک مشن بن چکا ہے۔ العباس تارکی میں پناہ لئے ہوئے ہے اور اس کی حفاظت کے وہاں تارکی حکومت نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اس خفیہ میٹنگ میں العباس نے بھی شرکت پر رضامندی اس شرط پر دی ہے کہ پاکیشیا میں اس کی حفاظت پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ذمے لے لے"۔ سر سلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہونی ہے یہ میٹنگ۔ کتنے روز رہے گی اور اس کا مزید شیڈول کیا ہے"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ باتیں فون پر نہیں بتائی جا سکتیں۔ تم میرے آفس آ جاؤ"۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا اور عمران ان کے اس انداز میں رسیور رکھنے پر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر سلطان نے دانستہ ایسا کیا ہے ورنہ عمران مزید سوالات کرتا رہتا۔

"سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے کسی جن کی طرح فوراً نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے لہجے کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"میں سر سلطان کے آفس جا رہا ہوں۔ وہاں سے شاید کہیں اور جانا پڑے اس لئے خیال رکھنا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی کار چار منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں داخل ہو کر رک گئی۔ یہ ایکریمیا کی ریاست پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیکو کا معروف تھری سٹار کلب تھا۔ کار پارکنگ میں رکتے ہی ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ پر جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی کار سے باہر آئی۔ اس کے تیز سنہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ خدوخال کے لحاظ سے وہ یونانی نژاد دکھائی دیتی تھی۔ وہ کار لاک کر رہی تھی کہ پارکنگ مین نے آ کر اسے کارڈ دیا۔

"تھینکس۔ راجر اپنے آفس میں ہو گا"...... لڑکی نے پارکنگ مین سے کہا۔

"یس مس۔ ان کی کار موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آفس میں موجود ہیں"...... پارکنگ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

ندیم

اور نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا تو لڑکی نے کارڈ اور چابیاں جیکٹ کی جیب میں ڈالیں اور کاندھے سے بیگ لٹکائے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کی شخصیت کا مجموعی تاثر بے حد کشش انگیز تھا اور پھر اس پر اس کی خوبصورت اور پرکشش چال نے لوگوں کو اسے بار بار دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن وہ مردوں کی نظروں سے بے نیاز آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھی کاؤنٹر پر پہنچ گئی جہاں چھ لڑکیاں مختلف نوعیت کے کاموں میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی سامنے سرخ رنگ کا فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"راجر کو فون کر کے بتاؤ کہ ہاسکی اس سے ملنے آئی ہے"۔ لڑکی نے فون والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات طے ہے مس"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسے ہی سمجھو"...... ہاسکی نے جواب دیا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے بول رہی ہوں باس۔ ایک خاتون یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کے لئے آئی ہیں۔ ان کا نام ہاسکی ہے"...... لڑکی نے رابطہ ہونے پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر کاؤنٹر گرل نے

ندیم

کہا اور رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر موجود نوجوان کو اشارہ کیا۔

"یس مس"...... اس نوجوان نے جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا اور اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی کاؤنٹر کے قریب آ کر کہا۔

"مس صاحبہ کو مینجر صاحب کے آفس تک پہنچاؤ"...... لڑکی نے کہا۔

"یس مس۔ آیئے مس صاحبہ"...... سپروائزر نے پہلے کاؤنٹر گرل کو جواب دیا اور پھر ہاسکی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ گیا۔ راجر کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ اس منزل کے آخر میں بند دروازہ تھا جس کے باہر راجر کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

"تشریف لے جائیں مس صاحبہ۔ دروازہ کھلا ہوتا ہے"۔ سپروائزر نے کہا۔

"تھینک یو"...... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو یہ ایک خاصا بڑا اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا آفس تھا۔ میز کے عقب میں اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک چھوٹے قد لیکن گینڈے جیسے جسم کا مالک آدمی خاصی چوڑی کرسی کے باوجود اس میں دھنسا ہوا بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ اس کا چہرہ اس کے قد کی مناسبت

سے بڑا تھا۔ سر پر بال چھوٹے تھے لیکن سب کے سب سرکنڈوں کی طرح اوپر کی طرف کھڑے تھے۔

"میرا نام ہاسکی ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں راجر ہوں۔ اس کلب کا مینجر بھی اور مالک بھی"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرسٹائن نے بھیجا ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس کا فون آیا تھا اور اسی وجہ سے تو میں نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی"...... راجر نے کہا۔

"میرا تعلق وائٹ پی کاک سے ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ"...... اس بار راجر اس بری طرح اچھلا تھا کہ کرسی کی کڑکڑاہٹ کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے سے خوف کا تاثر بھی ابھر آیا تھا جیسے وہ اس نام سے ہی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"مم۔ مم۔ مجھے حکم دیں۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... راجر نے پیشانی پر آ جانے والا پسینہ ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذریعے سپیشل لنک رکھا گیا ہے"...... ہاسکی نے پہلے کی طرح اطمینان بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... راجر نے کہا اور رسیور اٹھا

کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگ گئی تھی۔ پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ نیشنل زو ایڈمنسٹریٹر جان ہاپک بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”تھری سٹار کلب سے راجر بول رہا ہوں۔ فرسٹ لنک وائٹ پی کاک ہے۔ دوسرا بتاؤ“...... راجر نے کہا۔

”ہولڈ کرو“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہاسکی خاموش لیکن اطمینان بھرے انداز میں اس طرح بیٹھی تھی جیسے اس سارے معاملے سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

”ہیلو مسٹر راجر“...... چند لمحوں بعد جان ہاپک کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”یس“...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکنڈ لنک کلر برائٹ گولڈن ہے اور یہی ریٹ ہے“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسیور رکھ کر میز کی دراز کھولی اور ایک شوخ سنہری رنگ کا کارڈ نکال کر اس پر دستخط کئے اور کارڈ ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”تھینک یو“...... ہاسکی نے کارڈ لے کر اسے جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر آفس سے باہر

آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی کار میں بیٹھ چکی تھی۔ پارکنگ مین نے اس سے کارڈ واپس لے لیا۔ کار سٹارٹ کرنے سے پہلے ہاسکی نے جیب سے وہ تیز گولڈن رنگ کا کارڈ نکالا اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور کارڈ دیکھ کر نمبر پریس کر دیا اور پھر رابطے کا نمبر پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

”یس۔ سیکرٹری فٹ بال ایسوسی ایشن“...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ان دنوں سرکاری طور پر جو فٹ بال استعمال کیا جاتا ہے اس پر سیاہ رنگ کے کتنے دائرے ہوتے ہیں“...... ہاسکی نے اپنا نام بتائے بغیر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”چالیس“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے پہلے والے نمبر پریس کرنے کے بعد آخر میں چالیس نمبر پریس کر دیا۔ ایک بار پھر دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

”یس۔ انٹر سٹی ٹرانسپورٹ سروس“...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مسٹر فورٹی سے بات کرائیں۔ میں ہاسکی بول رہی ہوں“۔

ہاسکی نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ فورٹی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاسکی بول رہی ہوں۔ صبح سے خراب ہوتی پھر رہی ہوں۔ میں چیف سے زبردست احتجاج کروں گی کہ یہ کیا سلسلہ بنا دیا گیا ہے۔ میرے تو سر میں درد شروع ہو گیا ہے''...... ہاسکی نے بڑے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''یہ سارا کھیل سٹابرن نے تشکیل دیا ہے اور تم جانتی ہو کہ چیف سٹابرن کی صلاحیتوں پر کس قدر اعتماد کرتا ہے''...... فورٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سٹابرن کو ہم پر اعتماد نہیں ہے جو یہ سانپ اور سیڑھی کا کھیل تیار کیا گیا ہے۔ بہرحال بولو۔ اب کہاں جانا ہے''...... ہاسکی نے اسی طرح ناراض لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''براڈوے چلی جاؤ۔ باقی تم جانتی ہی ہو''...... فورٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... ہاسکی نے کہا اور فون آف کر کے اس نے جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے کار پارکنگ سے نکالی اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکال کر اس

نے کار کا رخ اس طرف موڑ دیا جدھر سے وہ جلد از جلد براڈوے ایریا تک پہنچ سکے۔ ہاسکی ایک کٹر یہودن تھی اور یہودیوں کی ایک انتہائی خفیہ تنظیم مارشل کی رکن تھی۔ اس تنظیم کا نام اس لئے بھی مارشل رکھا گیا تھا کہ اس تنظیم سے متعلق افراد سے دنیا بھر میں ایسے لوگوں کو قتل کرانے کا کام لیا جاتا تھا جو یہودیوں کے نزدیک ان کے خلاف ایسے کام کر رہے ہوں جن سے یہودیوں اور ان کے مفادات کو انتہائی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس لئے اس تنظیم کے خفیہ سیکشن تقریباً دنیا کے ہر بڑے ملک میں موجود تھے۔

مارشل نے اب تک ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے اور ایسے ایسے افراد کو ہلاک کر دیا تھا جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مارشل کے پیچھے پوری دنیا کی ایجنسیاں کام کرتی رہتی تھیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی مارشل کو دنیا کی انتہائی خطرناک خفیہ تنظیم قرار دیا جاتا تھا اور بین الاقوامی سطح پر بھی اس کے خلاف مسلسل کارروائیاں ہوتی رہتی تھیں لیکن اب تک مارشل کے خلاف کوئی بھی ایجنسی کوئی کارآمد کارروائی نہ کر سکی تھی۔

اس میں اس کے خصوصی انتظام کا بھی تعلق تھا جیسے اب ہاسکی شکایت کر رہی تھی۔ ہاسکی، مارشل کی ایک اہم عہدیدار تھی اور چیف نے اسے کال کیا تھا اور اب نجانے کتنے وقت سے ہاسکی چیف سے ملنے کے لئے ایسے انتظامات سے گزر رہی تھی کہ وہ خود بھی تنگ آ چکی تھی لیکن ظاہر ہے تنظیم کے خلاف بات نہ کی جا سکتی تھی اور

تنظیم کے خلاف کوئی ایسا اقدام بھی نہ اٹھایا جا سکتا تھا جس سے تنظیم کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہو اس لئے باوجود بات کرنے کے ہاسکی کو بہرحال ایسے ان تمام انتظامات سے گزرنا پڑ رہا تھا۔

براڈ وے ایک وسیع و عریض ایریا تھا جہاں رہائشی علاقے بھی موجود تھے، بزنس اور کمرشل علاقے بھی۔ اسے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ براڈ وے چلی جاؤ اور باقی اس پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اس بارے میں جانتی ہے جبکہ ہاسکی صرف اتنا جانتی تھی کہ براڈ وے میں ایک بزنس پلازہ موجود ہے جس میں ایک آفس براڈ وے امپورٹ ایکسپورٹ کے نام سے قائم ہے جس کا تعلق مارشل سے ہے اس لئے اب وہ اس پلازہ کی طرف جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس آفس میں داخل ہو رہی تھی۔ کاؤنٹر پر موجود خوبصورت مقامی لڑکی نے اس کا مسکراتے ہوئے استقبال کیا۔

”میرا نام ہاسکی ہے اور میرا نمبر فورٹی ہے“...... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا“...... لڑکی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے ایلکس بول رہی ہوں۔ مس ہاسکی نمبر فورٹی کاؤنٹر پر موجود ہیں“...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی سے دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتی رہی۔

”او کے سر“...... دوسری طرف سے کچھ دیر سننے کے بعد لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر اس نے کارڈ ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

”تھینک یو“...... ہاسکی نے کہا اور کارڈ کو جیب میں ڈال کر آفس سے باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر کار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جیب سے وہی سفید رنگ کا کارڈ نکالا اور اسے غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

”کنگ کالونی۔ ڈبل زیرو تھری“...... کارڈ پر اندراج تھا۔ ہاسکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کارڈ کو واپس جیب میں ڈالا اور کار سٹارٹ کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک قدیم کالونی جہاں واقعی محل نما عمارتیں تھیں، میں داخل ہو رہی تھی اور پھر ایک محل جیسی وسیع و عریض کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے اس نے کار روک دی۔ کوٹھی کے ستون پر نمبر باقاعدہ سیمنٹ میں کھدا ہوا تھا۔ ڈبل زیرو تھری صاف پڑھا جا رہا تھا۔ ہاسکی نے زور زور سے ہارن بجانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی مسلح آدمی باہر آ گیا۔ ہاسکی نے بغیر کوئی بات کئے وہی سفید کارڈ اس آدمی کی طرف بڑھا دیا۔

”میں چیک کرتا ہوں“...... اس آدمی نے مڑتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس چھوٹے پھاٹک سے اندر جا کر اس نے پھاٹک کو

اندر سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک میکانکی انداز میں کھلنے لگا تو ہاسکی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ چیف میکارٹو اس محل نما حویلی میں موجود ہے اور پھر کار اندر مخصوص پورچ میں روک کر وہ نیچے اتری تو وہی ملازم جو اس سے کارڈ لے گیا تھا پھاٹک بند کر کے اس کی طرف آ رہا تھا۔

"آیئے میرے پیچھے"...... اس ملازم نے کہا اور پھر ہاسکی اس کی رہنمائی میں عمارت کی اندرونی مختلف راہداریوں سے گزرتی ہوئی ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"باس اندر موجود ہیں۔ تشریف لے جایئے"...... ملازم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو ہاسکی نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ہاسکی اندر داخل ہوئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا سر گنجا تھا۔ ناک طوطے کی ناک کی طرح آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ چہرے پر سختی کا تاثر تھا۔ آنکھیں تقریباً گول تھیں جو اس وقت ہاسکی پر جمی ہوئی تھیں۔

"بیٹھو ہاسکی"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو باس"...... ہاسکی نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"راستے میں تم نے چیکنگ وے سے گزرنے پر اعتراض کیا تھا۔ کیوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"باس۔ وقت ضائع ہونے کا مسلسل احساس ہوتا رہتا ہے"۔ ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو باس کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"تمہاری یہی حاضر جوابی ہر بار تمہیں میرے عتاب سے بچا لیتی ہے۔ اوکے۔ تمہیں میں زیرو پرسنلٹی قرار دے دیتا ہوں یعنی کہیں تمہاری چیکنگ کی ضرورت نہیں۔ میں بھی زیرو پرسنلٹی ہوں۔ اب تم بھی ہو گئی ہو"...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر ایک سنہرے رنگ کا بیج نکالا اور ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

"بے حد شکریہ باس"...... ہاسکی نے اٹھ کر بیج لیتے ہوئے کہا اور پھر بیج کو چوم کر اس نے اسے جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا کیونکہ زیرو پرسنلٹی کا مطلب تھا کہ اب وہ ہر قسم کی چیکنگ سے مبرا ہو گئی ہے اور اب اس کا عہدہ سیکشن میں سب سے بڑا ہو گیا ہے۔

"اب سنو۔ ایک ایسا مشن پی کاک کو درپیش ہے کہ اس سے زیادہ اہم اور سخت مشن پہلے کبھی سامنے نہیں آیا اور میں نے اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے"...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے اعزاز ہے باس۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں

کہ فتح پی کاک کی ہو گی''...... ہاسکی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو باس نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے ہاسکی کے سامنے پھینک دی۔

''اسے پڑھو اور مجھے واپس کر دو''...... باس نے کہا تو ہاسکی نے فائل اٹھا کر اسے کھولا۔ فائل میں صرف دو صفحات تھے جن پر باریک الفاظ میں ٹائپ کیا گیا تھا۔ ہاسکی فائل پڑھتی رہی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے اٹھا کر واپس باس کے سامنے رکھ دیا۔ باس نے فائل اٹھائی اور اسے واپس کھلی ہوئی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کر دی۔

''باس۔ بے حد دلچسپ مشن ہے۔ بظاہر جتنا بھی مشکل ہو لیکن میرے سیکشن کے لئے مشکل نہیں ہے۔ میں نے ایسے بے شمار مشنز مکمل کئے ہوئے ہیں''...... ہاسکی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اسے آسان سمجھ رہی ہو لیکن اس مشن نے پوری دنیا کے یہودی زعما کی نیندیں اڑا دی ہیں''...... باس نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

''باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک بیمار آدمی کو اغوا کر کے کسی خاص سپاٹ پر پہنچانا کوئی مشکل مشن نہیں ہے۔ ایسے ہزاروں مشنز میں نے اب تک مکمل کئے ہیں اور یہ آدمی العباس تو سرکاری اہمیت نہیں رکھتا جبکہ ہم نے ٹاپ سرکاری شخصیات کو آسانی

سے اغوا کیا ہوا ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ پی کاک کے تمام سیکشنوں میں تمہارا سیکشن ایسے معاملات میں بے حد کامیاب رہا ہے۔ اسی لئے تمہیں کال کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اس بارے میں تمام ممکنہ خطروں سے تمہیں پیشگی آگاہ کر دیا جائے''...... باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... باس کو اس قدر سنجیدہ دیکھ کر ہاسکی نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم نے فائل میں پڑھ لیا ہو گا کہ العباس ہمارے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے اس کی خفیہ تنظیم متاع کے سرفروش پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان لوگوں نے یہودیوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس قدر شاید ہی کسی نے پہنچایا ہو۔ العباس تارکی میں مستقل پناہ حاصل کئے ہوئے ہے اور باوجود ہماری سرتوڑ کوششوں کے ہم نہ اس کا فون کیچ کر سکے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی معلومات مل سکی ہیں حتیٰ کہ تارکی کے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی حکام بھی اس سے لاعلم ہیں اور وہ تارکی میں بیٹھا متاع کو کنٹرول کرتا رہتا ہے۔ تارکی کے اعلیٰ حکام سے مصدقہ رپورٹ ملی ہے کہ العباس پاکیشیا میں آئندہ چند روز میں ہونے والی اسلامی لیڈروں کی کانفرنس میں بطور مبصر شریک ہو رہا ہے۔ گو وہ گزشتہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ اس کی یادداشت خاصی حد تک خراب ہو چکی ہے اور اس

ندیم

نے متاع کی سربراہی سے ازخود علیحدہ ہونے کی پیشکش کی لیکن متاع کے سربراہوں نے اس کی زندگی تک اسے بطور سربراہ قائم رکھنے کا اعلان کر دیا۔ البتہ وہ فنکشنل کاموں سے علیحدہ ہو گیا ہے اور اس کے نائب اسحاق رازی نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے لیکن بظاہر سربراہ العباس ہی ہے اور ہم نے اس کانفرنس کے دوران العباس کو اغوا کرنا ہے اور ایسی جگہ پہنچانا ہے جس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے اور یہ کام تمہارے سیکشن کے ذمے لگایا گیا ہے“...... باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو باس جس خطرے کی بات آپ نے کی تھی وہ خطرہ کیا ہے۔ کیا متاع سے خطرہ ہے“...... ہاسکی نے کہا۔

”متاع سے تو خطرہ ہو گا ہی لیکن اصل خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے احمق ایجنٹ عمران سے ہے“...... باس نے کہا۔

”احمق ایجنٹ۔ کیا مطلب باس“...... ہاسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے بارے میں کبھی کچھ نہیں سنا“...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف اتنا سنا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور بس۔ لیکن آپ تو اسے احمق کہہ رہے ہیں اور کوئی احمق کیسے خطرناک ایجنٹ ہو سکتا ہے“...... ہاسکی نے کہا تو باس بے اختیار

ہنس پڑا۔

”عمران ایسا ہی ایجنٹ ہے۔ بظاہر احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے جس کی باتوں پر لوگ ہنس پڑیں لیکن درحقیقت انتہائی حد تک ذہین اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ دوسرے لفظوں میں بھیڑ کے بچے کے روپ میں وہ خوفناک بھیڑیا ہے۔ اسرائیل کو جس قدر نقصان اس اکیلے عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہنچایا ہے اتنا اور کسی نے نہیں پہنچایا۔ اسرائیل کے صدر اس بات کے سخت خلاف تھے کہ العباس کو پاکیشیا سے اغوا کیا جائے لیکن ہم مجبور تھے کہ شاید یہ پہلا اور آخری موقع ہے اور ہم اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے“۔ باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ اب میں اس کی شخصیت کو بہتر انداز میں سمجھ گئی ہوں لیکن باس۔ آپ نے کہا ہے کہ العباس بیمار ہے اور اس کی یادداشت کو نقصان پہنچا ہے تو اس صورت میں اس سے کیا حاصل ہو سکے گا۔ کیوں نہ اسے گولی مار دی جائے“...... ہاسکی نے کہا۔

”ایک بار زندہ ہمارے ہاتھ لگ جائے اس کے بعد ہمارے ماہر ڈاکٹر خود ہی اس کا علاج کر لیں گے۔ چاہے اس میں ایک ماہ لگ جائے یا دو ماہ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا“...... باس نے کہا۔

”باس۔ اس کے اغوا ہوتے ہی متاع کا پورا ہی سیٹ اپ اگر

بدل گیا تو پھر''...... ہاسکی نے کہا۔

''تمہارے یہی ذہانت سے پر سوالات مجھے پسند ہیں۔ تم نے درست سوچا ہے۔ لیکن جس انداز میں متاع کام کرتی ہے اس میں کوئی بڑی انتظامی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی اور دوسری بات یہ کہ انہیں معلوم ہو گا کہ العباس کی یادداشت کام نہیں کرتی اس لئے وہ ہمیں متاع کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے گا جبکہ ہمارے ماہرین اس کی یادداشت اوپن کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر متاع کا پوری دنیا میں مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے گا''...... باس نے کہا۔

''اوکے باس۔ اب آپ یہ بتا دیں کہ العباس کو کہاں پہنچایا جانا ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''تم نے اسے اغوا کر کے بندرگاہ پر موجود ایک سپیڈ بوٹ گلیکسی تک پہنچانا ہے۔ اس سپیڈ بوٹ کا کیپٹن ریمنڈ نام کا ہے۔ تم پہلے اس سے مل کر تمام انتظامات کرو گی اور پھر تم نے العباس کو ریمنڈ کے حوالے کر کے خود واپس چلے جانا ہے۔ اس کے بعد تمہارا اس سے کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ یہ ریمنڈ اسے کسی اور کے حوالے کرے گا اور پھر کئی ہاتھوں سے گزرنے کے بعد وہ وہاں پہنچ جائے گا جہاں اسے پہنچایا جانا مقصود ہے۔ یہ سب اس لئے کیا جا رہا ہے کہ متاع اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کا سراغ نہ لگا سکے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ اب مجھے اجازت دیں''...... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم جا سکتی ہو۔ پاکیشیا روانگی سے پہلے اپنے پروگرام اور پلان سے مجھے تفصیل سے آگاہ کر دینا اور ہاں۔ وہاں ایک فعال پارٹی تمہاری مدد کے لئے موجود ہے۔ اس پارٹی کے سربراہ کا نام کراسی ہے اور کراسی پاکیشیا دارالحکومت کے ایک کلب جس کا نام کراس کلب ہے، کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ تم اسے فون کر کے صرف اپنا نام ہی بتاؤ گی تو وہ تمہارے تحت ہر وہ کام کرے گا جس کا تم اسے حکم دو گی''...... باس نے کہا۔

''کیا اسے ہمارے پلان کا علم ہے''...... ہاسکی نے پوچھا۔

''ہاں۔ فیلڈ کے تمام انتظامات وہی کرے گا۔ وہ ہمارے لئے انتہائی بااعتماد آدمی ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ گڈ بائی۔ تھینک یو فار مشن''...... ہاسکی نے کہا اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ہلکے نیلے رنگ کی جدید ماڈل کی کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رک گئی اور ڈرائیور نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی نوجوان باہر آ گیا۔

”پھاٹک کھولو“...... کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے سر باہر نکال کر آنے والے سے کہا۔

”یس سر“...... اس نوجوان نے کہا اور مڑ کر واپس پھاٹک میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور کار آگے بڑھ گئی۔ ایک طرف باقاعدہ پورچ بنا ہوا تھا جس میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ نوجوان نے بھی کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور جیب میں سے ایک سیل فون نکال کر اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”آفندی بول رہا ہوں باس۔ ہیڈکوارٹر کے پورچ سے“۔

ندیم

نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ آ جاؤ“...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو آفندی نے فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بظاہر ایک رہائشی عمارت تھی اور یہاں ڈاکٹر خلیل زاد کی رہائش گاہ تھی۔ ڈاکٹر خلیل زاد ریٹائرڈ پروفیسر تھا اور اپنے ملازموں کے ساتھ اس کوٹھی میں رہائش پذیر تھا کیونکہ اس نے ساری عمر شادی ہی نہ کی تھی۔ یہ کوٹھی دراصل تارکی کی سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر تھا اور ڈاکٹر خلیل زاد تارکی سیکرٹ سروس کا سربراہ تھا اور آفندی سیکرٹ سروس کا سب سے فعال ایجنٹ تھا۔ یہ کوٹھی تارکی کے دارالحکومت آکرہ کی ایک رہائشی کالونی میں واقع تھی۔ آفندی کو چیف نے کال کیا تھا اس لئے آفندی یہاں پہنچا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ مہاگنی کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال برف سے بھی زیادہ سفید تھے۔ چھوٹی سفید رنگ کی مونچھیں اور سفید رنگ کی چھوٹی سی داڑھی بھی تھی۔ آنکھوں پر نظر کی عینک سے وہ سیکرٹ سروس کے چیف کی بجائے واقعی کسی یونیورسٹی کا ریٹائرڈ پروفیسر ہی نظر آ رہا تھا۔

”بیٹھو آفندی“...... چیف نے کہا تو آفندی مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ پوری دنیا کے یہودی متاع کے چیف العباس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن العباس آج تک ان کے ہاتھ نہیں آ سکا۔ وہ تاریکی میں ہے لیکن سوائے چند خاص الخاص لوگوں کے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ العباس کہاں ہے اور کہاں رہتا ہے۔ البتہ اس کا رابطہ اس کے ماتحتوں کے ساتھ مستقل رہتا ہے۔ یہودی تنظیمیں اسے ہلاک کرنے یا اغوا کرنے کے لئے بے شمار بار کوششیں کر چکی ہیں لیکن آج تک انہیں اس بارے میں مکمل ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے''...... چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو اب کیا ہو گیا ہے باس۔ کوئی تازہ دھمکی ملی ہے اسے''۔ آفندی نے پوچھا۔

''نہیں بلکہ پاکیشیا میں مسلم ممالک کے اہم لیڈروں کی خفیہ میٹنگ ہو رہی ہے جس میں فلسطینی اور مشک بار دونوں تنازعوں کے ٹھوس حل کے لئے ٹھوس اور سنجیدہ اقدامات نہ صرف تجویز کئے جائیں گے بلکہ مسلم ممالک ایک ساتھ مل کر دونوں تنازعوں کو ہر صورت میں حل کرنے پر آئندہ کام بھی کرتے رہیں گے۔ اس میٹنگ کی اہمیت کے پیش نظر متاع کا فلسطینی لیڈر العباس بھی اس میٹنگ میں پاکیشیا کی دعوت پر شامل ہو رہا ہے۔ حکومت پاکیشیا نے گارنٹی دی ہے کہ اس کی معقول حفاظت کی جائے گی''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جناب۔ ہمارے لئے کیا مسئلہ باقی رہ گیا''...... آفندی نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ یہودی تنظیمیں اور خاص طور پر ان کی حالیہ دنوں میں ابھر کر سامنے آنے والی خوفناک تنظیم پی کاک العباس کو اغوا کرنے کی کوشش ضرور کرے گی''...... چیف نے کہا۔

''اغوا کرنے کی کوشش کرے گی چیف۔ یا ہلاک کرنے کی''۔ آفندی نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہلاکت ان کے فائدے میں نہیں جائے گی''...... چیف نے کہا۔

''وہ کیسے چیف''...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''العباس بیمار ہے۔ اس کی یادداشت کے بارے میں ماہرانہ طبی رائے ہے کہ سوائے قریب کی یادداشت کے اس کی تمام یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ یہ کوئی خاص بیماری ہے جس کا بڑا مشکل سا طبی نام ہے اور اسے اغوا کرنے والے اگر اس بیماری کا علاج کر سکیں تو پھر وہ العباس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور متاع کے فلسطینی سیٹ اپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس پوری تنظیم کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے لیکن اسے ہلاک کرنے کی صورت میں تو یہ چانس ہی ختم ہو جائے گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ اسے اغوا کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس کی یادداشت واپس لائی جا سکے اور اغوا کی یہ کوشش یقیناً پاکیشیا میں ہو گی''...... چیف نے کہا۔

"پاکیشیا نے حفاظت کی گارنٹی دی ہے تو پھر وہ حفاظت بھی کریں گے"...... آفندی نے کہا۔

"وہ تو کریں گے لیکن چونکہ متاع کا ہیڈکوارٹر تارکی میں ہے اس لئے میں نہیں چاہتا اور نہ ہی تارکی کے حکام چاہتے ہیں کہ العباس اغوا ہو جائے۔ اس طرح تارکی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے اعلیٰ حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ تارکی سیکرٹ سروس کے ارکان کو وہاں بھیجا جائے جو تارکی کے پرائم منسٹر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ العباس کی بھی حفاظت کریں۔ اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کیا تم اس کے لئے تیار ہو"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ بالکل تیار ہوں اور یہ ہماری ڈیوٹی بھی ہے"۔ آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ العباس کے پاکیشیا جانے میں چند روز رہ گئے ہیں۔ تمہیں اطلاع مل جائے گی"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ العباس وہاں کہاں رہے گا اور پاکیشیا اس کی حفاظت کیسے کرے گا۔ ان کا پورا پلان ہمیں ملنا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیا کے سیکورٹی والوں کو ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا ہو گا"...... آفندی نے کہا۔

"یہ سب ہو جائے گا۔ اس کی فکر مت کرو"...... چیف نے کہا۔

"او کے چیف۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا"...... آفندی

نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر چیف کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے سلام کیا اور اٹھ کر آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات موجود تھے کیونکہ یہ مشن اس کے لئے مشکل نہ تھا۔ سیکورٹی کے مشنز میں وہ اور اس کا سیکشن خصوصی مہارت رکھتا تھا اس لئے وہ ہر طرح سے مطمئن تھا کہ العباس کو اغوا ہونے یا ہلاک ہونے سے آسانی سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

ندیم

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں''...... عمران نے سرسلطان کے آفس کے دروازے پر رک کر سر جھکاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ آؤ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم کھڑے اجازت مانگ رہے ہو''...... سرسلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا جبکہ ان کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ فلسطینی ہے۔

''آپ نے خود ہی تو لکھ رکھا ہے کہ بغیر اجازت اندر آنا منع ہے اور ہر جگہ ہمیشہ یہی الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر آنے کے لئے تو اجازت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن باہر جانے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''یہ ابو سلام ہیں۔ فلسطینی ہیں اور خفیہ تنظیم کے لیڈر ہیں اور ابو سلام، یہ علی عمران ہے جس کا پہلے میں نے آپ سے ذکر کیا تھا''...... سرسلطان نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو ابو سلام اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بڑے پرجوش انداز میں عمران سے مصافحہ کیا۔

''عمران صاحب کا نام تو ہر فلسطینی کے دل میں دھڑکتا ہے جناب۔ فلسطینی تو ان کے قصیدے کہتے نہیں تھکتے کیونکہ جو کارنامے انہوں نے فلسطین کے لئے انجام دیئے ہیں وہ واقعی حیرت انگیز ہیں''...... ابو سلام نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ من آنم کہ من دانم۔ میرا مطلب ہے کہ میں جو کچھ ہوں، میں خود زیادہ بہتر جانتا ہوں۔ اگر آپ نے تعریف ہی کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی کریں جس نے بکری بنائی۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ یہ ساری کائنات بنائی''...... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ابو سلام بے اختیار ہنس پڑے جبکہ سرسلطان نے غصے سے آنکھیں نکالنا شروع کر دیں۔

''میں نے آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا نہ ہوتا تو شاید میں آپ کی باتوں سے پریشان ہو جاتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسی ہی خوبصورت اور دلکش باتوں کی وجہ سے ہی پہچانے جاتے ہیں''...... ابو سلام نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابو سلام صاحب۔ اس کی زیادہ تعریف نہ کریں ورنہ اس کا

دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ جائے گا''...... سرسلطان نے ابو سلام سے کہا تو ابو سلام بے اختیار ہنس پڑے۔

''اور جہاں میری ملاقات سرسلطان سے ہو سکتی ہے۔ چلو فی الحال زمین پر ہی سہی۔ فرمایئے۔ کیا حکم ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ ابو سلام صاحب فلسطینی ہیں اور فلسطینیوں کی ایک انتہائی اہم لیکن انتہائی خفیہ تنظیم متاع کے سرکردہ لیڈر ہیں۔ متاع کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور پوری دنیا میں جہاں جہاں یہودی موجود ہیں ان کی طرف سے کی جانے والی ہر غلط حرکت کو نہ صرف چیک کرتی ہے بلکہ اس کا انتقام بھی لیا جاتا ہے۔ جب سے متاع وجود میں آئی ہے اور اس نے کارروائیاں شروع کی ہیں اسرائیلیوں کے لئے فلسطین کے خلاف لڑنا روز بروز مشکل سے مشکل ترین ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسرائیلی ایجنٹوں اور یہودی افراد نے متاع کو ٹریس کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے کی ہمیشہ اور مسلسل کوشش کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل کے ساتھ ساتھ یہ متاع کے سربراہ اور لیڈر العباس کی بے پناہ ذہانت کا بھی دخل ہے کہ ان کی کوششوں سے یہودی ناکام رہے ہیں۔ ان دنوں العباس کافی بیمار ہیں اور یہ بیماری ایسی نہیں ہے کہ وہ چل پھر نہ سکتے ہوں یا بات چیت نہ کر سکتے ہوں بلکہ ان کی بیماری ذہنی ہے۔ ان کی یادداشت غائب ہو گئی ہے البتہ قریب کی یادداشت قائم رہی ہے۔

زیادہ سے زیادہ چار دنوں تک کے واقعات نہ صرف انہیں یاد رہتے ہیں بلکہ ان دو چار دنوں میں ملنے والے افراد کو بھی وہ پہچانتے ہیں لیکن جیسے ہی زیادہ دن گزرتے جائیں اس کی یادداشت غائب ہو جاتی ہے۔ العباس کا بہت نامور ڈاکٹروں نے علاج کیا لیکن وہ پوری طرح ٹھیک نہیں ہو سکے۔ البتہ اتنا فرق پڑ گیا کہ دو چار دنوں کی یادداشت اب ایک ماہ تک پھیل گئی ہے''...... سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اس بارے میں اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ سرسلطان کو غیر ملکی تنظیم کے بارے میں اس قدر گہری اور باریک باتوں کا کیسے علم ہوا۔

''میری العباس سے فون پر بات ہوئی ہے اور باقی ماندہ بریفنگ ابو سلام صاحب نے دی ہے''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اب مسئلہ کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا نے تمام مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور مل کر مسلم دنیا کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک کانفرنس بلائی ہے اور اس کانفرنس میں العباس کو بھی بطور مبصر مدعو کیا گیا ہے کیونکہ ان کی تنظیم متاع اس وقت مسلم دنیا کے حق میں بے حد فعال ہو رہی ہے۔ پہلے تو العباس صاحب نے

بوجہ بیماری انکار کر دیا لیکن ہمارے اصرار پر انہوں نے شرکت کی حامی اس شرط پر بھر لی کہ پاکیشیا حکومت ان کی حفاظت کی گارنٹی دے۔ چنانچہ ہم نے گارنٹی دے دی اور ملٹری انٹیلی جنس کو یہ کام سونپ دیا لیکن العباس صاحب کا فون آیا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس سے مطمئن نہیں ہیں اس لئے اس کی حفاظت کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے گزارش کی جائے اور یہی پیغام لے کر ابو سلام صاحب بھی یہاں تشریف لائے ہیں اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم چیف سے درخواست کرو تاکہ العباس صاحب اطمینان سے اس میٹنگ یا کانفرنس میں شرکت کر سکیں''...... سرسلطان نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کو تو علم ہے سرسلطان کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا کرتی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ چیف اس بات پر رضامند ہو جائے کہ ہم درپردہ اس کی حفاظت کریں۔ بظاہر سامنے ملٹری انٹیلی جنس ہو اور ملٹری انٹیلی جنس کو بھی نہ بتایا جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی درپردہ نگرانی کر رہی ہے تاکہ وہ سست نہ پڑ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں یہ بھی منظور ہے عمران صاحب۔ ہم ہر قیمت پر العباس صاحب کی حفاظت چاہتے ہیں کیونکہ یہودی ان کی جان کے دشمن ہیں''...... ابو سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''العباس صاحب اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

ندیم

''تارکی میں''...... ابو سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہاں ان پر حملہ کیا گیا ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہاں سوائے چند خاص افراد کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ العباس صاحب کہاں ہیں اور وہ خود بھی بہت تیزی سے اپنے ٹھکانے اور میک اپ بدلتے رہتے ہیں''...... ابو سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سرسلطان۔ آپ نے یہاں آنے والے مہمانوں اور خصوصاً العباس کی رہائش اور آنے جانے کے سلسلے میں کوئی پلان بنایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ابھی تو ان کی آمد میں دو ہفتے پڑے ہیں۔ اس دوران یہ سب کچھ تیار ہو جائے گا۔ ہم نے تمام آنے والے مہمانوں اور بالخصوص العباس صاحب کی حفاظت کرنی ہے کیونکہ ہمیں ان کی اہمیت کا بخوبی اور پورا پورا احساس ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''کیا میں مطمئن رہوں سرسلطان کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس درپردہ ہی سہی العباس صاحب کی حفاظت کرے گی''...... ابو سلام نے کہا۔

''اس کا جواب عمران دے سکتا ہے کیونکہ یہی وہ واحد شخصیت ہے جو چیف سے اپنی بات منوا سکتا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ چیف صاحب سب سے زیادہ عزت و احترام سرسلطان کا ہی کرتے ہیں۔ بہرحال آپ جا کر

العباس صاحب کو تسلی دیں۔ انشاء اللہ ان کی حفاظت کی جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں“...... ابو سلام نے واقعی بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اب مجھے اجازت دیں سرسلطان۔ میرا طیارہ ایئر پورٹ پر روانگی کے لئے تیار کھڑا ہے“...... ابوسلام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ میرے ساتھ کھانا کھا کر جائیں“...... سرسلطان نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

”بے حد شکریہ۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا“...... ابو سلام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں بیٹھوں یا چلا جاؤں“...... عمران نے بڑے امید افزا انداز میں سرسلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم چیف سے بات کرو اور پھر مجھے بتاؤ تاکہ میں پوری طرح مطمئن ہوسکوں“...... سرسلطان نے کہا۔ وہ شاید عمران کے فقرے کا اصل مفہوم نہ سمجھے تھے۔ عمران کے مطابق وہ یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اسے بھی کھانے کی دعوت ہے یا نہیں۔

”چلو میں کسی ہوٹل میں کھانا کھا لوں گا بشرطیکہ آپ اپنا وزیٹنگ کارڈ دے دیں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا صرف نام لے دینا۔ اتنا ہی کافی ہے“...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ندیم

”یہ جمہوری دور ہے۔ آپ کے سلطانی اور نادر شاہی احکام اب سوائے بے چارے علی عمران کے اور کون مانے گا۔ اللہ حافظ“۔ عمران نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے چلتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

”خوش آمدید۔ آج کا دن تو بہت مبارک ہے کہ آپ نے دانش منزل کا چکر تو لگایا“...... بلیک زیرو نے سلام دعا کے بعد باقاعدہ گلے شکوے کے انداز میں کہا۔

”اب مجھے کیا پتہ تھا کہ تم اکیلے ڈرتے ہو۔ میں تمہاری سیکورٹی کا بندوبست کر دیتا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میں تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ لیکن اکیلے رہ رہ کر بھی سخت بور ہو چکا ہوں۔ اکیلے آپ ہیں جو یہاں آتے ہیں اور آپ بھی اب ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ نجانے آج کیسے بھول کر ادھر آ گئے ہیں“...... بلیک زیرو کا شکوہ مزید بڑھ گیا تھا۔

”ارے۔ ارے۔ تم تو واقعی سیریس ہو۔ چلو میں آغا سلیمان پاشا کو تمہارے پاس بھجوا دیا کروں گا۔ میرا قرضہ بھی اتر جائے گا اور تمہاری تنہائی بھی دور ہو جائے گی“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”سلیمان کے یہاں آنے سے آپ کا قرضہ کیسے اتر جائے

گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ظاہر ہے تم نے اسے بھاری تنخواہ اور الاؤنسز دیئے ہیں کیونکہ تم صرف میرے لئے کنجوس ہو ورنہ تو تم اپنے ممبرز کو بھاری تنخواہیں اور الاؤنسز دیتے ہو اس لئے لازماً آغا سلیمان پاشا کو بھی بھاری تنخواہ اور الاؤنس ملے گا اور چونکہ اسے میں نے یہاں بھیجا ہو گا اس لئے اس کی آدھی تنخواہ میرے قرضے میں برابر ہو جایا کرے گی“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”آج آپ ادھر کیسے بھول آئے۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیس تو نہیں البتہ ایک بیگار بھگتنا پڑے گی“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”بیگار۔ کیا مطلب“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے سرسلطان کے فون آنے سے لے کر سرسلطان کے آفس میں ابوسلام سے ملاقات اور ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

”تو یہ بیگار کیسے ہوئی عمران صاحب۔ ہم نے بہرحال اپنے مہمانوں کا تحفظ تو کرنا ہی ہے چاہے کسی بھی انداز میں کریں“۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس قدر ہائی پروفائل شخصیت کو بلانے کا

ندیم

کوئی فائدہ تو نہیں ہے۔ وہ کیا مدد کر سکتا ہے عالم اسلام کی“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جیسا کہ آپ نے خود بتایا ہے کہ اس کی تنظیم متاع نے پوری دنیا کے یہودیوں کو سخت پریشان کر رکھا ہے اور اس کی اس تنظیم سے عالم اسلام زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ العباس کی قریب کی یادداشت تو ٹھیک ہے لیکن دور کی یادداشت خراب ہے جو ٹھیک نہیں ہو سکتی حالانکہ اگر یادداشت تھرٹی پرسنٹ بھی ٹھیک ہو تو اسے سو فیصد ایک خصوصی آپریشن سے آسانی سے صحیح کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں کہا جا رہا ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ٹھہرو۔ میں پہلے اسے کنفرم کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے ہی اس بارے میں غلط فہمی ہو“۔ عمران نے کہا۔

”کس سے کنفرم کریں گے“...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر بروک اس مضمون میں اتھارٹی ہیں۔ ان کی تمام عمر اسی مضمون پر کام کرتے گزری ہے۔ ان کے والد میرے استاد تھے اور تب سے میرے ڈاکٹر بروک سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ وہ مجھ سے تھوڑا سا عمر میں بڑے ہیں۔ وہ سرخ ڈائری دینا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر

ندیم

ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کے کور والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں اور پھر اس نے ڈائری کو بند کر کے میز پر رکھا اور فون اپنی طرف کھسکا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ یہاں مستقل طور پر پریسڈ رہتا تھا اس لئے اسے بار بار پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ ڈاکٹر بروک ہاؤس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر بروک سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر بروک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ اچھا۔ اوہ۔ یہ تم ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اتنے طویل عرصے بعد تمہاری یہ خوشگوار آواز اور تمہاری یہ ڈگریاں بھی سننے کو مل جائیں گی''...... دوسری طرف سے اس بار خاصے جذباتی

لہجے میں کہا گیا۔

''دیکھ لیں ڈاکٹر بروک۔ وہی کی وہی ڈگریاں ہیں۔ ایک بھی کم نہیں ہوئی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر بروک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''بہت خوب۔ تمہاری وجہ سے بڑے طویل عرصے بعد ہنسنے کا موقع ملا ہے۔ بہرحال بتاؤ کوئی خاص بات۔ میں نے ایک اہم میٹنگ میں جانا ہے''...... ڈاکٹر بروک نے کہا۔

''ایک آدمی کی قریب کی یادداشت ٹھیک ہے اور دور کی خراب ہے۔ کیا اس کی دور کی یادداشت کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کتنے قریب کی درست ہے اور کتنے دور کی خراب ہے''۔ ڈاکٹر نے پوچھا۔

''تقریباً ایک ماہ تک قریب کی اور اس کے بعد دور کی''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس شخص کی عمر کیا ہے۔ وہ کیا کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کتنی ہے اور اس کی مصروفیات کے بارے میں کیا تفصیل ہے''...... ڈاکٹر بروک نے مسلسل سوالات پوچھتے ہوئے کہا۔

''میں تو نظریاتی طور پر پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے مریض کی باقی تفصیلات کا تو علم نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''پہلے تو قطعی ناممکن تھا لیکن اب ایسا ممکن ہے لیکن اس میں

Muhammad Nadeem

خاصا طویل وقت لگ سکتا ہے“...... ڈاکٹر بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنا وقت“...... عمران نے پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ دو ماہ اور کم سے کم ایک ماہ اور ایسا بھی میرے ایک ایجاد کردہ فارمولے اور مشین کی بناء پر ہوا ہے ورنہ پہلے یادداشت کا جو حصہ ختم ہو جاتا تھا اسے کسی صورت واپس نہیں لایا جا سکتا تھا، لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات“۔ ڈاکٹر بروک نے کہا۔

”کوئی خاص بات نہیں۔ کل یہاں پاکیشیا میں اس سبجیکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹر احسن سے ملاقات ہوئی تو باتوں باتوں میں یہ بات بھی سامنے آ گئی۔ ڈاکٹر احسن کا کہنا تھا کہ خراب یادداشت کو کسی صورت ٹھیک نہیں کیا جا سکتا تو میں نے ان کے سامنے آپ کا نام لیا اور انہیں بتایا کہ آپ کے والد میرے استاد رہے ہیں اور آپ میرے ہم عصر ہیں اور میں نے آپ کے منہ سے ایک بار سنا تھا کہ آپ اس سبجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اور یقیناً اب تک کامیاب ہو چکے ہو گے تو اس نے میری منت کی کہ میں آپ سے معلوم کر کے انہیں بتاؤں اس لئے میں نے فون کیا تھا“...... عمران نے اصل بات بتانے کی بجائے ایک کہانی بنا کر سناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ انہیں بتا دو کہ اب ایسا ممکن ہو گیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو یہاں میرے پاس گریٹ لینڈ آ جائیں۔ میں انہیں اس سبجیکٹ پر

ندیم

کچھ کام کرا دوں گا۔ اس طرح وہ پاکیشیا میں ایسے مریضوں پر کام کر سکتے ہیں جن کی یادداشت قریب اور دور کے حصوں میں تقسیم ہو چکی ہو اور ایک حصہ درست ہو اور ایک حصہ خراب ہو“...... ڈاکٹر بروک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کی آفر انہیں دے دوں گا۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ ڈاکٹر بروک نے تو آپ کی بات کی تائید کر دی ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس نے یہ تو کنفرم کر دیا ہے کہ علاج ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی اس نے عرصہ بھی بتا دیا ہے جو زیادہ اہم ہے کہ علاج میں ایک ماہ سے دو ماہ لگ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اس سے کیا ہو گا عمران صاحب“...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ فرض کیا کہ العباس صاحب کو اغوا کر لیا جاتا ہے تو انہیں واپس لانے کے لئے ہمارے پاس ایک ماہ کی مہلت ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”یہ آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ مخالف ایجنٹ العباس صاحب کو اغوا کریں گے۔ وہ انہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہلاک کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ متاع تو

ویسے ہی کام کرتی رہے گی۔ انہیں اصل میں العباس صاحب سے زیادہ متاع کا نیٹ ورک توڑنا پسند ہو گا اس لئے وہ لازماً العباس صاحب کا علاج کرائیں گے تاکہ ان کی مکمل یادداشت واپس لا کر ان سے متاع کے مکمل نیٹ ورک کے بارے میں معلومات حاصل کر کے متاع کا مکمل خاتمہ کیا جا سکے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ انہیں اغوا کرنے کی کوشش کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ ایسا ممکن ہے۔ بہرحال اب ہمیں ان کی حفاظت کے لئے کیا کرنا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی میٹنگ میں کچھ عرصہ باقی ہے۔ پھر جو سیکورٹی پلان بنایا جائے گا اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے ساتھیوں کو کسی بھی روپ میں ان کے ساتھ لگا دیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ العباس صاحب کو کیوں اس شدومد سے بلوایا جا رہا ہے جبکہ وہ کچھ بتا تو نہیں سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کے ماہرانہ مشورے تو لئے جا سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس حالت میں وہ ماہرانہ مشورے دے سکیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایک ماہ کی یادداشت کا مطلب ہے کہ صرف وہ باتیں انہیں یاد نہ ہوں گی جو انہوں نے ایک ماہ پہلے کی ہوں گی اور اس

ندیم

میں ان کی تنظیم کا نیٹ ورک وغیرہ آ جائے گا۔ ذہانت تو ان کے اندر ویسے ہی موجود ہو گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں ہاسکی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے میز پر ایک نقشہ موجود تھا جس پر سرخ بال پوائنٹ سے نشانات لگائے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور نقشہ بھی تھا جسے ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ ہاسکی کی دونوں سائیڈوں پر دو نوجوان خاموش بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کی نظریں بھی نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں نوجوان ہاسکی کے سیکشن کے افراد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ڈیوڈ اور دوسرے کا نام کرونر تھا۔

''میڈم۔ کچھ ہمیں بھی بتائیں۔ آپ تو بس نقشے کو دیکھے جا رہی ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا تو ہاسکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''پہلے میں خود تو سمجھ لوں پھر ہی تمہیں سمجھا سکوں گی''...... ہاسکی

ندیم

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا بات آپ کو سمجھ نہیں آ رہی میڈم''...... کرونر نے کہا۔

''یہ نقشہ پاکیشیا کے دارالحکومت کا ہے۔ یہ بڑا دائرہ جس علاقے پر لگایا گیا ہے اسے برائٹ ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس برائٹ ہاؤس کے بڑے ہال میں میٹنگ ہو گی جو تین دن جاری رہے گی۔ صبح دس بجے سے شام چار بجے تک اور اس برائٹ ہاؤس کے اندر اور باہر انتہائی سخت سیکورٹی ہو گی حتیٰ کہ جنگی ہیلی کاپٹر بھی فضا میں پرواز کرتے رہیں گے۔ ملٹری انٹیلی جنس کی سیکورٹی ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ شاید سیکرٹ سروس کے افراد بھی ہوں۔ مسلم ممالک کے لیڈروں کی تعداد پندرہ ہے جبکہ ان کے وفد بھی ساتھ ہوں گے لیکن ہمارا ٹارگٹ العباس ہے۔

العباس کے بارے میں جو معلومات مل سکی ہیں ان کے مطابق العباس تارکی کے وفد کے ساتھ یہاں آئے گا اور تارکی کے وفد کے ساتھ رہے گا جبکہ یہ گول نشان جس علاقے کے گرد ہے یہاں تارکی کے وفد کو ٹھہرایا جائے گا۔ یہ دو منزلہ ہوٹل ہے جسے مکمل طور پر وفد کے لئے خالی کرا لیا گیا ہے۔ یہاں بھی ملٹری انٹیلی جنس کی سیکورٹی ہو گی اور پورے ایریا میں سیکورٹی کے افراد پھیلے ہوئے ہوں گے۔ یہاں سے وفد کو برائٹ ہاؤس فائر پروف اور بم پروف گاڑیوں میں لے جایا جائے گا اور پورے راستے پر سخت چیکنگ ہو گی اور ہم نے العباس کو اغوا کر کے بندرگاہ پہنچانا ہے۔ اب تم بتاؤ

"کہ کیا کرنا چاہئے"...... ہاسکی نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ اس سارے پلان میں ایک کمزوری ہے اور وہ ہے گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی۔ ظاہر ہے ان ڈرائیوروں کا تعلق کسی سرکاری شعبے سے ہو گا جو ڈرائیور العباس کی کار چلا رہا ہو گا اگر اسے توڑ لیا جائے تو معاملات کو سنبھالا جا سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کیسے۔ وہ اکیلی کار تو وہاں نہیں ہو گی۔ تارکی کا پورا وفد کئی کاروں میں ہو گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ العباس علیحدہ کار میں بیٹھ کر جائے گا"...... ہاسکی نے کہا۔

"میڈم۔ جس نے آپ کو یہ پلان مہیا کیا ہے وہ ان کاروں کا بھی پلان حاصل کر سکتا ہے۔ کاروں کے آنے جانے، ان کے ڈرائیوروں اور ان میں بیٹھنے والی شخصیات کے بارے میں بھی تفصیلی پلان تیار کیا گیا ہو گا"...... اس بار کروزر نے کہا۔

"تم دونوں ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن وہ ڈرائیور ہماری کیا مدد کر سکتا ہے۔ وہ اگر پلان سے ہٹے گا تو فوری طور پر سیکورٹی الرٹ ہو جائے گی۔ اب ظاہر ہے کاروں کو بغیر سیکورٹی کے تو نہیں لایا جا سکتا"...... ہاسکی نے کہا۔

"میڈم۔ سیکورٹی کے روٹ کے دوران ایک سپاٹ منتخب کیا جائے۔ وہاں پر ہم اس قافلے پر اچانک حملہ کر دیں۔ ظاہر ہے اس

ندیم

اچانک حملے سے سب تتر بتر ہو جائیں گے۔ اس وقت قریب ہی کسی موڑ پر ایک احاطے کا پھاٹک کھلا ہوا ہو اور العباس کی کار کا ڈرائیور گھبرائے ہوئے انداز میں کار کو اس احاطے میں داخل کر دے۔ وہاں عقبی طرف ہماری کار موجود ہو۔ العباس کو بے ہوشی کے عالم میں اس کار میں منتقل کر کے بندرگاہ پہنچا دیا جائے۔ اس طرح یہ کام ہو سکتا ہے"...... کروزر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ قابل عمل حل ہے۔ پھر تو ہمیں اس روٹ پر ریکی کرنا پڑے گی تاکہ حملے کے لئے بھی سپاٹ تلاش کیا جا سکے اور وہ احاطہ بھی جہاں ڈرائیور کار لے جائے گا اور سب سے اہم بات یہ کہ ڈرائیور ہمارے ساتھ ملا ہوا ہو"...... ہاسکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور کے لئے تو آپ کو کراسی سے بات کرنا ہو گی۔ البتہ میں اور ڈیوڈ جا کر سپاٹ دیکھ آتے ہیں"...... کروزر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر سپاٹ چیک کرو۔ میں کراسی سے بات کرتی ہوں"...... ہاسکی نے ایک طرف رکھے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو کروزر اور ڈیوڈ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہاسکی نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کراس کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراسی سے بات کراؤ۔ میں ہاسکی بول رہی ہوں"...... ہاسکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ کراسی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاسکی بول رہی ہوں۔ سپیشل فون پر کال کرو"...... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سائیڈ پر پڑے اپنے بیگ کو اٹھا کر کھولا اور اس میں موجود سرخ کور والا ایک سیل فون نکال کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو ہاسکی نے رابطہ کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ کراسی بول رہا ہوں"...... سیل فون سے کراسی کی آواز سنائی دی۔

"ہاسکی بول رہی ہوں"...... ہاسکی نے جواب دیا۔

"یس میڈم۔ کوڈ دوہرائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پی کاک"...... ہاسکی نے جواب دیا۔

"یس میڈم۔ حکم دیں"...... اس بار کراسی کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ہم نے ایک پلاننگ کی ہے۔ وہ تم سن لو اور پھر بتاؤ کہ کیسے یہ کام کیا جا سکتا ہے"...... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے ڈیوڈ اور کرونر کی تجویز ڈرائیور کو ساتھ ملانے اور پھر کاروں کے قافلے پر حملہ کرنے کے بارے میں بتا دیا۔

"میڈم۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ کون سا ڈرائیور کس کار کے ساتھ ہو گا اور کس کار میں کون بیٹھے گا۔ یہ تو شاید آخری لمحات میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ العباس لازماً تارکی وفد کے ساتھ ہو گا اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ تارکی کے وفد کے ساتھ کون کون ڈرائیور متعلق ہو گا۔ پھر اس بارے میں کوشش کی جا سکتی ہے لیکن آپ اگر ناراض نہ ہوں تو میں یہ عرض کروں کہ ہماری یہ سکیم قابل عمل نہیں ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں اندھا اقدام کرنا ہو گا"...... کراسی نے کہا۔

"اندھا اقدام۔ کیا مطلب"...... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

"میڈم۔ پانچ کاروں پر مشتمل ایک اسکواڈ پر اگر کسی بھی جگہ اچانک حملہ کر دیا جائے تو افراتفری پھیل جائے گی اور ہم اس دوران العباس کو اٹھا کر لے جائیں۔ ایسا اندھا اقدام تو قابل عمل ہو سکتا ہے ویسے نہیں۔ کوئی ڈرائیور اس معاملے میں رسک نہ لے سکے گا"...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کاریں تو فائر پروف اور بم پروف ہیں۔ پھر ان پر حملہ کیسے کیا جائے گا"...... ہاسکی نے کہا۔

"میڈم۔ یہ کاریں اوپر سے فائر پروف اور بم پروف ہوتی ہیں نیچے سے نہیں اس لئے اگر سڑک پر مخصوص جگہ پہ طاقتور بم نصب

کر دیا جائے تو کاروں کو اٹھایا جا سکتا ہے اور پھر ان میں سے مخصوص آدمی کو اغوا کیا جا سکتا ہے“..... کراسی نے کہا۔

”ابھی چند دن باقی ہیں اس لئے اس بارے میں ہمیں مزید سوچ بچار کر کے کوئی فول پروف اور قابل عمل حل نکالنا چاہئے۔ تم بھی سوچو اور ہم بھی سوچتے ہیں۔ گڈ بائی“..... ہاسکی نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے واپس اپنے بیگ میں رکھا اور پھر سامنے موجود نقشوں پر ایک بار پھر جھک گئی۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ڈیوڈ اور کرونر واپس آ گئے لیکن ان کے چہروں پر اطمینان اور کامیابی کی چمک موجود نہیں تھی۔

”کیا ہوا۔ کوئی قابل عمل حل سمجھ میں آیا یا نہیں“..... ہاسکی نے پوچھا۔

”میڈم۔ ہم نے پورا راؤنڈ لگایا ہے لیکن ہمیں کوئی ایسا سپاٹ سمجھ میں نہیں آیا“..... ڈیوڈ نے جواب دیا اور کرونر نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

”کراسی نے بھی اس حل سے اتفاق نہیں کیا“..... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کراسی نے جو کچھ کہا تھا وہ تفصیل سے بتا دیا۔

”یہ بھی قابل عمل نہیں ہو گا میڈم۔ کیونکہ یہ قافلہ فل سیکورٹی کے ساتھ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اوپر جنگی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہوں کیونکہ اس قافلے میں العباس شامل ہو گا جسے ہائی پروفائل قرار

دیا گیا ہے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”تو پھر کیا کیا جائے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ پی کاک کے لئے ناکامی تو موت ہے“..... ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ العباس کو اغوا کرنے کی بجائے کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے۔ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا“..... کرونر نے کہا۔

”نہیں۔ اس کا اغوا ہمارے مفاد میں ہے جبکہ ہلاکت سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ چیف کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے ہر صورت میں اغوا ہی کیا جائے“..... ہاسکی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ایک حل میری سمجھ میں آ رہا ہے“..... ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”کون سا حل“..... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

”میڈم۔ بڑا آسان سا حل سمجھ میں آیا ہے“..... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا۔ کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا نہیں“..... ہاسکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ ہم راستے کی بجائے ایئر پورٹ سے نکلتے ہی اسے چھاپ لیں تو یہ کام آسانی سے ہو جائے گا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ کیسے۔ کھل کر بات کرو۔ کیا وہاں سیکورٹی نہ ہو گی“۔ ہاسکی نے کہا۔

”ایسے طیارے جن کے مسافروں کو خصوصی سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے وہ مین پوائنٹس پر نہیں رکتے بلکہ انہیں دور سیکورٹی پیڈ پر روکا جاتا ہے اور وہاں سے خصوصی سیکورٹی کے ذریعے عقبی اور مخصوص راستے سے انہیں باہر نکالا جا سکتا ہے۔ اگر ہمیں یہ معلومات مل جائیں کہ تارکی کے وفد کے طیارے کو کہاں روکا جانا ہے اور کہاں سے باہر نکالا جائے گا تو ہم وہاں ایئر پورٹ سے باہر چھپ جائیں اور پھر جیسے ہی طیارہ رکے اور مسافر باہر آئیں تو ہم ان پر ٹوٹ پڑیں۔ چونکہ یہاں کسی کو حملے کا خطرہ نہیں ہو گا اس لئے سب ایزی ہوں گے اور ہم آسانی سے العباس کو بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر نکل جائیں گے“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔ کسی حد تک تمہاری بات درست ہے۔ انسانی نفسیات ہے کہ وہ ایسے مواقع پر سست ہو جاتا ہے لیکن اس کے لئے معلومات کا ملنا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کراسی سے ایک بار پھر بات کرتی ہوں“...... ہاسکی نے کہا۔

”میڈم۔ آپ بات کریں۔ ہم اپنے طور پر وہاں کا چکر لگا کر پوزیشن چیک کرتے ہیں۔ ہم یہی ظاہر کریں گے کہ ہم کسی کی آمد پر استقبال کے لئے آئے ہیں“...... کروزنر نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا۔ کسی کی نظروں میں نہ آ جانا“...... ہاسکی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میڈم“...... ڈیوڈ نے کہا اور ایک بار پھر وہ

دونوں اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ ہاسکی نے پہلے رسیور اٹھا کر فون پر کراسی سے بات کی اور اسے سپیشل فون پر بات کرنے کے لئے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر سپیشل فون پر کراسی کی کال آ گئی۔

”یس میڈم“...... کراسی نے کہا تو ہاسکی نے ڈیوڈ کی بتائی ہوئی پلاننگ دوہرا دی۔

”یس میڈم۔ اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ میں اس سلسلے میں جلد ہی تمام معلومات حاصل کر لوں گا کیونکہ ایئر پورٹ پر ہمارے خاص آدمی موجود ہیں“...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں ورنہ ہمیں آسانی سے مار دیا جائے گا“...... ہاسکی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میڈم۔ مجھے اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے“...... کراسی نے جواب دیا۔

”اوکے“...... ہاسکی نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے واپس بیگ میں ڈالا اور پھر سامنے پڑے ہوئے نقشے کو تہہ کر کے اس نے میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اسی لمحے بیگ میں سے ریڈ سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو ہاسکی نے جلدی سے بیگ سے فون نکال کر اس کی سکرین دیکھی تو چیف کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہاسکی بول رہی ہوں چیف“...... ہاسکی نے ازخود انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی پلاننگ تیار کی ہے یا نہیں"...... چیف نے پوچھا تو ہاسکی نے پہلی پلاننگ اور پھر کراسی سے ہونے والی بات چیت اور آخر میں ایئر پورٹ پر کی جانے والی کارروائی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"ایئر پورٹ والی پلاننگ زیادہ فول پروف ہے۔ جو نظر آئے اڑا دو اور العباس کو لے آؤ"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ بشرطیکہ انہوں نے العباس کا میک اپ نہ کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں اسے پہچاننا خاصا مشکل ہو جائے گا کیونکہ جو تصویر فائل میں موجود تھی وہ چہرہ تو میرے ذہن میں موجود ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"اس قدر باریک باتیں کوئی نہیں سوچتا اور نہ ہی کسی کو یہ خیال آئے گا کہ العباس پر ایئر پورٹ پر بھی حملہ ہوسکتا ہے۔ سیکورٹی کا سارا زور انہوں نے رہائش گاہ، میٹنگ ہال اور راستوں پر لگایا ہوا ہوگا"...... چیف نے کہا۔

"یس باس۔ آپ اس سپیڈ بوٹ کے کیپٹن ریمنڈ کو الرٹ کر دیں"...... ہاسکی نے کہا۔

"وہ تم سے زیادہ الرٹ ہے۔ البتہ میں اسے تمہارے پاس بھجوا دوں گا تاکہ تم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ بھی لو اور معاملات بھی آپس میں طے کر لو"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا"...... ہاسکی نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے فون آف کر کے اسے واپس بیگ میں ڈال لیا۔

پاکیشیا دارالحکومت کی ایک کوٹھی کے کمرے میں آفندی خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت تارکی نژاد لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"آؤ سربیا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... آفندی نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات باس"...... سربیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ آفندی کی نائب تھی لیکن دونوں کے تعلقات دوستانہ تھے۔

"ہاں۔ باس نے پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کا بنایا ہوا پلان بھجوایا ہے کہ اس پلان کے تحت العباس کی سیکورٹی کی جائے گی۔ یہ تو واقعی فول پروف سیکورٹی پلان ہے۔ اس میں ہم کیا مداخلت کر سکتے

ندیم

ہیں"...... آفندی نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر اور اسے کھول کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ سربیا نے کاغذ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس میز پر رکھ دیا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں باس۔ یہ واقعی فول پروف پلان ہے لیکن باس کام کرنے والے بہترین سے بہترین پلان میں سے بھی کمزور پوائنٹ نکال لیتے ہیں اور یہودی تنظیموں نے بھی یہ پلان حاصل کر لیا ہو گا اور انہوں نے بھی کام کرنا ہے۔ پھر"...... سربیا نے کہا۔

"میں نے اس پر بہت غور کیا ہے۔ لیکن مجھے تو بظاہر کوئی کمزور پوائنٹ نظر نہیں آیا۔ تارکی کے وفد جس میں العباس صاحب ہوں گے، کی سیکورٹی ڈبل رکھی گئی ہے۔ سپیشل فائر پروف اور بم پروف گاڑیاں اور ان گاڑیوں میں موجود سیکورٹی کمانڈوز۔ مسلح پولیس کمانڈوز اور اوپر جنگی ہیلی کاپٹروں کی مستقل پروازیں۔ جس ہوٹل میں تارکی وفد کی رہائش رکھی گئی ہے اسے مکمل طور پر خالی کرا لیا گیا ہے اور وہاں چھت سے لے کر نیچے بیسمنٹ تک مسلح کمانڈوز کا پہرہ ہو گا اور وہاں سائنسی سیکورٹی آلات بھی نصب کئے گئے ہیں۔ وہاں کے ویٹر بھی مسلح کمانڈوز ہیں اور جہاں برائٹ ہال میں میٹنگ ہونی ہے وہاں بھی ایسے ہی انتظامات ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ ایسے انتظامات کے بعد ہماری کیا گنجائش رہ جاتی ہے"...... آفندی نے کہا۔

”گنجائش تو واقعی نہیں رہ جاتی لیکن تم خود سوچو کہ اگر ہم تارکی کی بجائے یہودی تنظیم سے متعلق ہوتے اور یہ پلان ہمارے سامنے ہوتا تو ہم نے بہرحال العباس کو اغوا تو کرنا تھا۔ پھر ہم کیا کرتے“...... سربیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس پہلو پر بھی سوچا ہے لیکن مجھے تو کوئی کمزور پہلو سمجھ نہیں آیا۔ ہاں البتہ ایک کمزور پہلو ہے“...... آفندی نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا جیسے اسے اچانک اس کمزوری کا خیال آ گیا ہو۔

”کیا“...... سربیا نے چونک کر پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ واپس جاتے ہوئے ایئر پورٹ پر کوئی کارروائی کریں کیونکہ ظاہر ہے میٹنگ ختم ہو جائے گی اور اب صرف واپسی ہو گی“...... آفندی نے کہا۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن ہمیں کیا کرنا ہے یہ بات سوچنی ہے“...... سربیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کرافورڈ سے بات کی جائے۔ وہ طویل عرصہ سے یہاں رہ رہا ہے۔ اس کے تعلقات بھی ملٹری انٹیلی جنس اور سول و اعلیٰ حکام سے ہیں۔ چیف نے یہ ہدایت کی تھی کہ ضرورت کے وقت کرافورڈ کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں“...... آفندی نے کہا۔

”تو یہ پلان تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ کرافورڈ

نے ایسا کیا ہے لیکن تم تو اب کرافورڈ سے رابطہ کرنے کی بات کر رہے ہو“...... سربیا نے کہا۔

”یہ پلان مجھے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک کیپٹن یشارت نے بھیجا ہے۔ وہ تارکی میں بڑا عرصہ رہا ہے اور میری اس سے بہترین دوستی رہی ہے۔ ہم چونکہ العباس کے حق میں کام کرنے آئے ہیں اس لئے اس نے اپنے طور پر اس پلان کی کاپی مجھے دے دی“۔ آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریڈ پینتھرز کلب کا نمبر دیں“...... آفندی نے کہا اور دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ آفندی نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ ریڈ پینتھرز کلب“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرافورڈ سے بات کرائیں۔ میں تارکی سے آفندی بول رہا ہوں“...... آفندی نے کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کرافورڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

''تارکی سیکرٹ سروس کا آفندی بول رہا ہوں۔ چیف نے آپ سے بات کی ہوگی''...... آفندی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں''...... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہوں۔ کیا آپ آفس میں ہیں تاکہ ملاقات ہوسکے''...... آفندی نے کہا۔

''تشریف لے آئیں۔ میں آفس میں ہی ہوں۔ آپ کاؤنٹر پر اپنا نام بتائیں گے تو آپ کو آفس تک پہنچا دیا جائے گا''۔ کرافورڈ نے کہا۔

''اوکے''...... آفندی نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''آؤ۔ کرافورڈ سے مل آئیں۔ شاید کوئی بہتر معاملہ سامنے آجائے''...... آفندی نے کہا تو سربیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار ریڈ پینتھرز کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کار ڈرائیور چلا رہا تھا اور وہ دونوں کار کی عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آفندی نے یہ کوٹھی تارکی سفارت خانے کے ذریعے حاصل کی تھی اور کار اور ڈرائیور کے علاوہ ایک باورچی اور چوکیدار بھی سفارت خانے کی طرف سے مہیا کئے گئے تھے۔ ریڈ پینتھرز کلب میں موجود افراد خاصے پڑھے لکھے اور متمول نظر آرہے تھے۔ آفندی نے کاؤنٹر پر جب اپنا نام بتایا تو

ندیم

انہیں فوراً ایک سپروائزر کی رہنمائی میں آفس تک پہنچا دیا گیا۔ کرافورڈ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ وہ ایکریمین نژاد تھا۔

''میرا نام آفندی ہے اور یہ میری ساتھی ہے سربیا''...... آفندی نے اپنا اور سربیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میں کرافورڈ ہوں۔ اس کلب کا مالک اور جنرل مینجر''۔ کرافورڈ نے دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... کرافورڈ نے پوچھا۔

''ہم دونوں ہی ایپل جوس پینا پسند کریں گے''...... آفندی نے کہا تو کرافورڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو دو گلاس ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ ٹرے میں ایپل جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ کرافورڈ کے اشارے پر اس نوجوان نے ایک ایک گلاس آفندی اور سربیا کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''بہت شکریہ''...... آفندی نے گلاس اٹھا کر ایپل جوس کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''چیف نے مجھے فون کر کے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے مشن

میں آپ کی بھرپور مدد کروں۔ مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں"...... کرافورڈ نے کہا۔

"مختصر طور پر پہلے میں پس منظر بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا میں آج سے تقریباً ایک ہفتے بعد مسلم ممالک کے زعماء اور لیڈروں کی خفیہ میٹنگ ہے جس میں مسلم ممالک مل کر دوسرے ممالک کی طرف سے مسلمانوں کو پیش آنے والے خطروں سے نمٹنے اور اپنی حفاظت کے لئے مل کر کام کرنے کے بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کریں گے۔ اس میٹنگ میں تقریباً تمام مسلم ممالک کے وفود شامل ہوں گے جن میں تارکی کا وفد بھی شامل ہے لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت متاع کے نام سے ایک ایسی خفیہ تنظیم کام کر رہی ہے جس کا سربراہ العباس ہے اور یہودی اس تنظیم کے خاتمے کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں لیکن متاع اس انداز میں کام کرتی ہے کہ آج تک کوئی یہودی تنظیم یا اسرائیلی ایجنسی اس متاع کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکی۔ العباس تارکی میں رہتا ہے اور متاع کا ہیڈکوارٹر بھی وہیں ہے لیکن تارکی میں سوائے چند خاص افراد کے کسی اور کو العباس اور متاع کے ہیڈکوارٹر کا علم نہیں ہے۔ حکومت پاکیشیا کی درخواست پر العباس صاحب بھی تارکی وفد کے ساتھ اس میٹنگ میں شریک ہونے آ رہے ہیں اور اطلاعات مل رہی ہیں کہ یہودی تنظیمیں العباس کو پاکیشیا میں ہلاک یا اغوا کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ان

اطلاعات کے بعد پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور دوسری ایجنسیاں العباس کی حفاظت پر مامور ہو چکی ہیں اور ان کی سیکورٹی کا پلان بھی قطعی فول پروف ہے"...... آفندی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے وہ پلان نکال کر کرافورڈ کے سامنے رکھ دیا۔ کرافورڈ نے پلان اٹھا کر اسے بغور پڑھا اور پھر اسے واپس آفندی کی طرف بڑھا دیا۔

"واقعی یہ تو ہر لحاظ سے بہترین اور فول پروف پلان ہے لیکن مجھے آپ حکم کریں کہ میں کیا کر سکتا ہوں"...... کرافورڈ نے کہا۔

"تمہارا نیٹ ورک یہاں ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ کوئی یہودی تنظیم یا اس کے ایجنٹ یہاں آ کر لازماً اس پلان کو حاصل کرتے اور پھر اس کے خلاف کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں ان کے بارے میں حتمی معلومات چاہئیں"...... آفندی نے کہا۔

"آپ کسی آدمی یا عورت کو متعین کریں ورنہ ویسے تو یہاں بے شمار ایجنٹ آتے اور جاتے رہتے ہیں"...... کرافورڈ نے کہا۔

"کسی خاص آدمی کے نام کا تو علم نہیں ہو سکتا"...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ بتائیں کہ میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں"۔ کرافورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی اندھیرے میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ آپ بھی ماریں۔ شاید کوئی ٹھوس بات سامنے آ جائے"...... آفندی نے کہا۔

''سوری جناب۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو ہمارے آدمی بھی ٹریس ہو سکتے ہیں اور ہمارا پورا بزنس بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ ہاں۔ آپ مجھے ٹارگٹ دیں پھر دیکھیں میں کیا کرتا ہوں''۔ کرافورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کے فون پر فارن کال ہو سکتی ہے''...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی سربیا نے کہا تو کرافورڈ اور آفندی دونوں چونک پڑے۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ لیجئے فون۔ اسے ڈائریکٹ کرنے کے لئے فون سیٹ پر موجود سفید بٹن پریس کر دیں''...... کرافورڈ نے فون سیٹ اٹھا کر سربیا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''کہاں فون کرنا چاہتی ہو''...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ذہن میں ایک خیال آیا ہے اور میں اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہوں''...... سربیا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ تھری سٹار کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''آپ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو سے بات کر رہی ہیں''۔ سربیا نے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ بتائیں کہ آپ نے کس سے ملنا ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میری ایک بہترین فرینڈ ہے ہاسکی۔ اس نے مجھے یہی نمبر دیا تھا کہ جب بھی مجھ سے بات کرنی ہو تو اس نمبر پر بات ہو سکتی ہے''...... سربیا نے کہا۔

''آپ کون بول رہی ہیں اور کہاں سے بول رہی ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں یورپی ملک کاسبا سے بول رہی ہوں اور میرا نام پالین ہے''...... سربیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک نمبر نوٹ کر لیں۔ اس پر فون کریں۔ پہلے اپنا نام اور مقام بتائیں پھر ہاسکی سے ملنے کی بات کریں۔ اگر ہاسکی سائیگو میں موجود ہو گی تو بات ہو جائے گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک فون نمبر اور رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔

''یہ کہاں کا نمبر ہے''...... سربیا نے پوچھا۔

''سائیگو کا ہی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سربیا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرا نام پالین ہے اور میرا تعلق یورپی ملک کاسبا سے ہے اور

وہیں سے کال کر رہی ہوں۔ مجھے ہاسکی سے ملنا ہے۔ وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے''۔۔۔۔۔ سربیا نے تفصیل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ ہاسکی اس وقت پورٹ لینڈ میں موجود نہیں ہے اور ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اس لئے سوری''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو سربیا نے رسیور رکھ دیا اور فون سیٹ اٹھا کر کرافورڈ کے سامنے رکھ دیا۔

''یہ کون ہے اور تم نے اسے فون کیوں کیا ہے''۔۔۔۔۔ آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاسکی ایک نوجوان لڑکی ہے۔ کٹر یہودی ہے۔ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو میں رہتی ہے۔ ایک بار ایک فلائٹ میں اکٹھے سفر کرنے کی وجہ سے وہ میری دوست بن گئی تھی۔ پھر ہماری اکثر کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جاتی تھی۔ اس نے میرے بارے میں معلوم کر لیا کہ میرا تعلق سرکاری ایجنسی سے ہے تو میں نے اسے بھی ٹٹولا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا تعلق بھی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اور وہ اس کی ٹاپ ایجنٹ ہے۔ تنظیم کا نام تو اس نے نہیں بتایا البتہ اس نے یہ بتا دیا کہ یہ تنظیم یورپی دنیا میں کام کر رہی ہے۔ کل جب ہم ایئر پورٹ سے رہائشی کوٹھی کی طرف جا رہے تھے تو ایک کار ہماری ٹیکسی کار کے ساتھ سے گزری تو میں نے ہاسکی کو

ندیم

کار چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اپنی اصل شکل میں تھی۔ بہرحال میں نے زیادہ پرواہ نہ کی کیونکہ لوگ تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن آج جب مسٹر کرافورڈ نے کسی شخصیت کو متعین کرنے کے لئے کہا تو میرا خیال ہاسکی کی طرف چلا گیا تو میں نے فون کر کے اسے کنفرم کرنے کی کوشش کی کہ کیا واقعی میں نے ہاسکی کو ہی دیکھا تھا اور اب کال کے بعد میں کنفرم ہوگئی ہوں کہ وہ عورت واقعی ہاسکی ہی تھی اور چونکہ ہاسکی خود کٹر یہودی ہے اور اس کا تعلق بھی یہودی تنظیم سے ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ ہاسکی یہاں العباس کے اغوا یا ہلاکت پر کام کر رہی ہو''۔۔۔۔۔ سربیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس ہاسکی کا کیا حلیہ ہے میڈم''۔۔۔۔۔ کرافورڈ نے پوچھا تو سربیا نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

''اگر اسے ٹریس کر لیا جائے تو اس کا کیا کیا جائے۔ اسے پکڑا جائے یا صرف اس کی نگرانی کی جائے''۔۔۔۔۔ کرافورڈ نے کہا۔

''صرف نگرانی کی جائے تاکہ پہلے کنفرم کیا جا سکے کہ یہ واقعی اس کام میں ملوث ہے یا نہیں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ وہ انتہائی شاطر عورت ہے اس لئے نگرانی کا کام انتہائی احتیاط سے کیا جائے''۔ سربیا نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ یہ ہمارا کام ہے''۔۔۔۔۔ کرافورڈ نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

آخر میں شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی۔

''یس۔ نیلسن بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرافورڈ بول رہا ہوں''...... کرافورڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ایک عورت کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل نوٹ کرو''۔ کرافورڈ نے کہا۔

''یس باس۔ فرمائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرافورڈ نے سربیا کا بتایا ہوا حلیہ تفصیل سے بیان کر دیا اور ساتھ ہی قدوقامت کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

''اس عورت کا نام ہاسکی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہو لیکن یہ ہے اپنے اصل حلیئے میں۔ تم ایئر پورٹ کا ریکارڈ بھی چیک کرو۔ پھر اسے تلاش کرو لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ مجھے حتمی اور تفصیلی رپورٹ چاہئے''...... کرافورڈ نے کہا۔

''یس باس۔ بہت جلد رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر دی جائے گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرافورڈ نے رسیور رکھ دیا۔

''او کے۔ اب ہمیں اجازت دیں''...... آفندی نے اٹھتے ہوئے کہا تو سربیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''آپ اپنے طور پر اپنے آدمیوں سے کہیں کہ وہ ادھر ادھر ٹوہ لگائیں۔ شاید کوئی بات سامنے آ جائے''...... آفندی نے کہا۔

''یہ سب میں کہہ دوں گا''...... کرافورڈ نے کہا اور وہ دونوں کرافورڈ سے مصافحہ کر کے اس کے آفس سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''ہمیں کسی شخصیت کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس پلان میں کسی کمزور پہلو کو ٹریس کر کے اس کو روکنا ہے''...... آفندی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس لئے ہاسکی کے بارے میں بتایا ہے کہ ہاسکی اگر بذات خود نہ سہی لیکن اسے معلوم ضرور ہو گا کہ کون سی تنظیم اس معاملے پر کام کر رہی ہے''...... سربیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اصل مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس پلان میں مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جب وہ واپس ہوں تو اس جہاز کو ہائی جیک کر لیا جائے جس میں تارکی وفد سوار ہو''...... آفندی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس وقت میٹنگ بھی ختم ہو چکی ہو گی۔ تمام سیکورٹی بھی فارغ ہو چکی ہو گی اور جس طیارے پر انہوں نے سفر کرنا ہو گا اس کے پائلٹ اور عملے کی جگہ ایجنٹ لے سکتے ہیں۔ البتہ میرے ذہن میں تمہارا یہ خیال سن کر ایک اور خیال آیا ہے کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب تارکی وفد یہاں پہنچے تو ایئر پورٹ پر ہی حملہ کر دیا

ندیم

جائے''...... سربیا نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں سے وہ اسے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ہلاک تو کر سکتے ہیں جو وہ نہیں کریں گے۔ انہیں العباس صاحب کو لازماً اغوا کرنا ہے تاکہ ان سے معلومات حاصل کر سکیں''...... آفندی نے جواب دیا۔ پھر وہ دونوں کافی دیر تک اس طرح باتیں کرتے رہے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آفندی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... آفندی نے کہا۔

''کرافورڈ بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے کرافورڈ کی آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات''...... آفندی نے چونک کر کہا۔

''اس ایکریمین عورت ہاسکی کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ یہ اپنے اصل نام اور اصل حلیئے میں یہاں آئی ہے اور یہاں اس کی آمدورفت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کسی بزنس کو سیٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس لئے یہاں امپورٹ ایکسپورٹ کے بزنس کے افراد سے وہ ملاقاتیں کر رہی ہے''...... کرافورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اس کی کارروائیاں ایسی نہیں ہیں کہ وہ اس اہم مسئلے پر کام کرے لیکن وہ ایجنٹ ہے۔ اس کا بزنس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... آفندی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے مزید چیک کر لیتے ہیں''...... کرافورڈ نے آفندی کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی مزید چیکنگ کرو۔ اتنی جلدی نتیجہ نکالنا درست نہ ہو گا''...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے جناب۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آفندی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کار تیزی سے ہوٹل گرینڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں نے ڈارک براؤن کلر کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ہوٹل گرینڈ کو تارکی کے وفد کی رہائش کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور اسے مکمل طور پر خالی کرا لیا گیا تھا۔ ہوٹل کے عملے کو رخصت دے دی گئی تھی اور اب اس ہوٹل پر ملٹری انٹیلی جنس کا مکمل قبضہ تھا۔ یہاں کچن مین سے لے کر سوپر تک سب کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں ملٹری انٹیلی جنس کے ساتھ تھا۔ دو منزلہ ہوٹل کی چھت پر بھی کمانڈوز تعینات تھے اور پورے ہوٹل میں مسلح کمانڈوز اس انداز میں گھوم پھر رہے تھے جیسے کسی بھی وقت دشمن کے حملے کا یقینی خطرہ موجود ہو۔

ندیم

ہوٹل کا کمپاؤنڈ گیٹ بند تھا اور اس کمپاؤنڈ گیٹ سے کافی فاصلے پر ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جہاں ہوٹل میں جانے والی کاروں کو باقاعدہ سیکورٹی مشینری کے ذریعے سختی سے چیک کیا جاتا تھا۔ صفدر کو چونکہ اس چیک پوسٹ کے بارے میں تفصیل کا علم تھا اس لئے اس نے چیک پوسٹ کے احاطے میں کار کو موڑ کر روکا اور پھر وہ کیپٹن شکیل سمیت باہر آ گیا۔ ایک طرف دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے جس کے باہر دو مسلح کمانڈوز موجود تھے۔

”ہمارے پاس مشین پسٹلز ہیں اور ان کا اجازت نامہ بھی موجود ہے“...... صفدر نے ان مسلح کمانڈوز سے کہا۔

”اجازت نامہ اور مشین پسٹلز ہمیں دے دیں اور خود کمرہ نمبر ایک میں چلے جائیں۔ اس دوران یہ چیک ہو جائیں گے“...... ان میں سے ایک نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے جیبوں سے مشین پسٹلز نکال کر کمانڈوز کے حوالے کر دیئے جبکہ دونوں نے ان کے اجازت نامے بھی انہیں دے دیئے اور خود وہ کمرہ نمبر ایک میں داخل ہو گئے جہاں چیکنگ مشینری موجود تھی جو انسانی جسم کا ایک ایک رواں چیک کرتی تھی۔ چار مختلف مشینوں سے چیک ہونے کے بعد انہیں ایک سرخ رنگ کا کارڈ دیا گیا۔

”یہ آپ کا شناخت نامہ ہے جناب“...... ایک آدمی نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ کمرہ نمبر

ایک سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں ان کا باقاعدہ استقبال کیا گیا۔

"آپ کا تعلق سپیشل پولیس سے ہے جناب"...... ایک آدمی نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"آپ کو وفد کے ساتھ رہنا ہوگا۔ آپ کی ڈیوٹی وفد میں شریک جناب العباس صاحب کی خصوصی حفاظت ہے۔ آپ کی کار ان کی کار کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ آپ کو خصوصی بلٹ پروف اور بم پروف کار دی جائے گی"...... اس آدمی نے سرخ رنگ کے کارڈ پر خصوصی مہریں لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ وہاں انہیں ان کے مشین پسٹلز واپس کر دیئے گئے اور اجازت نامہ بھی۔ اس دوران ان کی کار کی چیکنگ بھی مکمل ہو چکی تھی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کمپاؤنڈ گیٹ پر پہنچے۔ وہاں سرخ رنگ کا کارڈ دیکھتے ہی پھاٹک کھول دیا گیا اور صفدر نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک سائیڈ پر موجود پارکنگ میں لے جا کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ دونوں ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پورے ہوٹل کا راؤنڈ لگا کر اپنے لئے مخصوص کمرے میں آ گئے۔

"کیسا انتظام ہے کیپٹن شکیل"...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اے ون۔ میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سیکورٹی کا سوچا بھی نہیں جا سکتا"...... کیپٹن شکیل نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اگر العباس صاحب کو اغوا کیا جائے گا تو کیسے۔ اس سیکورٹی پلان میں کہاں کمزوری ہے۔ یہ بات ہم نے سوچنی ہے"...... کیپٹن شکیل نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"لیکن مجھے تو اس سارے سسٹم میں کوئی کمزور پہلو نظر نہیں آ رہا۔ بلٹ پروف، بم پروف گاڑیوں کا اسکوارڈ، آگے پیچھے اور سائیڈوں میں مسلح کمانڈوز، اوپر فضا میں جنگی ہیلی کاپٹرز کی مسلسل پرواز اور جن راستوں سے یہ قافلہ گزرے گا ان کی سائیڈ روڈز پہلے سے ہی بند کر دی جائیں گی۔ اس کے بعد تم بتاؤ کہ کیا اغوا کرنے والے قوم جنات میں سے ہوں گے یا ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں ہوں گی کہ وہ کسی کو نظر آئے بغیر العباس صاحب کو ڈبیہ میں بند کر کے لے اڑیں گے"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم عمران صاحب کو فون کر کے انہیں یہ سارا سیکورٹی پلان بتاؤ۔ وہ تمہیں ایک نہیں دس کمزور پہلو بتا دیں گے اور دس نہیں تو دو چار تو میں بھی بتا ہی سکتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو یا مذاق کر رہے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"میں سنجیدہ ہوں صفدر۔ ایسے معاملات میں سنجیدگی ضروری ہوتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو تم بتاؤ کیا کمزور پہلو ہیں اس پلان میں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ سارا پلان یہ سوچ کر بنایا گیا ہے کہ العباس صاحب کٹھ پتلی کی طرح پلان کے مطابق کام کرتے رہیں گے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ ایسے لوگ جو کسی بڑی تنظیم کے سربراہ ہوں کٹھ پتلی بننے سے انکار کر دیتے ہیں اور اپنی مرضی سے ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے کسی بھی وقت یہ پلان خراب کیا جا سکتا ہے اور ان حالات میں کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری یہ بات نظریاتی طور پر تو درست ہے لیکن عملی طور پر نہیں کیونکہ العباس صاحب کو بھی احساس ہے کہ وہ یہودیوں کا ٹارگٹ ہیں اس لئے وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اب دوسرا پوائنٹ سنو۔ پاکیشیا آتے ہوئے اور پاکیشیا سے واپس جاتے ہوئے طیارے کو ہائی جیک کیا جا سکتا ہے۔ پائلٹ یا کریو کے کسی آدمی کے روپ میں یا کسی کو خرید کر یہ کام آسانی سے کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس بارے میں بھی سوچ لیا گیا ہو گا اور ہر لحاظ سے سخت چیکنگ کی جائے گی"۔

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو چھوڑو۔ ہم خواہ مخواہ اس قدر سنجیدہ ہو رہے ہیں۔ تمہاری بات درست ہے۔ موجود سیکورٹی پلان واقعی فول پروف ہے۔ اب بتاؤ کہ العباس صاحب کب آ رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج شام پانچ بجے ان کا خصوصی طیارہ پاکیشیا ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا۔ اب سے دو گھنٹے بعد"...... صفدر نے کلائی پر موجود گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"کس نے یہاں فون کیا ہو گا"...... صفدر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہیلو"...... صفدر نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"تارکی سیکرٹ سروس کے جناب آفندی صاحب آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ کیا انہیں آپ کے کمرے میں بھجوا دیا جائے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بھجوا دیں"...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کون تھا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"کوئی آفندی صاحب ہیں۔ تارکی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں"...... صفدر نے جواب دیا اور پھر چند منٹ بعد دروازے پر

دستک ہوئی تو صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"میرا نام آفندی ہے اور میرا تعلق تارکی سیکرٹ سروس سے ہے"...... اس آدمی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"میرا نام سعید ہے اور یہ میرا ساتھی ہے شکیل۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی سپیشل پولیس سے ہے"...... صفدر نے اپنا اور کیپٹن شکیل کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو آفندی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب کا تعلق بھی سپیشل پولیس سے ہے"...... آفندی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

"آپ عمران صاحب کو جانتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"انہیں کون نہیں جانتا صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنا تعلق سیکرٹ سروس سے ظاہر نہیں کیا کرتے کیونکہ آپ کے چیف کا یہی حکم ہے لیکن عمران صاحب میرے بڑے اچھے دوست ہیں اور کبھی کبھار ان سے ملاقات ہوتی ہے تو بڑا لطف آتا ہے"۔ آفندی نے کہا جبکہ اس دوران صفدر نے ریفریجریٹر میں سے جوس کا ایک ڈبہ نکال کر آفندی کے سامنے رکھ دیا۔

"کیا آپ یہاں تارکی کے وفد کی سیکورٹی کے لئے آئے ہوئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ صرف العباس صاحب کی سیکورٹی کے لئے کیونکہ اس وقت وہی ہاٹ ٹارگٹ ہیں۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ سپیشل پولیس کے دو صاحبان بھی سیکورٹی سٹاف میں شامل ہیں تو میں سمجھ گیا کہ آپ کا تعلق دراصل کس سے ہے کیونکہ عمران صاحب نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ وہ ایمرجنسی کی صورت میں سپیشل پولیس کا کارڈ استعمال کرتے ہیں"...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آفندی صاحب۔ آپ نے سیکورٹی پلان دیکھا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں مسٹر شکیل۔ نہ صرف دیکھا ہے بلکہ بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"العباس صاحب کی حفاظت کے لئے سب لوگ ضرورت سے زیادہ محتاط نظر آ رہے ہیں اور ہم سپیشل پولیس والے۔ آپ تارکی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ ہمارے علاوہ بے شمار ملٹری کمانڈوز۔ یہ اس قدر حساس مسئلہ کیوں بنا دیا گیا ہے۔ اب کیا یہودی مافوق الفطرت تو نہیں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو آفندی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی سوچ درست ہے لیکن آپ یہ تو دیکھیے کہ العباس صاحب یہودیوں کے لئے کس قدر اہمیت رکھتے ہیں اور وہ شاید پہلی بار اس طرح اوپن پاکیشیا میں ایک میٹنگ میں شریک ہو رہے

ہیں تو ایسے پلان تو بنانے ہی پڑیں گے''...... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم اب تک یہی سوچ رہے تھے کہ اس پلان میں کون سا کمزور پہلو ہے لیکن کوئی واضح بات سمجھ میں نہیں آ رہی''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شہباز نے یہ سیکورٹی پلان تیار کیا ہے اور مجھے یہ پلان دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے فول پروف ہے۔ اتنا اچھا پلان شاید ہم بھی نہ بنا سکتے''...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال یہ تین روز تو ہمیں پل صراط پر گزارنے پڑیں گے۔ یہ پاکیشیا کے لئے بہت بڑا امتحان ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب نہیں آئے آپ کے ساتھ''...... آفندی نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں''...... صفدر نے جواب دیا تو آفندی بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ اگر ساتھ ہوتے تو مجھے سو فیصد کامیابی کا یقین ہوتا۔ وہ ایسی ہی ذہانت کے مالک ہیں''...... آفندی نے کہا۔

''آفندی صاحب۔ العباس صاحب تارکی میں رہتے ہیں تو وہاں کبھی کسی یہودی تنظیم نے ان پر حملہ نہیں کیا''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں سوائے چند خاص لوگوں کے اور کسی کو معلوم ہی نہیں کہ العباس صاحب کہاں رہتے ہیں۔ ان کا اصل حلیہ کیا ہے کیونکہ سنا ہے کہ وہ اپنا ٹھکانہ اور میک اپ تیزی سے بدلتے رہتے ہیں۔ میری نائب سربیا کا خیال ہے کہ ان کو یہاں اغوا کرنے کے لئے ایک یہودی لیڈی ایجنٹ جس کا نام ہاسکی ہے یہاں پہنچ چکی ہے کیونکہ ہاسکی کٹر یہودی ہے اور کسی خفیہ تنظیم سے متعلق ہے''۔ آفندی نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

''کون ہے وہ''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

''ایک لڑکی ہے جس کا نام ہاسکی ہے۔ اس کا تعلق ایکریمین ریاست پورٹ لینڈ سے ہے''...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس پر کیسے شک پڑا وہ اس معاملے میں کس انداز میں ملوث ہے''...... صفدر نے کہا۔

''صرف اس بناء پر کہ وہ کٹر یہودن ہے اور پاکیشیا میں ان دنوں دیکھی جا رہی ہے لیکن میں نے اس کی سخت نگرانی کرا رکھی ہے لیکن وہ امپورٹ ایکسپورٹ کے بزنس کے سلسلے میں کام کرتی پھر رہی ہے اور اب سربیا بھی مطمئن ہو چکی ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ اپنے اصل حلیئے اور اصل نام سے یہاں آئی ہے۔ اگر اس کے دل میں کوئی چور ہوتا تو وہ لامحالہ اپنا حلیہ اور نام بدل کر یہاں

آتی اس لئے ہم نے اسے کلیئر کر دیا ہے''...... آفندی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب مجھے اجازت کیونکہ وفد کے آنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں نے اور میرے سیکشن نے اس کی تیاری بھی کرنی ہے''۔ آفندی نے کہا اور پھر ان دونوں سے مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ہم نے کیا تیاری کرنی ہے۔ بس چل پڑیں گے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ندیم

پاکیشیائی دارالحکومت کے وسیع و عریض بین الاقوامی ایئر پورٹ پر خاصی گہما گہمی تھی۔ یہاں چونکہ ہر وقت غیر ملکی پروازیں لینڈ کرتی اور فلائی کرتی رہتی تھیں اس لئے یہاں چوبیس گھنٹے عورتوں اور مردوں کا ہجوم سا نظر آتا تھا۔ ٹیکسی اسٹینڈ پر کاریں مسلسل آتی اور جاتی نظر آتی تھیں اور پرائیویٹ کاروں کی گنتی ہی نہ کی جا سکتی تھی۔ اس ایئر پورٹ کا رقبہ اس قدر وسیع تھا کہ اس کا عقبی حصہ ایک ایسے علاقے سے جا ملتا تھا جہاں ہر طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے اور دور تک کوئی آبادی نظر نہ آتی تھی۔ البتہ وہاں درختوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ اس عقبی علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک دیہاتی انداز کے احاطے میں اس وقت ایک کار کے ساتھ دو بڑی جیپیں موجود تھیں۔ احاطے میں پانچ مسلح فوجی کمانڈوز موجود تھے۔

احاطے میں چار کمرے بھی بنے ہوئے تھے جنہیں گودام کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور یہ چاروں کمرے بھوسے سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کمروں کے دروازے کھلے تھے کیونکہ یہ دروازے اس قدر خستہ ہو چکے تھے کہ پوری طرح بند نہ کئے جا سکتے تھے۔

''ایک کار آ رہی ہے ادھر''...... چھت پر موجود ایک کمانڈو نے اپنے ساتھی سے کہا۔

''میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیپٹن احسان کی کار ہے۔ اس مشن کے وہی چیف ہیں''...... دوسرے کمانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویسے میرے خیال میں جس نے بھی یہ پلان بنایا ہے اس نے حیرت انگیز ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے''...... پہلے کمانڈو نے کہا۔

''ہاں۔ کسی کا دھیان ہی اس طرف نہیں جا سکتا۔ جو لوگ مخالف ہوں گے وہ ایئر پورٹ پر ہی انتظار کرتے رہ جائیں گے''۔ دوسرے کمانڈو نے کہا اور پھر وہ دونوں اس وقت خاموش ہو گئے۔ جب کار احاطے کے پھاٹک کو کراس کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ کار سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی باہر آیا۔

''سب یہاں اکٹھے ہو جاؤ''...... کار میں آنے والے نے اونچی آواز مگر تحکمانہ لہجے میں کہا تو احاطے میں موجود پانچ کمانڈوز اس کے سامنے اکٹھے ہو گئے جبکہ چھت پر موجود دو کمانڈوز بھی سائیڈ

سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر آئے۔

''ہم اس وقت انتہائی خطرناک ماحول میں موجود ہیں۔ تارکی کا وفد ایک خصوصی جہاز کے ذریعے بیس منٹ بعد پاکیشیا پہنچنے والا ہے۔ اس وفد میں ایک صاحب جن کا نام العباس ہے ہاٹ ٹارگٹ ہیں۔ ہم نے انہیں پک کر کے ہوٹل گرینڈ پہنچانا ہے۔ چونکہ یہاں ایسے ایجنٹ موجود ہیں جو ہاٹ ٹارگٹ کو ٹارگٹ بنانے پر تلے ہوئے ہیں اس لئے ایئر پورٹ پر تارکی کے وفد اور العباس جب اتریں گے تو وہاں سے انہیں انتہائی سخت حفاظتی حصار میں ہوٹل گرینڈ پہنچایا جائے گا لیکن اصل گیم جو کھیلی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ جہاز ٹیکسی کرتا ہوا یہاں پہنچے گا اور پھر عقبی طرف سے العباس کو نیچے اتار دیا جائے گا۔ میں وہاں جھاڑیوں میں موجود ہوں گا اور پھر میں انہیں ساتھ لے کر یہاں احاطے میں آؤں گا۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر سے گنجے ہیں اور انہوں نے لائٹ گرین سوٹ پہنا ہوا ہو گا۔ جیسے ہی وہ نیچے اتریں گے جہاز اسی طرح ٹیکسی کرتا ہوا واپس اپنی مخصوص بیلٹ پر رک جائے گا اور وہاں وفد نیچے اترے گا جس میں نقلی العباس بھی ہوں گے۔ وہ بھی سر سے گنجے ہیں اور لائٹ گرین سوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ وفد کو سخت حفاظتی حصار میں ہوٹل گرینڈ پہنچایا جائے گا جبکہ ہم اصل العباس صاحب کو کار میں اپنے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر پہنچائیں گے جہاں سے وہ ملٹری انٹیلی جنس کی حفاظت میں براہ راست میٹنگ ہال میں پہنچ

جائیں گے جبکہ دوسری طرف نقلی العباس ہوٹل گرینڈ میں اصل بن کر رہیں گے اور وفد کے ساتھ میٹنگ ہال میں پہنچیں گے جہاں انہیں علیحدہ کمرے میں رکھا جائے گا اور جب میٹنگ ختم ہو گی تو اصل العباس صاحب واپس ملٹری ہیڈکوارٹر پہنچ جائیں گے جبکہ نقلی العباس تارکی وفد کے ساتھ واپس ہوٹل گرینڈ پہنچ جائیں گے۔ اس طرح اس پلان پر تین روز تک عمل کیا جائے گا اور پھر تین روز بعد اصل العباس صاحب کو جنگی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہمسایہ ملک آران پہنچا دیا جائے گا جہاں سے وہ خاموشی سے خصوصی طیارے کے ذریعے واپس تارکی پہنچ کر اپنے اصل ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے جس کا علم وہاں کسی کو بھی نہیں ہے''...... آنے والے کیپٹن احسان نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا۔

''سر۔ کیا یہاں سے انہیں ملٹری ہیلی کاپٹر کے ذریعے ملٹری ہیڈکوارٹر پہنچایا جانا زیادہ بہتر نہ تھا''...... ایک کمانڈو نے کہا۔

''نہیں۔ ہیلی کاپٹر کے ادھر آنے کو مارک کر لیا جاتا جبکہ کاریں اس طرف آتی جاتی رہتی ہیں اس لئے انہیں خصوصی طور پر مارک نہیں کیا جا سکتا''...... کیپٹن احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور کوئی سوال''...... کیپٹن احسان نے کہا۔

''نو سر''...... سب نے جواب دیا۔

''تو اب سنو۔ میری کار خالی واپس جائے گی۔ صرف ڈرائیور اس میں موجود ہوگا اور یہ سڑک پر پہنچ کر ہم سے علیحدہ ہو کر آگے

بڑھے گی جبکہ دوسری جو بلٹ پروف اور بم پروف ہے اس میں العباس صاحب کے ساتھ میں موجود ہوں گا جبکہ آگے پیچھے دو جیپیں ہوں گی جن میں آپ کمانڈوز موجود ہوں گے لیکن کسی نے نہ سائرن بجانا ہے اور نہ ہی ایمرجنسی لائٹس جلانی ہیں تاکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ وی آئی پی موومنٹ ہے۔ سب لوگ اسے عام موومنٹ ہی سمجھتے رہیں۔ آپ سب سمجھ گئے ہیں''...... کیپٹن احسان نے کہا۔

''جو کمانڈوز چھت پر موجود ہیں انہیں بے حد چوکنا اور محتاط رہنا ہوگا کیونکہ وہ اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں العباس صاحب کو اتارا جائے گا اور میں انہیں ساتھ لے کر یہاں آؤں گا۔ جب تک ہم یہاں نہ پہنچ جائیں وہ دونوں محتاط رہیں گے کیونکہ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور ہم ایک فیصد رسک بھی نہیں لے سکتے''...... کیپٹن احسان نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تم دونوں واپس چھت پر جاؤ اور بے حد محتاط رہنا۔ کسی بھی گڑبڑ کی صورت میں تمہیں گولی چلانے کی اجازت ہو گی لیکن تم نے ہاٹ ٹارگٹ کو ہر صورت میں بچانا ہے''...... کیپٹن احسان نے ان دونوں کمانڈوز سے مخاطب ہو کر کہا جو چھت سے سیڑھی کے ذریعے نیچے آئے تھے۔

''یس کیپٹن''...... دونوں نے کہا اور مڑ کر دوبارہ سیڑھی کے

ذریعے چھت پر پہنچ گئے اور پھر اوپر بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی دیوار کے پیچھے لیٹ کر انہوں نے مشین گنوں کی نالوں کا رخ ایئر پورٹ کی طرف کر دیا اور نظریں جما دیں۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد انہیں تارکی کا مخصوص طیارہ فضا میں نظر آنے لگ گیا جو ٹیکسی کرنے کے لئے چکر لگا رہا تھا۔ اس پر تارکی کا قومی جھنڈا موجود تھا۔ پھر طیارہ سائیڈ رن وے پر اتر گیا اور ٹیکسی کرتا ہوا وہ عقبی طرف آنے لگا اور عقبی طرف پہنچ کر وہ گھوم کر سیدھا ہوا اور اس کا رخ ایئر پورٹ ٹرمینل کی طرف ہوا جبکہ عقبی حصہ ان کی طرف تھا۔ اسی لمحے انہوں نے طیارے کے عقبی حصے سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کے آدمی کو تیزی سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ اسی لمحے اچانک دور سے جھینگر کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک جھاڑی کی اوٹ سے کیپٹن احسان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جہاز اب آہستہ آہستہ ٹیکسی کرتا ہوا ایئر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ دونوں نے ہاتھ ملایا اور پھر وہ تیزی سے کھیت کے درمیان چلتے ہوئے احاطے کے پھاٹک میں داخل ہو گئے۔

''سر۔ آپ کار میں بیٹھ جائیں''...... کیپٹن احسان نے سامنے موجود کار کا عقبی دروازہ خود کھولتے ہوئے ساتھ آنے والے آدمی جو متارع نامی بین الاقوامی خفیہ تنظیم کا سربراہ تھا، سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا''...... العباس نے کار کی عقبی

سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... ڈاکٹر احسان نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہاں موجود پانچ کمانڈوز بھی جو ادھر ادھر آڑ لئے ہوئے تھے تیزی سے نکل کر سامنے آ گئے جبکہ چھت پر موجود دونوں کمانڈوز بھی تیزی سے سائیڈ سیڑھی سے نیچے اترے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کھڑے ہوئے۔

''سب لوگ محتاط رہیں اور ہر دم تیار رہیں''...... کیپٹن احسان نے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا سٹک سٹک کی تیز آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ایئر پورٹ کی اس جگہ پر موجود تھے جہاں طیارے نے ٹیکسی کرنے کے بعد رکنا تھا۔ وہ طیارہ جس میں تارکی کا وفد آ رہا تھا اور اس طیارے سے متاع کے سربراہ العباس بھی پہلی بار پاکیشیا آ رہے تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کے دس افراد بھی موجود تھے جبکہ کچھ فاصلے پر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام موجود تھے جو تارکی وفد اور العباس کے استقبال کے لئے خصوصی طور پر یہاں موجود تھے۔ طیارہ اب فضا میں نظر آنے لگ گیا تھا اس لئے سب کی نظریں اس پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ ایئر پورٹ پر ہر طرف مسلح کمانڈوز پھیلے ہوئے تھے حتیٰ کہ عمارت کی چھت پر بھی مسلح کمانڈوز موجود تھے لیکن یہ تمام اقدامات ایئر پورٹ کے ٹرمینل اور اس جگہ تک موجود تھے جہاں طیارے نے ٹیکسی کرنے کے بعد آ

ندیم

کر رکنا تھا۔ باقی ایئر پورٹ کا عقبی حصہ مکمل ویران تھا۔ وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

''ایئر پورٹ کے عقبی حصے میں بھی کمانڈوز تعینات ہونے چاہئیں تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ طیارہ بلٹ پروف اور بم پروف ہے اور اس نے یہاں آ کر رکنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''تمہیں ایک اہم اور ٹاپ سیکرٹ بات بتاؤں''...... ساتھ کھڑے ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن احمد رضا نے صفدر کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

''کیا کوئی بات ہم سے بھی چھپائی گئی ہے''...... صفدر کے لہجے میں قدرے ناگواری کا عنصر نمایاں تھا۔

''ہاں۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شہباز شاہ جنہیں عام طور پر کرنل شاہ کہا جاتا ہے، نے انتہائی خفیہ منصوبہ بنایا ہے جس کا علم صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چند افراد کو ہے اور جسے سب سے حتیٰ کہ اعلیٰ حکام تک سے چھپایا گیا ہے''...... کیپٹن احمد رضا نے کہا۔

''کیا ہے وہ منصوبہ''...... صفدر نے پوچھا۔ ان کے درمیان باتیں ہو رہی تھیں لیکن ان سب کی نظریں آسمان پر اترنے کے لئے چکر لگاتے ہوئے طیارے پر جمی ہوئی تھیں۔

''اس طیارے میں دو العباس آ رہے ہیں اور دونوں دیکھنے میں

ندیم

ایک جیسے ہیں لیکن ان میں ایک نقلی ہے اور ایک اصلی ہے۔ طیارہ ٹیکسی کرتے ہوئے جب عقبی طرف پہنچے گا تو وہاں نقلی العباس اتر کر چلا جائے گا جس کا استقبال ملٹری انٹیلی جنس کا ایک کیپٹن احسان کرے گا جبکہ اس کے ساتھی وہاں ایک احاطے میں موجود ہیں تاکہ اگر یہودی ایجنٹوں نے عقبی طرف کوئی پلاننگ بنا رکھی ہو تو وہ بھی نوٹ کی جا سکے جبکہ اصل العباس یہاں آ کر اترے گا اور کہا بھی یہی جائے گا کہ پہلے اترنے والا اصلی العباس ہے حالانکہ وہ نقلی ہو گا۔ اس طرح معاملات مشکوک ہو جائیں گے اور یہودی ایجنٹ اپنی پلاننگ پر عمل نہ کر سکیں گے“...... کیپٹن احمد رضا نے کہا۔

”یہ تو انتہائی احمقانہ منصوبہ ہے۔ لیکن تمہیں کیسے اس کا پتہ چلا“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس کا سیکورٹی انچارج ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل شفقت ہے۔ وہ میرا رشتے دار ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے“...... کیپٹن احمد رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے طیارہ دور رن وے پر اتر گیا اور ٹیکسی کرتا ہوا اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر سب لوگ موجود تھے۔ طیارے کے آگے راستہ بتانے والی جیپ جس پر فالو می لکھا ہوا تھا، آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

”کوئی اترا تو نہیں ہے۔ طیارہ تو مسلسل چلتا ہوا آ رہا ہے“۔ صفدر نے کہا۔

”جیسے ہی وہ مڑا ہو گا نقلی العباس کو اتار دیا گیا ہو گا۔ طیارے

کے سامنے ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں تو کیا رن وے پر موجود کمانڈوز کو بھی نہیں نظر آئے گا“...... کیپٹن احمد رضا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ طیارہ آہستہ آہستہ فالو می جیپ کا پیچھا کرتا ہوا اس طرف آ رہا تھا جہاں اعلیٰ حکام موجود تھے۔ پھر جب طیارہ اپنے رکنے کی جگہ پر پہنچا تو فالو می جیپ تیزی سے گھوم کر ہینگرز کی طرف بڑھ گئی جبکہ اعلیٰ حکام چار بڑی بلٹ پروف اور بم پروف کاروں میں سوار تیزی سے کچھ دور کھڑے طیارے کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے دائیں بائیں کمانڈوز کی جیپیں تھیں۔ چاروں کاریں طیارے کے عقب میں جا کر رک گئیں اور اعلیٰ حکام نیچے اترے تو عقبی حصے سے سیڑھی نیچے لگائی گئی اور پھر دو مسلح کمانڈوز جن کا تعلق پاکیشیا سے تھا باہر آئے اور تیزی سے سیڑھی اتر کر سائیڈ پر الرٹ حالت میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد لائٹ گرین سوٹ پہنے سر سے گنجے العباس صاحب نمودار ہوئے اور انہیں دیکھ کر سب مزید الرٹ ہو گئے۔ وہ مسکراتے ہوئے سیڑھی اتر کر نیچے آئے تو اعلیٰ حکام نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور انہیں کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد چھ افراد جن میں دو عورتیں تھیں سیڑھی اتر کر نیچے آئیں اور اعلیٰ حکام سے ملنے کے بعد وہ بھی کاروں میں بیٹھ گئیں جبکہ اعلیٰ حکام جن کی تعداد چار تھی وہ بھی ایک بڑی کار میں سوار ہو گئے اور پھر یہ قافلہ تیزی سے چلتا ہوا ایئر پورٹ کے ایک علیحدہ راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں

ہر طرف مسلح کمانڈوز موجود تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کاروں کا یہ قافلہ گیٹ کراس کر کے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ٹرمینل سے ہارن کی آواز سنائی دینے لگی جس کا مطلب تھا کہ سپیشل ٹاسک ختم ہو گیا ہے اور اب وہاں معاملات کو نارمل کر دیا جائے گا۔

"آؤ کیپٹن۔ ہم بھی چلیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بھی تو ہوٹل گرینڈ جانا ہے جہاں یہ قافلہ گیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں بھی تین روز تک ہوٹل گرینڈ میں ہی رہنا ہو گا"...... صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مڑ کر پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ راستے میں جب صفدر نے کیپٹن احمد رضا کی بتائی ہوئی بات کیپٹن شکیل کو بتائی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت غلط کام ہوا ہے۔ یہ تو انتہائی احمقانہ فیصلہ ہے۔ اگر وہاں یہودی ایجنٹوں کا خطرہ تھا تو وہاں کمانڈوز تعینات کئے جا سکتے تھے۔ پھر نہ وہاں کسی نقلی العیاس کو لے جایا جاتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں اصلی العباس کو اتارا گیا ہو اور نقلی کو یہاں سب کے سامنے لایا گیا ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں

www.Paksociety.com

پہلے وہاں جانا چاہئے تاکہ ہم معاملات کو چیک کر سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیا تمہیں اس جگہ اور وہاں جانے والے راستے کا علم ہے"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے دور دور تک ریکی کی ہوئی ہے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گاڑی کو بائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کچی سڑک پر پہنچ کر تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایئر پورٹ کی حدود ان کے بائیں ہاتھ پر تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایئر پورٹ کی حدود کراس کر کے آگے بڑھے جہاں اونچی جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ دور سے ایک احاطہ انہیں نظر آ رہا تھا جس کا بڑا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اس احاطے کے علاوہ وہاں دور دور تک اور کوئی عمارت نہ تھی بلکہ دور دور تک اونچی جھاڑیاں پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ صفدر نے گاڑی کا رخ احاطے کی طرف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیسے ہی احاطے کے کھلے ہوئے پھاٹک کے سامنے پہنچے تو صفدر نے یکلخت پوری قوت سے بریک لگائی اور ٹائر اس اچانک اور فل بریک لگنے سے چیخ اٹھے۔ انہیں سامنے سات آٹھ افراد زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اور وہاں ہر طرف خون پھیلا ہوا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہاں کیا ہوا ہے"...... کیپٹن شکیل نے بھی قدرے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہی اضطراری انداز میں کار سے اتر

ندیم

کر احاطے کے اندر کی طرف دوڑتے لگے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی تربیت کی وجہ سے وہ بے حد چوکنا بھی نظر آ رہے تھے۔

''یہ۔ یہ تو ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن احسان ہے۔ میں اسے جانتا ہوں اور یہ سب مسلح لوگ ہیں۔ وری بیڈ۔ یہاں کاروں اور جیپوں کے ٹائروں کے بھی نشانات ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی بہت خوفناک واردات ہوئی ہے''...... صفدر نے کہا جبکہ کیپٹن شکیل ان کمروں کی طرف بڑھا جن کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کمرے کے اندر جا کر دیکھا اور پھر باہر آ گیا۔

''یہاں بھوسے کے ڈھیر ہیں اور ان ڈھیروں کا انداز بتا رہا ہے کہ یہاں کچھ لوگ چھپے رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے واپس آ کر کہا۔

''تمام لاشوں کو لگنے والی گولیوں کا رخ بتا رہا ہے کہ اس گودام سے گولیاں ماری گئی ہیں اور ان سب کی اس کمرے کی طرف پشت تھی اور گولیاں چلانے والے تربیت یافتہ نشانہ باز تھے۔ ان کے نشانے بالکل درست رہے ہیں اور گولیاں سیدھی پشت میں داخل ہو کر دل میں اتر گئی ہیں''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کے بٹن پریس کر دیئے۔ اس نے اسے محفوظ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کسے فون کر رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو''...... صفدر نے جواب دیا۔

''یس۔ کرنل شاہ بول رہا ہوں''...... اسی لمحے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل صاحب۔ میں سپیشل پولیس کا صفدر بول رہا ہوں۔ آپ کو میرے اور میرے ساتھی کیپٹن شکیل کے بارے میں بریف کیا گیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یس فرمایئے۔ کیوں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے اس بار چونک کر کہا گیا۔

''ایئر پورٹ کے عقبی علاقے میں ایک احاطے میں آپ کے کیپٹن احسان کے ساتھ سات مزید کمانڈوز کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کیپٹن احسان کو میں جانتا اور پہچانتا ہوں اس لئے میں آپ کو براہ راست فون کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ میں خود آ رہا ہوں وہاں''...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''اب کہاں کال کر رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف کو، کیونکہ مجھے شبہ ہے کہ اصل العباس کو یہاں لے آیا گیا اور اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اگر نقلی یہاں آتا تو اس کے لئے

ندیم

اس قدر خفیہ کارروائی نہ کی جاتی“...... صفدر نے نمبر پریس کرتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو“...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ایئر پورٹ کے عقبی علاقے سے“۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کیپٹن احمد رضا کی بتائی ہوئی ساری بات دوہرا دی۔ اس کے بعد اس نے ایئر پورٹ کے عقبی طرف احاطے میں لاشوں کے بارے میں تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو بھی فون کر دیا اور وہ خود یہاں آ رہے ہیں۔

”کرنل شاہ نے اگر یہ پلاننگ کی ہے تو انتہائی احمقانہ پلاننگ کی ہے اور پلاننگ بتا رہی ہے کہ یہاں اصل العباس کو لایا گیا تھا۔ کیپٹن احمد رضا کو بھی غلط بتایا گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت کی انتہائی کوششوں کے باوجود کرنل شاہ کی غلط پلاننگ کی وجہ سے اصل العباس یہودیوں کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ جب کرنل شاہ یہاں آئے تو ان سے میری بات کراؤ“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

”چیف بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہے جس پر ہم پہنچے ہیں کہ یہ سب ڈرامہ ہی غلط تھا۔ یہاں اصل العباس کو لایا گیا تھا“...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آفندی اور سربیا ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ وہ وہاں موجود تھے جہاں پاکیشیائی اعلیٰ حکام کے ساتھ ساتھ تارکی کے پاکیشیا میں سفیر بھی موجود تھے۔ آفندی چونکہ حکومت تارکی کی طرف سے العباس اور تارکی وفد کی حفاظت کے لئے پاکیشیا آیا تھا اس لئے آفندی اور سربیا نے یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے تارکی کے پاکیشیا میں سفیر سے ملاقات کی تھی اور پھر ان کی وجہ سے وہ اپنے سیکشن کے چار افراد کے ساتھ ہوٹل گرینڈ پہنچے تھے جہاں تارکی وفد اور ان کے ساتھ آنے والے بین الاقوامی خفیہ تنظیم متاع کے سربراہ العباس پاکیشیا پہنچ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا حکومت نے بھی العباس اور تارکی وفد کی حفاظت کے لئے فول پروف انتظامات کئے ہیں اور انہیں ان تمام انتظامات کی تفصیل کا بخوبی علم تھا اس لئے وہ اپنی جگہ پر مطمئن تھے کہ یہودی ایجنٹ العباس کے خلاف کسی

کارروائی میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

اس وقت ایئر پورٹ پر بھی انہوں نے ہر طرف فول پروف انتظامات دیکھے تھے۔ انہیں بتایا گیا تھا العباس تارکی وفد کے ساتھ آ رہے ہیں۔ نشانی کے طور پر انہوں نے لائٹ گرین سوٹ پہنا ہوا ہے اور وہ سر سے گنجے ہیں جبکہ وفد کے باقی مرد افراد نے ڈارک براؤن کلر کے سوٹ پہنے ہوئے ہیں جبکہ خواتین اپنے مخصوص لباس میں ہیں۔ اعلیٰ حکام نے سفیر کے ساتھ تارکی وفد سے ملاقات کرنی تھی اور ان کے ساتھ ہی ہوٹل گرینڈ پہنچنا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد طیارہ فضا میں نظر آنے لگ گیا تو ان دونوں کی دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئی تھیں کیونکہ یہ انتہائی اہم لمحہ تھا اور اس لمحے کے بعد تین روز تک پاکیشیا میں جو کچھ ہو گا اس کا خیال کرتے ہوئے ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ کافی دیر طیارہ فضا میں چکر کاٹتا رہا اور پھر ایئر پورٹ کے مخصوص رن وے پر اتر گیا اور اس کے بعد وہ ٹیکسی کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رہنمائی ایک جیپ کر رہی تھی جس پر فالو می کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

طیارہ تقریباً ایئر پورٹ کے عقبی آخری حصے کے قریب ٹیکسی کرتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر ایئر پورٹ کی حدود ختم ہونے سے پہلے وہ آہستہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا رخ ٹرمینل کی طرف مڑ گیا اور جیپ کی رہنمائی میں وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ رہنمائی کرنے والی جیپ مڑ کر تیزی سے

ہینگرز کی طرف بڑھ گئی۔

"مجھے تو یہ سب کچھ انتہائی رومانٹک لگ رہا ہے"...... سربیا نے کہا تو آفندی بے اختیار ہنس پڑا۔

"واقعی۔ تم درست کہہ رہی ہو۔ میری اپنی بھی یہی کیفیت ہے"...... آفندی نے جواب دیا۔ اسی لمحے اعلیٰ حکام کی چار کاریں تیزی سے طیارے کی طرف بڑھنے لگیں۔ ان کے دائیں بائیں مسلح کمانڈوز کی جیپیں تھیں۔ چونکہ طیارے کے عقبی حصے میں سیڑھی لگائی گئی تھی اور کاریں بھی عقبی حصے میں ہی جا کر رکی تھیں اس لئے انہیں بس دو کاروں اور دو جیپوں کے عقبی حصے ہی نظر آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد چاروں بلٹ پروف اور بم پروف کاریں تیزی سے چلتی ہوئی طیارے کے عقب سے نمودار ہوئیں اور پھر تیزی سے ایک علیحدہ راستے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس علیحدہ راستے سے گھوم کر نظروں سے غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ٹرمینل سے سائرن بجنے لگا۔

"اوکے۔ اب یہاں کی ٹینشن تو ختم ہوئی۔ اب چلو ہوٹل"۔ سربیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو"...... آفندی نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی طرف سے دی گئی مخصوص کار میں سوار ایئر پورٹ سے نکل کر ہوٹل گرینڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"کانفرنس کب سے شروع ہونی ہے"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھی

ندیم

ہوئی سربیا نے کہا۔

''کل سے''...... آفندی نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آج کا باقی دن اور رات العباس صاحب ہوٹل میں ہی گزاریں گے''...... سربیا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اب وہ عام سیاح کی طرح شہر کی سیاحت تو کرنے نہیں جائیں گے''...... آفندی نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو سربیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم بھلا مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ کوئی خاص وجہ''...... سربیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نجانے کیا بات ہے جب سے العباس صاحب آئے ہیں میرے ذہن اور اعصاب پر بوجھ سا پڑ گیا ہے''...... آفندی نے کہا۔

''یہ تو ہونا ہی تھا۔ اب ان کی حفاظت کے لئے ہمیں دن رات کام کرنا ہو گا اس لئے بوجھ تو پڑتا ہے لیکن تم طویل عرصے سے کام کر رہے ہو۔ تمہیں تو ایسا بوجھ نہیں محسوس ہونا چاہئے''...... سربیا نے کہا۔

''یہ بات نہیں کہ میں کام کی وجہ سے بوجھ محسوس کر رہا ہوں بلکہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی بات غلط ہو گئی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ہوٹل جا کر ذرا فریش ہو جاؤں گا۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا''...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر

تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل گرینڈ جہاں تارکی وفد اور العباس صاحب ٹھہرے ہوئے تھے پہنچ گئے۔ اس وقت یہاں انتہائی سخت پہرہ تھا اور ہر طرف مسلح کمانڈوز گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ سخت ترین چیکنگ کے بعد آفندی اور سربیا کو ہوٹل میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور وہ اپنے مخصوص کمرے میں آ گئے۔

''میں ذرا فریش ہو جاؤں تم اس دوران ہاٹ کافی منگوا لو''۔ آفندی نے کہا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ سربیا نے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس والوں کو کمرے میں ہاٹ کافی بھجوانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاٹ کافی سرو کر دی گئی اور ابھی سربیا نے اپنے کپ سے ایک گھونٹ ہی لیا تھا کہ آفندی بھی مسکراتا ہوا آ گیا اور پھر وہ دونوں بیٹھ کر کافی پینے لگے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آفندی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ آفندی بول رہا ہوں''...... آفندی نے کہا۔

''ابو سلام بول رہا ہوں۔ تم میرے کمرے میں آ جاؤ۔ روم نمبر ڈبل ٹو زیرو''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''میں اکیلا آؤں یا سربیا کو بھی ساتھ لے آؤں جناب''۔ آفندی نے سربیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سربیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''اسے بھی لے آؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آفندی نے رسیور رکھ دیا۔

''کون تھا اور میرا نام کس سلسلے میں لیا گیا ہے''...... سربیا نے کہا۔

''ابو سلام صاحب اپنے کمرے میں کال کر رہے ہیں تو میں نے پوچھ لیا کہ سربیا کو ساتھ لے آؤں یا نہیں تو انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ آؤ''...... آفندی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ابو سلام صاحب کیوں کال کر رہے ہوں گے''...... سربیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال العباس صاحب کی حفاظت کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہوں گے کیونکہ آج کا مین ایشو تو یہی ہے''...... آفندی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ابو سلام کے کمرے کے بند دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ ابو سلام صاحب العباس صاحب کے نائب تھے اور تارکی میں متاع کے ہیڈکوارٹر کو ابو سلام ہی کنٹرول کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ متاع کے آپریشنل چیف تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ابو سلام خود دروازے پر موجود تھے۔

''آیئے۔ آیئے۔ خوش آمدید''...... ابو سلام نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گئے۔

''کال کرنے کا شکریہ جناب''...... آفندی نے سلام دعا اور رسمی

ندیم

فقرات کی ادائیگی کے بعد کہا۔ اس دوران وہ ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ کیا آپ کا پاکیشیا کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے کوئی رابطہ ہے''...... ابو سلام نے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے رابطہ۔ نہیں جناب۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... آفندی نے چونک کر کہا۔

''میں العباس صاحب کی خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں''...... ابو سلام نے کہا تو آفندی اور سربیا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے انہیں ناقابل یقین بات کر دی ہو۔

''ابو سلام صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ العباس صاحب تو اسی ہوٹل میں موجود ہیں۔ ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے پاکیشیا کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے رابطہ کرنے کی کیا ضرورت ہے''...... آفندی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ سربیا کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں طور پر واضح تھے۔

''آپ تارکی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں۔ مجھے تو یہی بتایا گیا تھا''...... ابو سلام نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کو درست بتایا گیا ہے۔ لیکن''...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ دونوں کے چہروں پر شدید حیرت دیکھ کر میں نے پوچھا ہے۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ کو اصل پلاننگ کا علم ہوگا لیکن یہ پلاننگ شاید آپ سے بھی سیکرٹ رکھی گئی ہے لیکن اب چونکہ بات کھل گئی ہے اس لئے میں بتا دیتا ہوں کہ ہوٹل میں موجود العباس اصلی العباس نہیں ہیں۔ یہ ان کے ہم شکل کہہ لیں یا نقل کہہ لیں۔ اصل العباس پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کی تحویل میں ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر میں ہیں اور آخر تک وہیں رہیں گے۔ وہیں سے وہ میٹنگ ہال پہنچیں گے اور واپس ملٹری انٹیلی جنس ہیڈکوارٹر چلے جائیں گے"...... ابو سلام نے کہا تو آفندی اور سربیا دونوں ابو سلام کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے بچے کسی شعبدہ باز کو دیکھتے ہیں کہ نجانے اب وہ کیا شعبدہ دکھائے گا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کی سفارش پر ایسا ہوا ہے اور مجھے اب ان سے رابطہ کرنا ہوگا"...... ابو سلام نے کہا۔

"لیکن جناب۔ وہ کب وہاں گئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر تو ایسا نہیں ہوا"...... آفندی نے کہا۔

"جہاز جب مڑا تو وہاں طیارے کے عقبی حصے سے اصل العباس صاحب کو اتار دیا گیا تھا جہاں ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن

احسان موجود تھا۔ وہ انہیں لے کر وہاں سے قریب ہی ایک احاطے میں گیا ہوگا اور پھر وہ لوگ وہاں سے خاموشی سے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے ہوں گے۔ میں صرف کنفرمیشن چاہتا تھا اس لئے آپ سے بات ہوگئی ہے"...... ابو سلام نے کہا تو آفندی اور سربیا نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا جبکہ ابو سلام نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تو پاس بیٹھے ہوئے آفندی نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تو ابو سلام نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ابو سلام بول رہا ہوں تارکی سے۔ سرسلطان سے بات کرائیں"...... ابو سلام نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور پروقار آواز سنائی دی۔

"ابو سلام بول رہا ہوں سرسلطان۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے اس لئے معافی چاہتا ہوں۔ آپ کی سفارش پر اصل اور نقل العباس صاحبان کا سلسلہ بنایا گیا تھا اور اصل العباس کو خاموشی سے

پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا گیا تھا''...... ابو سلام نے کہا۔

''ہاں۔ تو اب کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... سر سلطان نے کہا۔

''میرے پاس ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کا نمبر نہیں ہے اور میں العباس صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں''...... ابو سلام نے کہا۔

''نمبر تو میرا پی اے آپ کو بتا دیتا ہے لیکن جہاں تک العباس صاحب سے بات کرنے کا تعلق ہے تو آپ ان سے بات نہ کریں کیونکہ جس مقصد کے لئے یہ ڈبل پلان بنایا گیا ہے وہ یکسر فیل ہو جائے گا۔ آپ کرنل شاہ سے بات کر لیں۔ وہ آپ کے بارے میں جانتے ہیں''...... سر سلطان نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے جناب''...... ابو سلام نے کہا۔

''ہیلو سر۔ پی اے بول رہا ہوں۔ کرنل شاہ صاحب کا نمبر نوٹ کریں''...... پی اے کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے نمبر بتا دیا تو ابو سلام نے کریڈل دبا دیا۔

''سر سلطان ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ آپ العباس سے بات نہ کریں۔ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ یہ انتہائی محفوظ پلان ہے۔ اس سے یقیناً یہودی ایجنٹ دھوکہ کھا جائیں گے''...... آفندی نے کہا۔

''کرنل شاہ سے تو بات کی جا سکتی ہے''...... ابو سلام نے کہا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو کرنل شاہ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں تارکی سے ابو سلام بول رہا ہوں۔ کرنل شاہ سے بات کرائیں''...... ابو سلام نے کہا۔

''آپ ہولڈ کریں۔ وہ خصوصی میٹنگ میں ہیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں''...... پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل شاہ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔

''ابو سلام بول رہا ہوں۔ کیا تمام پلاننگ درست جا رہی ہے''۔ ابو سلام نے کہا۔

''ابو سلام صاحب۔ آپ سے تو چھپایا نہیں جا سکتا۔ معاملات پلٹ چکے ہیں۔ ہمارے کمانڈوز اور کیپٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور العباس صاحب غائب ہیں۔ اسی سلسلے میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس وقت پورے دارالحکومت میں العباس صاحب کی زبردست تلاش جاری ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم جلد ہی انہیں واپس لے آئیں گے۔ آپ بے فکر رہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ابو سلام کے ہاتھ سے رسیور نکل کر ایک دھماکے سے نیچے گرا جبکہ آفندی اور سربیا کے چہرے جیسے پتھروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

''العباس اغوا ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ''...... ابو سلام کے منہ سے بین کرتی ہوئی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی ان کا جسم کرسی پر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ساتھ بیٹھی ہوئی ہاسکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں۔ ہاسکی بول رہی ہوں"...... ہاسکی نے کہا۔

"کراسی بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے کراس کلب کے جنرل مینجر اور مالک کراسی کی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کوئی خاص بات"...... ہاسکی نے کہا۔

"میڈم۔ آپ کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ نگرانی کرنے والے یہاں کے مقامی لوگ ہیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ریڈ پینتھرز کلب کا مالک کرافورڈ ہے جس کا تعلق تارکی سے ہے اور تارکی سیکرٹ سروس کا رکن آفندی اور اس کی نائب سربیا ان دنوں یہاں موجود ہیں اور وہ دونوں کرافورڈ سے

ملتے رہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کراسی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں نے سربیا کو چیک کیا ہے اس لئے میں نے بزنس کے لوگوں سے ملاقاتیں شروع کر دی تھیں تاکہ وہ میرے اصل مقصد تک نہ پہنچ سکیں۔ مجھے ان لوگوں کی فکر نہیں ہے۔ مجھے اصل مشن پر کام کرنا ہے۔ تم مجھے اس بارے میں بتاؤ کہ کیا کرنا ہے کیونکہ اب وقت بے حد کم رہ گیا ہے"...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک اہم پیش رفت اس سلسلے میں ہوئی ہے۔ میری بات ملٹری انٹیلی جنس کے ایک کرنل سے ہوئی ہے۔ وہ بے حد لالچی آدمی ہے اور ایکریمیا شفٹ ہونے کا انتہائی خواہش مند ہے۔ میں نے اسے کال کیا ہے۔ میں اس کی آپ سے ملاقات کرا دوں گا۔ آپ اسے بھاری معاوضہ کی ادائیگی کے بعد اس سے اس معاملے میں انتہائی خفیہ معلومات حاصل کر سکتی ہیں"...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ آدمی قابل اعتماد ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ایشیائی لوگ صرف معاوضہ وصول کرنے کے لئے اپنی طرف سے کہانیاں بنا کر دوسروں کو احمق بنانے میں خاصے ماہر ہوتے ہیں"...... ہاسکی نے کہا۔

"وہ میرے کلب کا طویل عرصے سے ممبر ہے۔ میں اسے بہت

اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ وہ لالچی ضروری ہے۔ بھاری معاوضہ اس کی کمزوری ہے لیکن وہ غلط بات نہیں کرتا اور آج تک اس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی اس لئے اگر وہ رضامند ہو گیا تو پھر وہ جو کچھ وہ بتائے گا وہ سو فیصد درست ہو گا''...... کرابی نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پھر کہاں اس سے ملاقات ہو سکے گی اور کب''۔ ہاسکی نے کہا۔

''میں اس سے فون پر بات کر کے پھر آپ کو کال کرتا ہوں''۔ کرابی نے کہا۔

''یہ سوچ لو کہ اب ہمارے پاس مزید وقت نہیں رہا۔ آج رات کا وقفہ ہے۔ کل وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے ہم نے جو کچھ کرنا ہے فوری کرنا ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں میڈم''...... کرابی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ فوری بات کرو اور کراؤ۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گی''...... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈیوڈ اور کرونر اندر داخل ہوئے۔

''میڈم۔ آپ یہاں بیٹھی ہی رہیں گی یا کچھ کرنا بھی ہے''۔ ڈیوڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... ہاسکی نے

بجائے برا منانے کے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں میڈم۔ جو کچھ اب تک معلوم ہو چکا ہے اس کے مطابق تارکی وفد جس کے ساتھ العباس آ رہا ہے ہوٹل گرینڈ میں رہے گا اور ہوٹل گرینڈ مکمل طور پر خالی کر کے مسلح فوجی کمانڈوز کے حوالے کر دیا گیا ہے اور ہم نے العباس کو ہلاک نہیں کرنا جو ہمارے لئے بے حد آسان کام ہوتا بلکہ اغوا کرنا ہے جو سب سے مشکل کام ہے اس لئے ہمیں ہوٹل گرینڈ سے اسے اغوا کرنے کا مشن مکمل کرنا ہے۔ ہمیں اس بارے میں سوچنا ہو گا''...... کرونر نے کہا۔

''ہوٹل گرینڈ کا نقشہ اور وہاں موجود حفاظتی انتظامات کی تفصیل ہمیں مل چکی ہے اور ہم نے اس پر بہت غور بھی کر لیا ہے لیکن اس ہوٹل کی بناوٹ ایسی ہے کہ وہاں داخل ہونا اور پھر کسی آدمی کو اغوا کر کے نکال لے جانا تقریباً کیا حتمی طور پر ناممکن ہے اس لئے ہم نے یہ آئیڈیا ڈراپ کر دیا ہے اور اس آئیڈیئے پر سوچا ہے کہ جب یہ راستے میں ہوں تو ان پر حملہ کیا جائے لیکن یہ آئیڈیا بھی ناممکن نظر آیا کیونکہ انتظامات ہی ایسے ہیں اور بلٹ پروف اور بم پروف کاروں کے اوپر جنگی ہیلی کاپٹرز۔ ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب ہمارے اندر مافوق الفطرت قوتیں تو نہیں ہیں''۔ ہاسکی نے کہا۔

"تو پھر اپنا مشن کیسے مکمل کریں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہمارا کام کوشش کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری کوشش جاری رہی تو کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا"...... ہاسکی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاسکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہاسکی بول رہی ہوں"...... ہاسکی نے کہا۔

"کراسی بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے کراسی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"کرنل سے بات ہو گئی ہے۔ وہ نصف گھنٹے میں میرے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ بھی آ جائیں تاکہ فائنل بات ہو سکے"۔ کراسی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ڈیوڈ اور کروزر کے ساتھ آ رہی ہوں"۔ ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو۔ تم دونوں بھی میرے ساتھ چلو۔ ہم نے کراس کلب پہنچنا ہے"...... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہاں کوئی خاص بات ہے"...... ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہاسکی نے کراسی سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"کراسی صحیح آدمی ہے۔ اگر وہ اتنا پراعتماد ہے تو پھر ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا"...... کروزر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی

کار خاصی تیز رفتاری سے کراس کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ کراس کلب کے سپیشل آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کراسی یا کوئی دوسرا آدمی وہاں موجود نہ تھا لیکن تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ کھلا اور کراسی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مقامی آدمی تھا جس کی ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ فطرتاً لالچی آدمی ہے۔

"یہ کرنل شفقت ہے ملٹری انٹیلی جنس کے آپریشنل چیف اور یہ میڈم ہاسکی اور یہ ان کے ماتحت ڈیوڈ اور کروزر ہیں۔ ان کا تعلق ایکریمیا کی سب سے خوشحال ریاست پورٹ لینڈ سے ہے"۔ کراسی نے کرنل اور ہاسکی اور اس کے ساتھیوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا اور ہاسکی نے واضح طور پر دیکھا کہ خوشحال ریاست کے الفاظ سنتے ہی کرنل شفقت کی آنکھوں میں لالچ کے چراغ سے جل اٹھے تھے۔

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... کرنل شفقت نے کہا۔

"العباس کے بارے میں حتمی معلومات"...... ہاسکی نے جواب دیا۔

"کس قسم کی معلومات"...... کرنل شفقت نے کہا۔

"ایسی معلومات جن سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ العباس کی حفاظت کے لئے ملٹری انٹیلی جنس نے حتمی اور خفیہ پلاننگ کیا کی ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"آپ العباس کے خلاف کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں"۔ کرنل شفقت نے کہا۔

"ہم کیا کارروائی کر سکتے ہیں۔ جہاں اس قدر زبردست حفاظتی انتظامات ہوں اور ہمیں کارروائی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم نے معلومات ایک تنظیم کو مہیا کرنی ہیں اور بس"...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کتنا معاوضہ دے سکتی ہیں"...... کرنل شفقت نے کہا۔

"آپ کھل کر بات کریں۔ کھل کر تاکہ معاملے کو فائنل ٹچ دیا جا سکے"...... ہاسکی نے کہا۔

"میں آپ کو ایسی معلومات مہیا کر سکتا ہوں کہ جس کا علم سوائے میرے، چیف کرنل شاہ اور ایک کیپٹن اور پانچ چھ ملٹری کمانڈوز کے اور کسی کو بھی نہیں ہے اور یہ معلومات آپ کی تنظیم کو بہت فائدہ دے سکتی ہیں"...... کرنل شفقت نے کہا۔

"آپ معاوضے کی بات کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ اتنا زیادہ معاوضہ طلب کریں جو ہم قبول نہ کر سکیں۔ مزید بات جلد از جلد ختم ہو سکے تو بہتر ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"میں پچاس لاکھ ڈالرز لوں گا۔ اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں"...... کرنل شفقت نے کہا۔

"معلومات حتمی ہوں گی"...... ہاسکی نے کہا۔

"ہاں۔ سو فیصد حتمی"...... کرنل شفقت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کراسبی۔ انہیں پچاس لاکھ ڈالرز کا اپنا چیک دے دیں تاکہ انہیں اعتبار آ سکے"...... ہاسکی نے کہا۔

"اوکے"...... کراسبی نے کہا اور پھر جیب سے چیک بک نکال کر اس نے اس کا ایک چیک علیحدہ کیا اور اس پر کرنل شفقت کا نام لکھ کر رقم اندراج کر کے اس پر دستخط کر دیئے اور پھر اس نے یہ چیک کرنل شفقت کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"...... کرنل شفقت نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیک کو دیکھ کر اس نے اسے تہہ کیا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"تو سنیں ایک ایسا راز جو آپ کو اربوں ڈالرز کے عوض بھی نہیں مل سکتا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شہباز شاہ نے ایک خفیہ پلان بنایا ہے کہ تارکی سے کل وفد کے ساتھ دو ہم شکل العباس آئیں گے۔ ایئر پورٹ کی عقبی طرف ایک احاطہ ہے۔ ویران احاطہ۔ وہاں مسلح ملٹری کمانڈوز تعینات ہوں گے۔ ان کا انچارج کیپٹن احسان ہو گا۔ وہاں کاریں اور جیپیں موجود ہوں گی۔ طیارہ جب وہاں سے گزرے گا تو عقبی طرف سے اصل العباس اتر جائے گا اور طیارے کی اوٹ کی وجہ سے کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ پھر وہاں جھاڑیوں میں کیپٹن احسان موجود ہو گا۔ وہ العباس کو ساتھ لے کر اس احاطے میں جائے گا اور پھر مسلح کمانڈوز کے پہرے میں وہ اصل العباس کو ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دے گا جبکہ نقلی العباس سب کے سامنے ایئر پورٹ پر وفد کے ساتھ ہو گا

اور ہوٹل گرینڈ پہنچ جائے گا اور اسے ہی سب لوگ اصلی سمجھیں گے جبکہ اصل العباس محفوظ ہو جائے گا''...... کرنل شفقت نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی آپ سچ بول رہے ہیں''...... ہاسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سو فیصد سچ۔ لیکن میرا نام سامنے نہیں آنا چاہئے''...... کرنل شفقت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں آئے گا۔ یہ ہماری گارنٹی ہے''...... اس بار کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کب ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ اس احاطے میں پہنچیں گے اور کب طیارہ ایئر پورٹ پر پہنچے گا''...... ہاسکی نے کہا۔

''طیارہ آٹھ بجے ایئر پورٹ پر پہنچے گا اور ہمارے آدمی کیپٹن احسان کی سرکردگی میں اس احاطے میں تین گھنٹے پہلے پہنچ جائیں گے''...... کرنل شفقت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کراسی تم میری بات سنو''...... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم''...... کراسی نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''چند منٹ رک جاؤ۔ ہم دو باتیں کر کے ابھی آ رہے ہیں۔ پھر تمہیں اجازت ہو گی''...... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو تمہارے کہنے پر مزید رک جاتا ہوں ورنہ میں جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ مزید کچھ نہیں بتا سکتا''...... کرنل شفقت

ندیم

نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ہاسکی، کراسی کے ساتھ عقبی کمرے میں چلی گئی۔ ہاسکی نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

''سنو کراسی۔ اگر یہ کرنل سچ کہہ رہا ہے تو ہمارے ہاتھ ایک شاندار چانس موجود ہے۔ ہم ان مسلح کمانڈوز کو ہلاک کر کے العباس کو لے اڑیں گے لیکن جب تک العباس یہاں موجود ہے اس کرنل شفقت کی لاش تک کسی کو نہیں ملنی چاہئے۔ کیا تم اسے کور کر سکتے ہو''...... ہاسکی نے آہستہ سے کہا۔

''یس میڈم۔ انتہائی آسانی سے''...... کراسی نے کہا۔

''سنو۔ اسے فوری طور پر ہلاک نہیں کرنا اور نہ ہی اسے یہاں رکھنا۔ اسے بے ہوش کر کے اپنے کسی پوائنٹ پر پہنچا دو تاکہ اگر ضرورت پڑے تو اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکیں اور جب ہم کامیاب ہو جائیں تو اسے ہلاک کر کے اس کی لاش کسی ویران علاقے میں پھینکوا دینا۔ سمجھ گئے ہو''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ اگر آپ کو میرے آدمیوں کی ضرورت ہو تو میں اس کا بھی بندوبست کر سکتا ہوں''...... کراسی نے کہا۔

''جو میں نے تم سے کہا ہے وہ کرو۔ میں ڈیوڈ اور کرونز کے ساتھ لمبا چکر کاٹ کر ایئر پورٹ کے عقبی علاقے سے رات کو پیدل وہاں پہنچوں گی تاکہ کوئی ہمیں چیک نہ کر سکے اور پھر جب کامیابی کے بعد میں تمہیں سپیشل کاشن دوں گی تو تم نے بندرگاہ پر موجود سپیڈ بوٹ گلیکسی کے کپتان ریمنڈ کو ریڈ الرٹ کر دینا ہے۔ سمجھ گئے

ہو''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم''...... کراسی نے جواب دیا تو ہاسکی نے دروازہ کھولا اور باہر آ کر اس نے ڈیوڈ اور کروزر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں اٹھ کر اس کے پیچھے دروازے کی طرف چل پڑے جبکہ کراسی سیدھا کرنل شفقت کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ہاسکی اور اس کے ساتھی کمرے سے باہر نکلتے کراسی نے بجلی کی سی تیزی سے کرنل شفقت کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کی بھرپور ضرب لگا دی اور کمرہ کرنل شفقت کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ہاسکی نے مڑے بغیر دروازہ کھولا اور باہر آ گئی۔ ڈیوڈ اور کروزر بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک ہی کار میں بیٹھے ایئر پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہاسکی نے سامنے ڈیش بورڈ سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر اس نے اپنے گھٹنوں پر بچھا لیا اور پھر اس نے نقشہ دیکھ کر کار ڈرائیو کرتے ہوئے ڈیوڈ کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ ہاسکی کی ہدایات کے مطابق ڈیوڈ کار چلاتا رہا۔ اب وہ ایک ویران سے علاقے میں پہنچ گئے تھے جہاں درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے علاوہ اور کوئی عمارت نہ تھی۔ دور دور تک بس جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ باقاعدہ سڑک بھی درختوں کے اس جھنڈ سے کافی پہلے بائیں طرف کو مڑ گئی تھی جہاں سے آگے وہ کسی اور شہر کی طرف جاتی تھی۔

''گاڑی اس جھنڈ میں چھپا کر کھڑی کر دو۔ آگے ہم نے پیدل

ندیم

جانا ہے اور ہاں۔ باکس میں سے مشین پسٹلز بھی نکال لو اور سائیلنسر بھی کیونکہ یہاں سائیلنسر ہی کام دے گا''...... ہاسکی نے ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ یہاں اتر جائیں میڈم۔ میں کار جھنڈ میں کھڑی کر کے مشین پسٹلز اور سائیلنسر لے آتا ہوں''...... ڈیوڈ نے کہا اور کار روک دی تو ہاسکی اور کروزر دونوں نیچے اتر گئے تو ڈیوڈ نے کار آگے بڑھا دی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار جھنڈ کے اندر پہنچ کر رک گئی۔

''یہ تو باہر سے نظر آئے گی۔ اس طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں''...... ہاسکی نے کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ کیوں نہ ہم خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے کار کے اوپر ڈال کر اسے کیموفلاج کر دیں''...... کروزر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا''...... ہاسکی نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جھنڈ سے باہر آتے ہوئے ڈیوڈ کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

''تم کروزر کے ساتھ مل کر خشک جھاڑیاں اٹھا کر کار کے اوپر ڈالو اور اسے کیموفلاج کر دو''...... ہاسکی نے ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ اچھا''...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر دونوں نے مل کر تھوڑی دیر بعد ادھر ادھر سے خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے کار کو واقعی اس طرح کیموفلاج کر دیا کہ اب جب تک کوئی کار تک پہنچ کر اسے چیک نہ

کرتا اسے کار نظر نہ آ سکتی تھی۔

"اوکے۔ اب مشین پسٹلز لے کر انہیں اپنی جیبوں میں ڈال لو اور سائیلنسر بھی"...... ہاسکی نے تھیلا کھول کر اس میں سے ایک مشین پسٹل اور ایک سائیلنسر نکال کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ یہ کارروائی ڈیوڈ اور کرونر نے بھی کی اور پھر اس تھیلے کو ایک بڑی جھاڑی کے پیچھے اس طرح ڈال دیا گیا کہ خصوصی طور پر دیکھے بغیر وہ عام حالات میں نظر نہ آ سکے۔

"میڈم۔ ابھی تو طیارہ آنے میں کافی دیر ہے۔ شاید چار پانچ گھنٹے۔ اتنا پہلے جا کر ہم کیا کریں گے"...... کرونر نے کہا۔

"ہم نے وہاں ملٹری انٹیلی جنس سے پہلے جا کر چھپنا ہے ورنہ یہاں فائرنگ اور لڑائی شروع ہو جائے گی اور پھر پوری فوج نے یہاں حملہ کر دینا ہے"...... ہاسکی نے کہا اور پھر وہ سب اپنا رخ موڑ کر ایئر پورٹ کے عقبی علاقے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑا سا آگے چلنے کے بعد انہیں کچھ دور ایک دیہاتی احاطہ سا نظر آنے لگ گیا۔ یہ اس پورے علاقے میں اکیلی عمارت تھی۔

"یہی وہ احاطہ ہے جہاں العباس کو ایئر پورٹ سے لایا جائے گا"...... ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ اور کرونر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ احاطے کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اس میں موجود دونوں کمروں میں بھوسے کے ڈھیر پڑے تھے۔ ایک طرف سیڑھی بھی موجود تھی۔ ہاسکی نے احاطے کو اچھی طرح چیک کیا اور پھر اس نے ایک کمرہ

منتخب کر لیا۔

"ہم نے یہاں بھوسے کے ڈھیر کے اندر اس طرح چھپنا ہے کہ اگر باہر سے کوئی اندر دیکھے تو ہمیں چیک نہ کر سکے"...... ہاسکی نے کہا۔

"یہ کیسے ہو گا میڈم۔ کیا یہ بھوسہ ہم تینوں کو چھپا لے گا لیکن پھر ہم سانس کیسے لیں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی مجھے یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ سانس لینے میں رکاوٹ ہو گی تو ہم زور سے سانس لیں گے پھر وہاں باریک باریک بھوسہ اڑتا ہوا نظر آئے گا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کمرے میں دروازے کی اوٹ میں اس طرح کھڑی ہو جاؤں گی کہ اندر آنے والے کو بھی نظر نہ آ سکوں اور تم دونوں نے یہاں نہیں چھپنا۔ تم دونوں واپس جاؤ اور کچھ فاصلے پر جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپ جاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ تم نے کسی طرح کی بھی کوئی مداخلت نہیں کرنی اور ہاں۔ سیڑھی یہاں موجود ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایک دو آدمی چھت پر بھی ہوں تو تم نے اس کی نظروں میں آنے سے بچنا ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"لیں میڈم۔ ہم سمجھتے ہیں لیکن آپ تو یہاں شدید خطرے میں رہیں گی۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ افراد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں کمروں کی مکمل تلاشی لیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ایک کا اندر رہنا ضروری ہے۔ میں سب سنبھال لوں

گی۔ تم دونوں جاؤ اور سنو۔ جب تک میں تمہیں آواز نہ دوں حتیٰ کہ فائرنگ یا سائیلنسر کی مخصوص آواز سن کر بھی تم نے ادھر نہیں آنا''...... ہاسکی نے کہا۔

''لیکن میڈم۔ آپ اکیلی ہوں گی اور یہ لوگ خاصی تعداد میں ہوں گے''...... کرونر نے کہا۔

''میں نے کہا ہے کہ بے فکر رہو۔ میں ان سب کو چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو سنبھال لوں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ ہم اپنی تعداد کی وجہ سے پھنس جائیں''...... ہاسکی نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ہاسکی کی بات پر ذہنی طور پر متفق نہیں ہیں لیکن چونکہ ہاسکی سیکشن انچارج تھی اس لئے وہ اس کی مخالفت نہ کر سکتے تھے۔

''تمہارے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم میری پوزیشن سے مطمئن نہیں ہو لیکن میں نے کرنل شفقت کی باتوں سے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کے مطابق اس بات کا علم سوائے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سمیت چند افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اس لئے انہیں یہاں کوئی خطرہ بھی محسوس نہیں ہو گا اس لئے وہ انتہائی سخت چیکنگ بھی نہیں کریں گے بلکہ انسانی فطرت کے مطابق وہ صرف سرسری چیکنگ کریں گے اور اس سرسری چیکنگ میں انہیں میں نظر نہیں آ سکتی''...... ہاسکی نے ان دونوں کے چہروں کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

ندیم

''لیکن میڈم۔ اگر آپ کا ان سے مقابلہ ہو گیا اور فائرنگ شروع ہو گئی تو پھر ہم کیسے باہر رکے رہیں گے۔ آپ کو ہماری ضرورت بھی تو ہو سکتی ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس صورت میں تمہیں میں ریڈ کاشن دے دوں گی اور سنو۔ بغیر میرے ریڈ کاشن کے تم نے مداخلت نہیں کرنی''...... ہاسکی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ دونوں نے اس بار قدرے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں احاطے سے باہر چلے گئے جبکہ ہاسکی نے احاطے کے پھاٹک، اس کے سامنے موجود وسیع صحن اور دیگر ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ذہن میں ایک منظر ابھارا کہ اگر العباس کو لے کر کیپٹن احسان یہاں آئے تو یہاں کی اس وقت کیا پوزیشن ہو سکتی ہے اور پھر کچھ دیر تک غور کرنے کے بعد اس نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گئی ہو۔ اس نے کونے والے کمرے کا انتخاب کیا اور اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کمرے میں بھوسے کا بہت بڑا ڈھیر پڑا تھا۔ دروازہ پہلے سے کھلا ہوا تھا اور آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہوا بھی تھا۔ اس نے اس دروازے کی اوٹ لے لی۔ اب اس کے سامنے بھوسے کا بڑا سا ڈھیر تھا اور دوسری سائیڈ پر دروازہ تھا اس لئے اب جب تک کوئی آدمی اس بھوسے کے ڈھیر کو ہٹا کر آگے نہ بڑھے اس وقت تک وہ ہاسکی کو نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے ہاسکی اب اپنے آپ کو زیادہ محفوظ

سمجھ سکتی تھی۔ کچھ دیر کھڑی رہنے کے بعد اسے خیال آیا کہ اسے بیٹھ جانا چاہئے کیونکہ ابھی کیپٹن احسان اور اس کے ساتھیوں کے آنے میں کافی وقت باقی تھا۔ اس کے بعد تین چار گھنٹوں کے بعد تارکی سے طیارہ العباس کو لے کر یہاں پہنچے گا۔ چنانچہ وہ اطمینان بھرے انداز میں نیچے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئی۔ البتہ اس کے کان کمرے سے باہر سے آنے والی آوازوں پر لگے ہوئے تھے اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے کانوں میں دور سے کسی کار کی آواز پڑ رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے نہ صرف اٹھ کر کھڑی ہو گئی بلکہ لاشعوری طور پر دروازے کے اندر مزید سمٹ سی گئی۔ پھر کار کے انجن کی غراہٹ اسے احاطے کے اندر محسوس ہوئی۔ اسی لمحے ہاسکی کو ایک اور بات کا علم ہوا کہ مزید سمٹ کر دروازے کی اوٹ میں وہ دیوار میں موجود ایک ایسے سوراخ تک پہنچ گئی ہے جس سے باہر آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ اس نے مڑ کر اس سوراخ سے آنکھیں لگا دیں اور پھر اس نے دو جیپوں کو اس احاطے میں داخل ہوتے دیکھا جبکہ ایک کار پہلے موجود تھی۔ پھر کار میں سے ایک مقامی آدمی باہر آیا۔ اس کے ساتھ ہی جیپوں میں سے سات افراد نیچے اترے اور پھر چند لمحوں بعد ہی ہاسکی سمجھ گئی کہ کار سے اترنے والا کیپٹن احسان ہے جبکہ باقی سات افراد ملٹری انٹیلی جنس کے کمانڈوز ہیں۔ پھر باقی افراد تو دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ کیپٹن احسان کا رخ اس

ندیم

کمرے کی طرف تھا جہاں ہاسکی چھپی ہوئی تھی۔

اب چونکہ اس کے لئے مزید سمٹنا ممکن نہ تھا اس لئے اس نے سانس روک لیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن احسان اندر داخل ہوا۔ اس نے چند لمحوں تک غور سے بھوسے کے بڑے سے ڈھیر کو دیکھا اور پھر سرسری انداز میں جائزہ لیتا ہوا واپس مڑ گیا تو ہاسکی نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر اس سوراخ پر جم گئیں۔ تھوڑی دیر بعد سب وہاں اکٹھے ہو گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی باتیں وہ نہ سن سکتی تھی البتہ انہیں دیکھ تو سکتی تھی۔ پھر کیپٹن احسان چونک پڑا اور اس نے جیب سے ایک سیل فون نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

”ہوشیار رہو۔ طیارہ اترنے والا ہے۔ میں ہائی ٹارگٹ کو لے کر یہاں آؤں گا اور پھر ہم نے فوری یہاں سے روانہ ہونا ہے لیکن کوئی فائرنگ نہیں ہونی چاہئے ورنہ یہ انتہائی خفیہ پلاننگ ناکام ہو جائے گی“..... کیپٹن نے اونچی آواز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اس لئے اس کی ہلکی سی آواز ہاسکی کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ پھر چند لمحوں بعد کیپٹن تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا احاطے سے باہر چلا گیا۔ پھر ہاسکی کو تقریباً نصف گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اس نے اس دوران جیب سے مشین پسٹل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ اس پر سائیلنسر بھی فٹ کر لیا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہاں فائرنگ ان کے لئے بھی

نقصان وہ ثابت ہو سکتی ہے۔ نصف گھنٹے بعد کیپٹن ایک اور آدمی کے ساتھ واپس آیا۔ وہ آدمی سر سے گنجا تھا اور اس نے لائٹ گرین کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اسی لمحے چھت سے قدموں کی تیز دھمک سنائی دینے لگی تو وہ سمجھ گئی کہ چھت پر موجود افراد نیچے آ رہے ہیں۔ وہ بھوسے کے ڈھیر کو ہٹاتی ہوئی باہر آ گئی اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر ہو کر تھوڑا سا سر آگے بڑھا کر دیکھا تو لائٹ گرین سوٹ والے کو کار کی عقبی سیٹ پر بٹھایا جا رہا تھا اور چھت پر موجود افراد اسی لمحے اپنے ساتھیوں سے آ ملے تھے۔ یہ ہاسکی کے لئے بہترین موقع تھا۔ اس نے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن اور اس کے ساتھی چیختے ہوئے اچھل اچھل کر نیچے گرتے چلے گئے۔ ہاسکی نے ایک طرح سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

وہ دراصل انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دینا چاہتی تھی اور پھر اسے اپنے نشانے پر بھی مکمل اعتماد تھا اور وہی ہوا۔ جو بھی نیچے گرا وہ چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہوتا چلا گیا۔ آخری آدمی کے نیچے گرتے ہی ہاسکی اچھل کر کمرے سے باہر آئی تو اسی لمحے لائٹ گرین سوٹ والا آدمی کار کے دروازے سے نکل رہا تھا۔ اس کا قد لمبا تھا اس لئے اسے کار کے دروازے سے باہر آنے میں قدرے مشکل پیش آ رہی تھی اور اس کی یہی مشکل ہاسکی کے کام آ گئی۔

ہاسکی نے مشین پسٹل کو نال سے پکڑ کر اس کا دستہ بھرپور انداز

میں اس گنجے آدمی کے سر پر مار دیا تو وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ہاسکی نے اسے واپس اندر دھکیلا اور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس نے چابی گھمائی تو انجن سٹارٹ ہو گیا۔ ہاسکی نے ایک بار مڑ کر عقبی سیٹ کی طرف دیکھا۔ لائٹ گرین سوٹ والا جو حقیقتاً متاع کا سربراہ العباس تھا دونوں سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہاسکی نے ایک جھٹکے سے کار احاطے سے باہر نکالی اور تیزی سے اسے اس طرف کو لے گئی جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس نے کچھ آگے جا کر گاڑی روکی اور تیزی سے باہر آ کر اس نے ہاتھ ہلائے تو ڈیوڈ اور کرونر جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر کار کی طرف دوڑے۔

''بیٹھو۔ جلدی کرو''...... ہاسکی نے قدرے چیخ کر کہا تو ڈیوڈ سائیڈ سیٹ پر جبکہ کرونر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہاسکی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ درختوں کے اس جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

''جلدی کرو۔ کار باہر لے آؤ۔ جلدی''...... ہاسکی نے کار روکتے ہی چیخ کر کہا تو ڈیوڈ اور کرونر دونوں تیزی سے کار سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی اپنی کار باہر آ گئی۔

''العباس کو اپنی کار میں منتقل کرو۔ اس دوران میں اس کار کو

جھنڈ میں کھڑی کر آتی ہوں''...... ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ اور کروزر دونوں نے عقبی سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے العباس کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اپنی کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان لٹا کر اس پر چادر ڈال دی جبکہ اس دوران ہاسکی نے کار لے جا کر جھنڈ میں روکی اور پھر دوڑتی ہوئی جھنڈ سے باہر آ گئی۔ اس بار ڈیوڈ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ہاسکی سائیڈ سیٹ پر اور کروزر عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

''اب چلو سیدھے بندرگاہ پر۔ جہاں ریمنڈ سپیڈ بوٹ لئے موجود ہو گا۔ زیادہ سپیڈ سے نہ چلنا کہ پولیس پیچھے لگ جائے۔ میں اسے فون کر رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی جبکہ ہاسکی نے جیب سے سیل فون نکالا۔ اس نے اسے آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے میں مصروف ہو گئی۔

ندیم

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان چونکہ مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ اس نے چند بار تو گھنٹی کو نظرانداز کیا لیکن جب گھنٹی مسلسل بجتی رہی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میں سرسلطان کا پی اے بول رہا ہوں جناب۔ سرسلطان صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سرسلطان تو اسے ڈائریکٹ فون کرتے تھے اور جب کوئی سرکاری

مسئلہ ہوتا یا کوئی سیریس بات ہوتی تو وہ پی اے کے ذریعے ہی فون کرتے تھے۔

''ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ غضب ہو گیا۔ متارع کے سربراہ العباس کو پاکیشیا سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں اس وقت ہنگامی میٹنگ میں تھا۔ تم نے اپنے آدمی تو لگائے تھے اس کی حفاظت کے لئے۔ پھر یہ کیسے ہو گیا۔ بہت ظلم ہوا۔ پاکیشیا نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دی تھی۔ اب کیا ہو گا۔ پاکیشیا کو بے حد نقصان پہنچے گا''...... سرسلطان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اور بے ربط انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ سرسلطان کی اس وقت ذہنی اور قلبی کیفیت کیا ہو گی۔

''مجھے تو تفصیل کا علم نہیں ہے۔ آپ تفصیل بتائیں اور حوصلہ رکھیں۔ اگر انہیں اغوا کیا جا سکتا ہے تو انہیں برآمد بھی کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے انہیں تسلی دینے کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو جواب میں سرسلطان نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کی پلاننگ سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ ان کی سفارش پر اس پلان پر عمل کیا گیا تھا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ پلان بے حد شاندار تھا۔

''پھر ہوا کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن احسان اپنے ساتھیوں سمیت ایئر پورٹ کے عقبی حصے میں ایک احاطے میں موجود تھا۔ وہ اکیلا جا کر

ندیم

العباس کو طیارے سے لے آیا۔ ہم مطمئن تھے کہ سپیشل پولیس کے کسی صفدر نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو بتایا کہ احاطے میں دو جیپیں موجود ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن احسان اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں جس پر کرنل شاہ بذات خود وہاں پہنچا تو العباس غائب تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کی کار قریب ہی درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر کھڑی تھی اور بس۔ نجانے کون لوگ انہیں اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اب وہ کہاں ہیں جبکہ ہوٹل گرینڈ میں نقلی العباس صحیح سلامت موجود ہے اور اصل کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس نے دارالحکومت سے باہر نکلنے کے تمام راستوں پر چیکنگ کر رکھی ہے لیکن اب مجھے ان پر اعتماد نہیں رہا۔ جو لوگ اس انداز میں انہیں اغوا کر سکتے ہیں وہ انہیں پاکیشیا سے باہر بھی نکال لے جائیں گے اس لئے اب اللہ تعالیٰ کے بعد صرف تم پر بھروسہ ہے کہ تم خود حرکت میں آؤ تو پاکیشیا بے عزت ہونے سے بچ جائے گا''...... سرسلطان نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں سرسلطان۔ ہمیں پاکیشیا کی عزت کا بخوبی احساس ہے اور میں العباس صاحب کو تحت الثریٰ سے بھی باہر لے آؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ اب میں حکومت تارکی اور صدر صاحب کو بھی تسلی دے دوں گا''...... اس بار

سرسلطان نے پہلی بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے گا''۔ عمران نے کہا۔

''ان شاء اللہ۔ اچھا اللہ حافظ''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے سب سے پہلے زیرو زیرو پریس کر دیا تاکہ فون اور کال دونوں محفوظ رہیں۔ پھر اس نے صفدر کا نمبر پریس کر دیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

''یس۔ صفدر بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بندہ ان فلیٹ قبضہ خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے عمران صاحب۔ آپ کا نام میرے سیل فون کی سکرین پر ڈسپلے ہو رہا ہے۔ فرمائیے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فرمائش بعد میں کیونکہ اس مہنگائی کے دور میں چاہے چنے کی دال کی ہی فرمائش کرو تو لوگ بھاگ جاتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ تم میری بات سننے سے پہلے بھاگ جاؤ اس لئے یہ بتاؤ کہ سپیشل

ندیم

پولیس کے صفدر تم ہی ہو یا کوئی اور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو العباس صاحب کے بارے میں واردات کی اطلاع آپ تک پہنچ گئی ہے۔ میں اور کیپٹن شکیل اس کی حفاظت کی ڈیوٹی پر تھے۔ چیف نے ہمیں یہ ڈیوٹی سونپی تھی لیکن العباس صاحب کو بڑے ماہرانہ انداز میں اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں چیف کو رپورٹ دینے والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی''...... صفدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شکر کرو تم نے چیف کو رپورٹ نہیں دی ورنہ چیف تمہیں چوک پر الٹا لٹکا دیتا۔ پاکیشیا کی عزت پر آنچ آ رہی ہے اور تم ناکامی کی رپورٹیں دے رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں تو اس بارے میں معلوم ہی نہ تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس نے درپردہ یہ پلاننگ کی ہوئی ہے۔ ہمیں تو طیارہ آنے کے بعد ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن احمد رضا نے بتایا کہ طیارے میں دو العباس آ رہے ہیں۔ ایک اصلی اور دوسرا نقلی۔ نقلی کو ایئر پورٹ کے عقب میں جب طیارہ مڑے گا تو وہاں اتار دیا جائے گا جہاں ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن احسان موجود ہو گا۔ وہ اسے ساتھ لے کر قریبی احاطے تک جائے گا تاکہ اگر وہاں دشمن چھپے ہوئے ہوں تو وہ سامنے آ جائیں گے جبکہ اصل العباس ہوٹل گرینڈ چلا جائے گا۔ اس نے بتایا کہ اس خفیہ پلاننگ کے بارے میں

ندیم

اسے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شفقت نے بتایا ہے۔ مجھے اس پر یقین نہ آیا کیونکہ طیارہ اترنے کے بعد رکا نہیں تھا اور ٹیکسی کرتا ہوا چلتا رہا تھا۔ پھر ٹرمینل کی چھت پر بھی کمانڈوز موجود تھے۔ وہ تو اس کارروائی کو چیک کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود جب طیارہ رکا اور سب لوگ اتر کر چلے گئے تو ہم نے احتیاطاً عقبی طرف کا جائزہ لیا اور پھر وہاں احاطے میں دو جیپیں اور آٹھ افراد کی لاشیں ملیں تو مجھے یقین آیا کہ کیپٹن احمد رضا نے درست کہا ہے۔ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ کو سیل فون کے ذریعے اطلاع دی۔ اس کے بعد ہم نے ادھر ادھر پوچھ گچھ کی تو ہمیں ایک کار کے بارے میں معلومات مل گئیں۔ اب میں اور کیپٹن شکیل اس کار کے مالک کو تلاش کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ کار کا رجسٹریشن نمبر جعلی تھا اس لئے ہم ناکام رہے۔ اب میں چیف کو رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ آپ کو کس نے اس بارے میں بتایا ہے''...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے سر سلطان نے بتایا ہے اور پاکیشیا کی بے عزتی پر رونے کے قریب ہو رہے تھے۔ میں نے انہیں تسلی دی ہے۔ میں خود چیف سے بات کرتا ہوں۔ ہمیں بہرحال العباس صاحب کو برآمد کرانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں پہلے رپورٹ دے دوں۔ پھر آپ انہیں کال کریں''۔ صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن وہ کار کا رجسٹریشن نمبر کیا ہے۔ جسے تم جعلی قرار دے رہے ہو۔ میں ٹائیگر کے ذمے لگاتا ہوں۔ وہ کار کو ڈھونڈ نکالے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے کار کا نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی کار کا میک اور ماڈل کے بارے میں بھی بتا دیا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے سیل فون کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود اور بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''ارے اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ تم نے خود ہی فون کر لیا اور میری کال بچ گئی۔ بے چارہ سلیمان ہر ماہ ٹیلی فون کا بل ادا کرتے ہوئے اپنا سر پیٹتا رہتا ہے اور مجھے تلقین کرتا رہتا ہے کہ میں خود کال نہ کیا کروں صرف سنا کروں۔ میں اب تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی۔ اب چاہے جتنی لمبی بات کرو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کا انداز اور لہجہ بتا رہا ہے کہ آپ فلیٹ میں اکیلے ہیں''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

ندیم

''سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے ورنہ میں جب اسے بتاتا کہ میں کال کر رہا ہوں تو اس کا منہ دیکھنے والا ہوتا۔ اب اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا۔ اب میں اکیلا تو رونے کا منہ بناؤں گا۔ بہرحال بتاؤ کہ صفدر نے کیا رپورٹ دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''صفدر نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے بھی اس سے فون پر بات کی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق تو معاملات بے حد سیریس ہیں۔ سرسلطان نے اس بارے میں فون کر کے بتایا ہے کہ آپ ان سے معلوم کریں کہ کیا اصل العباس کو کیپٹن احسان کے حوالے کیا گیا تھا یا نقلی العباس کو کیونکہ کیپٹن احمد رضا نے انہیں بتایا تھا کہ نقلی العباس ملٹری ہیڈکوارٹر میں رہے گا اور اسے ہی ہر جگہ سامنے لایا جائے گا جبکہ اصل العباس ہوٹل میں رہے گا۔ اب ہوٹل میں العباس موجود تو ہے لیکن کوئی نہیں بتا رہا کہ وہ اصل ہے یا نقل''...... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہی اصل تھا جو اغوا ہوا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس سے خفیہ پلاننگ لیک ہوگئی اور اسے اغوا کر لیا گیا۔ ہم نے اب فوری طور پر سب کام چھوڑ کر یہ معلوم کرنا ہے کہ العباس کو کس نے اغوا کیا ہے اور کہاں پہنچایا گیا ہے۔ تب ہی ان کی برآمدگی کے بارے میں کام کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کار کا جو نمبر صفدر کو معلوم ہے وہ جعلی نکلا ہے۔ ان کا راستہ تو بند ہوگیا ہے۔ آپ ٹائیگر سے کہیں کہ وہ معلومات حاصل کرے کہ

اغوا کنندگان کو جو یقیناً یہودی ہوں گے۔ یہ سہولت کوئی یہودی ہی مہیا کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہاں ملک میں ٹائیگر زیادہ موثر انداز میں کام کر سکتا ہے۔ میں اسے ابھی اس کام پر لگا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کہاں موجود ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''ملٹی کلب میں باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ تمہارے ذمے انتہائی ایمرجنسی کام لگانا ہے''...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا ہے۔

''چائے لے آؤں صاحب''...... سلیمان نے دروازے کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

''ہاں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو سلیمان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی بھاپ اڑاتی ہوئی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''کیا کوئی ایمرجنسی ہوگئی ہے صاحب''...... سلیمان نے پیالی

عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ تم نجومی ہو۔ رملی ہو یا کیا ہو۔ ابھی آئے اور ابھی تمہیں ایمرجنسی کا بھی پتہ چل گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہ میں نجومی ہوں اور نہ ہی رملی۔ آپ سائنس کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ آپ کے چہرے پر لکھی ہوئی تحریر میں پڑھ لیتا ہوں۔ آپ کے چہرے پر لکھا ہوا واضح نظر آ رہا ہے کہ کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اب میرے چہرے پر تحریر لکھی ہوتی ہے۔ کمال ہے۔ ویسے واقعی ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے العباس کے اغوا کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو پورے ملک کی بے عزتی ہو گئی۔ بہت برا ہوا ہے"...... سلیمان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابھی وہ دروازے تک پہنچا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ہوگا۔ جاؤ دروازہ کھولو"...... عمران نے کہا تو سلیمان کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر سٹنگ روم میں داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ٹائیگر۔ تمہیں العباس کے بارے میں معلوم ہے۔ متاع کا

سربراہ"...... عمران نے کہا۔

"اخبارات میں جو کچھ شائع ہوا ہے بس اتنا مجھے معلوم ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے العباس کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ العباس کو کس طرح اغوا کر لیا گیا ہے اور اب انہیں برآمد کرنا پاکیشیا کی ذمہ داری ہے۔

"باس۔ یہ اغوا یقیناً یہودیوں نے کیا ہو گا اور وہ ان سے معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ان کی واپسی کا کیا فائدہ۔ متاع کو تو ان معلومات کی بناء پر ختم کر دیا جائے گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"قدرت اپنے انداز میں کام کرتی ہے۔ العباس صاحب کی یادداشت ختم ہو چکی ہے۔ صرف چند روز کی تازہ یادداشت کام کرتی ہے۔ میں نے اس پر ایک ماہر سے بات کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بہت ہی ایڈوانس علاج کیا جائے تب بھی ایک ماہ سے دو ماہ لگ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی یادداشت بحال ہو سکتی ہے۔ بہرحال ہمارے پاس ایک ماہ کا وقت تو موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کارروائی کس گروپ نے کی ہے۔ پھر بات آگے بڑھے گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کا حتمی سراغ لگاؤ۔ ہمارے

پاس وقت بے حد کم ہے اور ہاں۔ صفدر نے وہاں سے ایک کار کا نمبر معلوم کیا تھا لیکن یہ نمبر جعلی ثابت ہوا ہے۔ وہ نمبر میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور کار کا میک اور ماڈل بھی۔ اگر اس کار کے بارے میں معلومات مل سکیں تو فوری طور پر آگے بڑھا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر اور باقی تفصیلات بتا دیں۔

"یس باس۔ میں اس پر فوری کام شروع کر دیتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سنو۔ وقت ضائع مت کرنا۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھتا ہوں باس"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اجازت لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہاسکی چونکہ اب زیرو شخصیت قرار دی جا چکی تھی اس لئے اب چیف سے ملنے کے لئے اسے مختلف جگہوں پر جانے سے نجات مل گئی تھی اور وہ کار میں سوار اس علاقے میں پہنچ گئی جہاں چیف موجود تھا۔ اس نے کار سائیڈ پر پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت کی ایک سائیڈ پر بڑھتی چلی گئی۔ عمارت کے کونے میں موجود ایک دروازے کے سامنے رک کر اس نے اس انداز میں اپنے چہرے کو ایڈجسٹ کیا جیسے تصویر کھنچوانے کے لئے وہ کوئی خصوصی پوز بنا رہی ہو۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تو ہاسکی اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ ہاسکی کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ ہاسکی راہداری میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے

پر ہوا۔ ہاسکی نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس۔ کم ان"...... اس کے کان میں آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور ہاسکی اندر داخل ہوئی تو پی کاک کا چیف کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہاسکی کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہارے استقبال کے لئے اٹھا ہوں ہاسکی"...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں چیف"...... ہاسکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم نے کارنامہ ہی ایسا سرانجام دیا ہے کہ مجھے فخر ہے کہ تم پی کاک کی ایجنٹ ہو اور سنو۔ اب میں نے تمہیں سپر ایجنٹ بنا دیا ہے۔ اب تمہارا پورا گروپ سپر سیکشن کہلائے گا"...... چیف نے کہا تو ہاسکی کے چہرے پر بے اختیار مسرت کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔

"تھینکس چیف۔ آپ واقعی قدرشناس ہیں"...... ہاسکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ اس کا خواب تھا جو آج پورا ہو گیا تھا۔

"تمہاری رپورٹ میں نے پڑھ لی ہے اور کراسبی سے بھی رپورٹ مل گئی ہے۔ تم اور کراسبی دونوں نے اس بار واقعی کام کیا ہے اور مواقع سے فائدہ اٹھایا ہے ورنہ جو وہاں انداز اختیار کیا

ندیم

گیا تھا مجھے یہ مشن کامیاب ہوتا نظر نہ آ رہا تھا لیکن تم نے جس طرح وہاں پہنچ کر کام کیا ہے اور مواقع سے فائدہ اٹھایا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اس لئے میں نے تمہیں سپر سیکشن کی انچارج بنا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی تم اسی انداز میں کام کرتی رہو گی"...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سے بھی زیادہ چیف۔ آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا"...... ہاسکی نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا تھا کہ تمہیں یہ خوشخبری سنا دوں"...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ العباس بخیریت پہنچ گیا ہے نا۔ میں تو اسے سپیڈ بوٹ پر لے جاتے ہوئے بڑی پریشان ہو رہی تھی کہ کہیں ہماری ساری محنت ضائع نہ ہو جائے"...... ہاسکی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ سب کام اوکے ہو گیا ہے۔ سپیڈ بوٹ گلیکسی نے اسے بین الاقوامی سمندر میں موجود ایک جہاز پر پہنچا دیا جو اسے لے کر آگے بڑھ گیا اور پھر مخصوص جگہ پر ہماری آبدوز موجود تھی۔ العباس کو اس آبدوز میں شفٹ کر دیا گیا اور پھر اسے وہاں پہنچا دیا گیا جہاں اسے لے جانا تھا"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ اسے کہاں رکھا گیا ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"ہاں۔ اب چونکہ تم سپر ایجنٹ بن چکی ہو اس لئے اب تم سے کچھ نہیں چھپایا جانا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ مجھے خدشہ ہے کہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید العباس کو برآمد کرنے کے لئے کام کرے تو اس کے مقابلے پر بھی تمہیں ہی جانا ہوگا کیونکہ تم سے بہتر ایجنٹ پی کاک کے پاس نہیں ہے''...... چیف نے کہا۔

''اوہ۔ کیا اس سلسلے میں آپ کو کوئی رپورٹ ملی ہے''...... ہاسکی نے چونک کر کہا۔

''کرابی نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ٹائیگر پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں ان لوگوں کو ٹریس کرتا پھر رہا ہے جو یہودیوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ عمران لازماً العباس کے پیچھے آئے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس نے جتنا نقصان یہودیوں کو پہنچایا ہے اسے بیان نہیں کیا جا سکتا''...... چیف نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

''تو پھر اسے ہلاک کیوں نہیں کر دیا گیا''...... ہاسکی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لاکھوں نہیں تو ہزاروں بار اس پر خوفناک حملے کئے گئے لیکن وہ ہر بار بچ گیا۔ خوش قسمتی اس کا ساتھ دیتی ہے''...... چیف نے کہا تو ہاسکی حیرت سے چیف کو دیکھنے لگی کیونکہ چیف نے اس انداز میں کبھی کسی کی تعریف نہ کی تھی۔

''آپ مجھے اجازت دیں۔ میں پاکیشیا جا کر اس کا خاتمہ کر دیتی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ کیسے بچتا ہے''...... ہاسکی نے

بڑے چیلنج بھرے لہجے میں کہا تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں پاکیشیا جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود تمہارے پاس پہنچ جائے گا''...... چیف نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے پتہ چل جائے گا کہ یہ اغوا کی کارروائی ہاسکی نے کی ہے اور وہ یہاں میرے پیچھے پہنچ جائے گا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''اسے معلوم بھی ہو جائے تو وہ تمہارے پیچھے نہیں آئے گا۔ یہ بات ذہن سے نکال دو''...... چیف نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے معلوم ہو جائے اور وہ پھر بھی نہ آئے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ہاسکی کے لہجے میں ایک بار پھر حیرت نمایاں ہو رہی تھی۔

''اس لئے کہ اس کا ٹارگٹ تم نہیں بلکہ العباس کی واپسی ہے اور یہ اس کی فطرت ہے کہ وہ صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف ہی بڑھتا ہے۔ ادھر ادھر کی سوچتا تک نہیں''...... چیف نے کہا۔

''آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وہ میرے پیچھے یہاں آئے گا''...... ہاسکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے کہا تھا کہ وہ خود ہی تم تک پہنچ جائے گا اور وہ اس لئے کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے سیکشن کو اس جزیرے کی سیکورٹی سونپ دوں جہاں العباس

کو رکھا گیا ہے"...... چیف نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

"چیف۔ جب کسی کو علم ہی نہیں ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے تو کوئی اس تک کیسے پہنچ سکے گا۔ پھر شاید چند دنوں کی بات ہے۔ چند دنوں میں اس سے تمام معلومات حاصل کر لی جائیں گی اور اس کے بعد یقیناً اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر اس کی سیکورٹی کے بارے میں آپ کیوں سوچ رہے ہیں"...... ہاسکی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو زیادہ اچھی طرح نہیں جانتی اس لئے ایسی بات کر رہی ہو۔ جن باتوں کو ان لوگوں سے جتنا زیادہ چھپایا جائے اتنی ہی جلدی وہ اسے معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ ان کا ریکارڈ ہے اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس مقام کا کھوج نہ لگا سکیں جہاں العباس کو پہنچایا گیا ہے اور وہاں سے جو رپورٹ مجھے ملی ہے اس کے مطابق یہ چند دنوں کی بات نہیں ہے بلکہ اس پر کم از کم دو ماہ لگیں گے"...... چیف نے کہا۔

"دو ماہ۔ اوہ۔ پھر تو یہ کافی وقت ہے، لیکن چیف۔ انہیں تو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ العباس کو کس گروپ نے اغوا کیا ہے اور کس انداز میں اسے پاکیشیا سے نکالا گیا ہے تو وہ کیسے اس کے پیچھے آ سکیں گے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے پیچھے آئیں گے لیکن ہمیں خود معلوم نہیں ہے کہ العباس کہاں ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"ان سب باتوں کو چھوڑو۔ جو کچھ ہم سوچتے ہیں وہ مجموعی سوچ

کا عکس ہوتا ہے۔ اب میں تمہیں بتا دوں کہ العباس کو اسپان کی مشہور بندرگاہ نارکا سے تقریباً سو کلومیٹر دور بحیرہ روم کے اندر واقع مشہور جزیرے ملاگا میں رکھا گیا ہے۔ ملاگا میں بین الاقوامی سطح کا ایک ہسپتال ہے جس کو ملاگا انٹرنیشنل ہسپتال کہا جاتا ہے کیونکہ موسم کے لحاظ سے یہ جزیرہ بے حد شاندار روایات کا حامل ہے۔ یہاں پورا سال بہار رہتی ہے اور ہلکی ہلکی بارش اکثر ہوتی رہتی ہے۔ پورا جزیرہ پھولوں سے ہر وقت لدا رہتا ہے۔ یہاں پوری دنیا کے سیاح ہر موسم میں کثیر تعداد میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس ہسپتال کا ایک خفیہ ونگ بھی ہے جسے سپیشل ونگ کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں سوائے چند مخصوص افراد کے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ العباس کو اس سپیشل ونگ میں رکھا گیا ہے۔ ویسے ہسپتال کے گرد بھی سیکورٹی کا انتہائی سخت نظام ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سیکشن کے ساتھ وہاں جاؤ اور اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو تم انہیں ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دو"...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ مجھے خود بھی جزیرہ ملاگا جانے کا بے حد شوق ہے۔ میں نے وہاں کے بارے میں بے حد تعریفیں سن رکھی ہیں۔ وہاں سارا سال رومانٹک فضا رہتی ہے"...... ہاسکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں تمہارے آرڈر کر دیتا ہوں۔ تم مجھ سے رابطہ

ندیم

رکھنا۔ میں تمہیں ساتھ ساتھ آگاہ کرتا رہوں گا"...... چیف نے کہا تو ہاسکی سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے چہرے پر مسرت تھی اور یہ مسرت شاید اس لئے تھی کہ اسے سرکاری خرچ پر کم از کم دو تین ماہ کے لئے ملاگا جیسے مہنگے اور انتہائی خوبصورت جزیرے پر رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔ ویسے اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لے انہیں کسی صورت بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ العباس کو کہاں پہنچایا گیا ہے اس لئے اس کے ذہن میں صرف تفریح ہی چھائی ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے کار تھانہ سرکلر روڈ کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر ایک سائیڈ پر موجود دو کاروں کے ساتھ اس نے کار روک دی اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس پر وزیٹنگ روم کے پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ وزیٹنگ روم خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہاں دو باوردی پولیس والے ٹانگیں صوفوں پر رکھے بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ سیدھے ہو گئے۔

"جی فرمایئے"...... ان میں سے ایک نے بیٹھے بیٹھے ایسے لہجے میں کہا جیسے لٹھ مار رہا ہو۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔ ایس ایچ او صاحب مجھے جانتے ہیں"...... ٹائیگر نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے اور دونوں نے ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں سیلوٹ کر دیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سپیشل پولیس خفیہ پولیس کو

کہا جاتا ہے اور اس میں آفیسرز کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے ٹائیگر کا لہجہ سن کر انہوں نے اسے سپیشل پولیس کا بڑا افسر ہی سمجھا تھا۔

"اوکے۔ اب جا کر ایس ایچ او سے کہو کہ سپیشل پولیس کا سرکٹ آفیسر رضوان آیا ہے"...... ٹائیگر نے ان کے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... دونوں نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دونوں ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے جانے کے بعد ٹائیگر نے جیب سے پرس نکالا اور اس کے ایک خانے میں موجود سپیشل پولیس کا خصوصی کارڈ نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور پرس کو دوبارہ اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ یہ کارڈ عمران نے اسے خصوصی طور پر بنوا کر دیا ہوا تھا تاکہ کسی ناگزیر حالات میں وہ اسے استعمال کر سکے۔

"آئیے سر"...... چند لمحوں بعد ایک سپاہی نے واپس آ کر کہا اور ٹائیگر اس سپاہی کی رہنمائی میں عمارت کے انتہائی مغربی کونے میں بنے ہوئے ایس ایچ او آفس میں داخل ہوا تو ادھیڑ عمر اور چہرے سے ہی شاطر نظر آنے والا ایس ایچ او اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا نام قاسم ہے جناب اور میں تھانہ سرکلر روڈ کا ایس ایچ او ہوں"...... ایس ایچ او نے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ندیم

"رضوان احمد سرکٹ آفیسر سپیشل پولیس"...... ٹائیگر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ کارڈ نکال کر قاسم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ایس ایچ او قاسم نے چند لمحے غور سے کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر یکلخت باقاعدہ سیلوٹ کر دیا۔

"سوری سر۔ آپ سے میں پہلے واقف نہ تھا اس لئے سیلوٹ نہ کر سکا تھا"...... قاسم نے سلوٹ مار کر کہا۔

"ہم دانستہ کسی کے واقف نہیں بنتے۔ تشریف رکھیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اس نے واپس لے کر جیب میں رکھ لیا۔

"یس سر۔ پہلے بتائیں سر آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... قاسم نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں ڈیوٹی پر ہوں۔ میں نے اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شفقت کی لاش آپ کے تھانے کی حدود سے ملی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ہم تو انہیں جانتے نہیں تھے لیکن ان کی جیب سے ملٹری انٹیلی جنس کا سرکاری کارڈ ملا تو ہم نے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی جس پر ملٹری انٹیلی جنس کے لوگوں نے آ کر انہیں شناخت کیا اور پھر پوسٹ مارٹم کے بعد لاش بھی ان کے حوالے کر دی گئی"۔ قاسم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں کس طرح ہلاک کیا گیا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''انہیں سینے میں دو گولیاں ماری گئی تھیں اور وہ بھی قریب سے جس کی وجہ سے وہ فوری ہلاک ہو گئے''...... قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ پتہ چلا کہ یہ واردات کس نے کی ہے۔ قاتلوں کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''سوری سر۔ ان کی ہلاکت کے بارے میں تفتیش کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہیں آئی۔ ویسے بھی ان کو یہاں ہمارے علاقے کی حدود میں قتل نہیں کیا گیا۔ پوسٹ مارٹم کے مطابق ان کی ہلاکت آٹھ گھنٹے پہلے ہو چکی تھی۔ یہاں تو صرف ویران علاقے میں ان کی لاش پھینک دی گئی تھی''...... ایس ایچ او قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی جیبوں سے کیا سامان ملا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''جی۔ وہ موجود ہے۔ ابھی سرکاری طور پر اسے ملٹری انٹیلی جنس نے وصول نہیں کیا''...... ایس ایچ او قاسم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی سائیڈ پر موجود بٹن پریس کیا تو ایک سپاہی نے اندر داخل ہو کر سیلوٹ کیا۔

''کرنل شفقت کا سامان لے آؤ لیکن صرف وہ سامان جو ان کی جیبوں سے نکلا ہے''...... قاسم نے اس سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... سپاہی نے کہا اور واپس چلا گیا۔

''کیا اور سامان بھی موجود ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ان کا موت کے وقت پہنا ہوا لباس اور جوتے وغیرہ''...... قاسم نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہی سپاہی ایک شاپر اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے شاپر قاسم کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس نے شاپر پر موجود سیل کھولی اور پھر شاپر کو میز پر پلٹ دیا۔ عام سی چیزوں کے ساتھ ایک پرس بھی تھا۔ ٹائیگر نے پرس اٹھایا اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا۔ پرس میں تھوڑی سی رقم اور چند وزیٹنگ کارڈ موجود تھے۔ اچانک ٹائیگر کی نظریں ایک خفیہ خانے پر پڑ گئیں۔ اس نے انگلیاں ڈال کر اس خانے کو چیک کیا تو وہاں ایک کاغذ موجود تھا۔ ٹائیگر نے انگلیوں کی مدد سے کاغذ باہر نکالا تو وہ ایک تہہ شدہ چیک تھا۔ ٹائیگر نے چیک کو کھول کر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ چیک بھاری مالیت کا تھا اور یہ کراس کلب کے مالک اور جنرل منیجر کراسی کی طرف سے جاری کیا گیا تھا اور یہ کرنل شفقت کے نام پر تھا۔

''کیا پانی مل جائے گا''...... ٹائیگر نے قاسم سے کہا۔

''یس سر۔ ابھی سر''...... قاسم نے میز کے کنارے پر موجود بٹن

دباتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے چیک کو تہہ کر کے واپس پرس میں رکھنے کی اداکاری کی جبکہ اصل چیک اس نے اپنی گود میں گرا دیا تھا۔ چونکہ قاسم پانی منگوانے میں مصروف تھا اور اس کی ساری توجہ ٹائیگر پر نہ تھی۔ چنانچہ ٹائیگر نے پرس بند کر کے میز پر رکھا اور گود میں موجود تہہ شدہ چیک کو مٹھی میں بند کر کے اس نے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قاسم کا شکریہ ادا کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے کراس کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو کراسی یہودی نہ تھا لیکن وہ بین الاقوامی سطح کی تنظیموں کے لئے اکثر کام کرتا رہا تھا۔ ٹائیگر کی اس سے اچھی خاصی دوستی تھی کیونکہ ٹائیگر کو اکثر کراسی سے مفید معلومات مل جاتی تھیں۔ یہ چیک کرنل شفقت کے پرس سے نکلنے کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل شفقت نے کراسی کو معلومات مہیا کی ہیں جس کے معاوضے میں اسے یہ بھاری رقم کا چیک دیا گیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کراس کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ ٹائیگر نے اسے موڑا اور پھر پارکنگ میں پہنچا دیا۔ کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے۔ کراسی کو بتا دو کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"..... ٹائیگر نے کاؤنٹر پر رک کر وہاں موجود ایک نوجوان سے

کہا اور خود وہ تیزی سے سائیڈ پر موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا کیونکہ کراسی کا آفس دوسری منزل پر تھا اس لئے ٹائیگر نے لفٹ کی بجائے سیڑھیاں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ چونکہ عمران کا شاگرد تھا اس لئے عمران کی پیروی ہر معاملے میں کرنا اپنا حق سمجھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ عمران اپنے جسم کو فٹ رکھنے کے لئے عام حالات میں لفٹ کی بجائے سیڑھیاں استعمال کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر پہنچا تو آفس کے دروازے پر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا کیونکہ وہ ٹائیگر کو اکثر یہاں آتے جاتے دیکھتا رہتا تھا۔ ٹائیگر نے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر آفس کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ بڑی سی میز کے پیچھے لمبے قد کا حامل اور بھینسے کی طرح پلے ہوئے جسم کا مالک کراسی بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ تمہاری آمد کی اطلاع مجھے مل گئی ہے۔ آؤ بیٹھو"..... کراسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"..... ٹائیگر نے جواب دیا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آج کیسے ادھر آنا ہوا ہے"..... کراسی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"انتہائی اہم معاملہ ہے اور تم نے کھل کر میری مدد کرنی ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

''جس حد تک مجھ سے ہو سکا میں کروں گا۔ تم بتاؤ کیا معاملہ ہے۔ کسی بڑے چکر میں تو نہیں پھنس گئے''...... کراسی نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو۔ میں دروازہ بند کر دوں''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس نے بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

''اوہ۔ تم واقعی بے حد پریشان نظر آ رہے ہو۔ فکر مت کرو۔ میں تمہارا کھل کر ساتھ دوں گا''...... کراسی نے کہا جبکہ ٹائیگر اسی طرف مڑا اور بڑی میز کی سائیڈ سے ہوتا ہوا کراسی کی طرف بڑھا جیسے اس کے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہو۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شفقت کا قتل تمہیں کیوں کرنا پڑا''...... ٹائیگر نے قریب آ کر قدرے جھک کر کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا بکواس ہے''...... کراسی نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اس کے پرس میں سے تمہارا دیا ہوا بھاری مالیت کا چیک نکلا ہے اور اس پر تاریخ بھی وہی ہے جب اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ بتا دو۔ ورنہ''...... ٹائیگر نے کراسی کی طرح آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ نکلو یہاں سے۔ ورنہ''...... کراسی نے ٹائیگر کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ ٹائیگر کے سینے پر پڑتا ٹائیگر کا بازو بجلی کی سی تیزی

سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک کراسی کی گردن کے عقبی حصے پر پوری قوت سے پڑا اور کراسی کا مضبوط اور پھیلا ہوا جسم یکلخت اس طرح ڈھیلا پڑتا چلا گیا جیسے ریت کے بورے سے ریت نکلنے کے بعد اس کی حالت ہوتی ہے۔ پھر اس کی گردن بھی سائیڈ پر ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ حرام مغز کے مخصوص حصے پر لگی ہوئی چوٹ نے پلک جھپکنے میں کراسی کو بے ہوشی کی وادی میں دھکیل دیا تھا ورنہ کراسی اپنے جسم کے لحاظ سے آسانی سے مار کھانے والوں میں سے نہیں تھا۔

ٹائیگر نے اسے کرسی پر سے گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر اس نے سب سے پہلے اندر سے دروازے کا لاک کھولا اور پھر میز پر رکھے ہوئے پیڈ پر اس نے پیڈ کے ساتھ موجود بال پوائنٹ کی مدد سے موٹے موٹے حروف میں لکھا کہ وہ ایک ضروری کام سے جا رہا ہے۔ چونکہ وہ کراسی کا دوست تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کراسی اچانک عقبی دروازے سے چلا جاتا تھا اور ایسے ہی نوٹ لکھ کر رکھ جاتا تھا تاکہ کلب والے پریشان نہ ہوں۔ پھر عقبی دروازہ کھول کر ٹائیگر عقبی کمرے میں آیا۔ چند لمحوں بعد وہ عقبی راہداری سے گزر کر عقبی گلی میں موجود دروازے تک پہنچ گیا۔ اس راستے پر وہ کئی بار کراسی کے ساتھ آ جا چکا تھا اس لئے اسے اس راستے کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے کاندھے پر لدے ہوئے کراسی کو دروازے کے قریب

دیوار کے ساتھ لگا کر لٹا دیا اور خود وہ دروازہ کھول کر باہر گلی میں آ گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے بند کیا اور خود تیزی سے دوڑتا ہوا عقبی گلی سے نکل کر سائیڈ روڈ پر آیا اور پھر تیزی سے وہ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے ہوتا ہوا پارکنگ میں آ گیا۔ کلب میں حالات نارمل تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف خصوصی توجہ نہ دی اور وہ پارکنگ سے اپنی کار لے کر باہر آیا اور پھر اسے سائیڈ روڈ کی طرف دوڑا دیا اور پھر ریورس کی حالت میں گلی میں لے آیا اور دروازے کے سامنے وہ کار سے نیچے اترا۔ اس نے دروازہ کھولا تو کراسی ویسے ہی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور کراسی کو گھسیٹ کر عقبی سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے درمیان ڈال کر اس پر چادر ڈال دی۔ اسے معلوم تھا کہ حرام مغز پر لگنے والی مخصوص چوٹ کے بعد کراسی ازخود دس بارہ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا اس لئے وہ اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

چادر سے اسے اچھی طرح ڈھانپ کر اس نے دروازہ باہر سے بند کیا تا کہ کلب والے یہی سمجھیں کہ باہر سے اسے کراسی نے ہی بند کیا ہے۔ پھر اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں اس نے ایک کوٹھی کرائے پر لے کر اپنے عملی ہیڈکوارٹر کے طور پر سنبھالا ہوا تھا۔ وہاں اس کا ایک آدمی اعظم رہتا تھا جو اس کوٹھی کی

دیکھ بھال کرتا رہتا تھا۔ ٹائیگر نے پہلے تو سوچا کہ کراسی کو رانا ہاؤس لے جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ وہاں زبان کھلوانے کے بعد کراسی کو زندہ واپس نہ بھیجا جا سکتا تھا جبکہ ٹائیگر نے سوچ لیا تھا کہ کراسی سے سارے حالات معلوم کر کے اسے بے ہوش کر کے کسی پارک میں پہنچا دے گا تا کہ کراسی ہوش میں آ کر واپس اپنے کلب چلا جائے ورنہ کراسی کی ہلاکت کے بعد کراسی کی تنظیم نے اسے تنگ کرنا ہے کیونکہ آخری بار ٹائیگر ہی اس سے ملا تھا اور ٹائیگر کو کلب والے اچھی طرح جانتے تھے لیکن اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ کر ایک بار پھر ٹائیگر کا ارادہ بدل گیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ کراسی موجود حالات میں بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت ملک کی عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ کرنل شفقت کے بارے میں عمران نے اسے بتا دیا تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کو العباس کی آمد اور ایئر پورٹ کے عقبی طرف اترنے کے بارے میں انہیں کیپٹن احمد رضا نے بتایا تھا اور کیپٹن احمد رضا نے انہیں مزید بتایا تھا کہ اسے کرنل شفقت نے بتایا ہے اور اب کرنل شفقت کے پرس سے کراسی کی طرف سے دیئے گئے بھاری مالیت کے چیک کا ملنا اور ٹائیگر کے سوال کے جواب میں کراسی کا ردعمل بتا رہا تھا کہ العباس کے اغوا میں کراسی کا مین کردار ہے اس لئے پوچھ گچھ عمران کو ہی کرنی چاہئے تھی۔

ٹائیگر نے کراسی کو ملازم اعظم کے حوالے کیا تا کہ وہ اسے

ندیم

راڈز والی کرسی میں جکڑ دے اور خود وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ وہ پہلے لینڈ لائن سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا عمران فلیٹ میں موجود ہے یا نہیں کیونکہ سیل فون کے بارے میں انہیں یہی ہدایت تھی کہ اسے انتہائی خاص حالات میں ہی استعمال کیا جائے۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے تھانے جانے سے لے کر کراسبی کو اپنے ہیڈ کوارٹر تک لانے کی تمام تفصیل بتا دی۔

''گڈ۔ تم نے مین آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہونی چاہئے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ٹائیگر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ٹائیگر نے اسے فون پر تھانہ سرکلر روڈ جانے سے لے کر کراسبی کو ہیڈ کوارٹر لے آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی تھی جس پر عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ خود کراسبی سے پوچھ گچھ کرے گا کیونکہ ٹائیگر کا کراسبی کو رانا ہاؤس لے جانے کی بجائے اپنے ہیڈ کوارٹر لے آنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر کراسبی کو ہلاک کرنے کی بجائے واپس بھجوانا چاہتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی بجائے ہاتھ ہلکا رکھتا جبکہ اس وقت العباس کے اغوا نے ایک لحاظ سے پاکیشیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور پوری دنیا میں شور مچا ہوا تھا کہ پاکیشیا اتنے بڑے لیڈر کی حفاظت نہیں کر سکا۔

عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ایسے حالات میں وہ اس داغ کو

دھو دے گا لیکن کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اب پہلی بار کراسی کی صورت میں یہ راستہ نظر آیا تھا تو وہ اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے بند گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

"پھاٹک کھولو سکندر اعظم"...... عمران نے کار کی کھڑکی سے باہر سر نکالتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران چار پانچ مرتبہ پہلے بھی یہاں آ چکا تھا اور وہ اعظم کو ہمیشہ سکندر اعظم کہا کرتا تھا جس پر اعظم بے حد خوش ہوا کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ سائیڈ پر بنے ہوئے پورچ میں جہاں ٹائیگر کی کار موجود تھی عمران نے اپنی کار روکی اور پھر نیچے اتر رہا تھا کہ عمارت سے ٹائیگر نکل کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"صرف اس چیک کی بنا پر تم نے اس پر ہاتھ ڈال دیا ہے یا اور کوئی وجہ بھی ہے"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا۔ وہ دونوں اب عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"باس۔ آپ نے خود بتایا تھا کہ ایئر پورٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل کو ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن احمد رضا نے العباس کے یہاں ایئر پورٹ کے عقب میں اترنے اور ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر

لے جانے کا بتایا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا کہ اسے یہ بات کرنل شفقت نے بتائی تھی۔ ان حالات میں کرنل شفقت کی جیب سے اس قدر بھاری اور غیر ملکی کرنسی کا چیک نکلنا اور وہ بھی کراسی کا کیونکہ کراسی کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ کام کرتا رہتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ العباس کے ایئر پورٹ کے عقب میں اترنے کی خفیہ اطلاع اس کرنل شفقت نے بھاری رقم کے عوض اسے مہیا کر دی ہو گی ورنہ کراسی اس قدر بھاری رقم تو کیا معمولی سی رقم بھی آسانی سے خرچ کرنے والوں میں سے نہیں ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اس کراسی سے دوستی بہت گہری ہے کیا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب باس۔ ان سے دوستی اس لئے رکھتا ہوں کہ ان سے بین الاقوامی تنظیموں کے بارے میں اہم معلومات مل جاتی ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم اس لئے نہیں چاہتے کہ کراسی ہلاک ہو جائے یا تم اس کی تنظیم سے ڈرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ یہ آپ نے کیسے سوچ لیا"...... ٹائیگر کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر ابھر آیا تھا۔

"اس لئے کہ تم اسے رانا ہاؤس لے جانے کی بجائے یہاں

ندیم

لے آئے ہو۔ بہرحال تم نے مجھے فون کر کے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ کراسی واقعی اس معاملے میں پوری طرح ملوث ہے اس لئے اس سے بنیادی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے میں پہنچے جہاں کراسی ایک کرسی پر اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا نظر آ رہا تھا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا اور خود وہ وہاں موجود دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے کراسی کے بال پکڑ کر اس کا سر آگے کی طرف کیا اور پھر خنجر کی نوک سے اس نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں ایک کٹ لگایا تو اس کٹ سے خون باہر رسنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ہی کراسی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے خنجر کی نوک پر لگا ہوا خون کراسی کے لباس سے صاف کیا اور اسے واپس جیب میں رکھ کر وہ مڑا اور آ کر عمران کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اعظم، عمران کی کرسی کے عقب میں مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران، ٹائیگر کا بھی استاد ہے اور ٹائیگر جس طرح دل سے عمران کی عزت کرتا ہے اس کی وجہ سے اعظم بھی عمران کی دل سے عزت کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد کراسی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ وہ حیرت بھرے انداز

میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور ٹائیگر پر جم گئیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب ٹائیگر۔ تم اور تمہارا استاد عمران۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب''...... چند لمحوں بعد کراسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اس وقت اپنے کلب میں نہیں ہو کراسی۔ تم نے پاکیشیا کی عزت کو ختم کرنے کی سازش کی ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ ایسا جرم کہ تمہارے جسم کو آرے سے چیر دیا جائے تب بھی یہ اس بڑے جرم کے مقابلے میں کم ہے''...... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرا ایسے کسی جرم سے کیا تعلق۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ تم اپنے شاگرد ٹائیگر سے پوچھ لو۔ میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا''...... کراسی نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو۔ تم نے تارکی سے آنے والے یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن اور متاع کے سربراہ العباس کو پاکیشیا سے اغوا کر کے لے جانے کی سازش میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ یہودیوں کی تنظیم کے ساتھ مل کر تم نے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شفقت کو چکر دے کر اور اس کو لاکھوں ڈالرز کا چیک دے کر تم نے اس سے ایئر پورٹ پر اترنے والے العباس کو اغوا کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس لئے اب تم یہ بتا کر اس غلطی کی تلافی کر سکتے ہو اور یہ تمہارے

ندیم

پاس آخری موقع ہے کہ تم نے کس تنظیم کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے۔ العباس کو یہاں سے کہاں لے جایا گیا ہے ورنہ یہ سن لو کہ تمہاری روح سے بھی ہم اصل معلومات حاصل کر لیں گے لیکن پھر تمہاری لاش کو گٹر بھی نصیب نہیں ہو گا''...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ کرنل شفقت میرے کلب میں آتا رہتا ہے۔ اس سے میرا لین دین چلتا ہے۔ کرنل شفت کو جو چیک میں نے دیا ہے وہ اسی لین دین کا سلسلہ ہے''...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے مہلت ضائع کر دی اس لئے اب تمہیں مزید مہلت نہیں مل سکتی۔ اس کے نتھنے کاٹ دو۔ پھر یہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہی خنجر نکالا جس سے اس نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں کٹ لگایا تھا اور کٹ سے خون نکلنے کی وجہ سے کراسی کو ہوش آیا تھا اور پھر خنجر نکال کر ٹائیگر بڑے جارحانہ انداز میں کراسی کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... یکلخت کراسی نے چیختے ہوئے کہا۔

''وہیں رک جاؤ ٹائیگر۔ اب میں اسے زندہ رہنے کا آخری

چانس دینا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر، کراسی کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

''مجھے حلف دو کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے''...... کراسی نے کہا۔

''اگر تم اعتماد کرنا چاہو تو کرو، نہ کرنا چاہو تو نہ کرو۔ ہمارے پاس اب مزید ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو سے ایک پارٹی آئی۔ میرا تعلق بھی پورٹ لینڈ سے ہے اور اس پارٹی کے چیف سے بھی میرے تعلقات ہیں اس لئے مجھے اس چیف نے فون کر کے کہا کہ میں اس پارٹی کے لئے یہاں کام کروں۔ چنانچہ یہاں میں نے کام کیا۔ مجھے اس پارٹی نے کہا کہ ملٹری انٹیلی جنس سے آنے والے العباس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل شفقت میرے کلب میں آتا رہتا تھا اس لئے میں نے اسے بلوا لیا اور اس پارٹی سے ملوایا۔ وہ تیار ہو گیا۔ اس نے بھاری رقم مانگی جو اس پارٹی کے کہنے پر میں نے اپنا چیک اسے دیا۔ اس نے بتایا کہ اصل العباس کو ایئر پورٹ کے عقب میں طیارے سے اتار دیا جائے گا اور وہاں سے وہ ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر پہنچ جائے گا اور وہیں رہے گا۔ اس کام کے لئے ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن احسان اور اس کے چند ساتھیوں کو

حکم دیا گیا۔ یہ وہی دن تھا جس دن العباس نے آنا تھا۔ پارٹی کے کہنے پر میں نے کرنل شفقت کو روک لیا اور جب پارٹی کام کرنے میں کامیاب ہو گئی تو میں نے اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لاش ویرانے میں پھینکوا دی تاکہ اس کا ہم سے رابطے کا علم کسی کو نہ ہو سکے لیکن وہ چیک نکالنا میں بھول گیا۔ بس یہ ہے ساری بات''۔ کراسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام تھا اس پارٹی کا اور کس تنظیم سے اس کا تعلق ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''مین ایجنٹ کا نام ہاسکی ہے۔ اس کے دو ماتحت ڈیوڈ اور کرونر اس کے ساتھ تھے۔ اس کے علاوہ وہ چند مزید افراد بھی تھے جو ایک علیحدہ کوٹھی میں رکھے گئے تھے جبکہ ہاسکی، ڈیوڈ اور کرونر علیحدہ کوٹھی میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا تعلق یہودیوں کی بڑی معروف لیکن خفیہ تنظیم پی کاک سے ہے۔ اس کا سیکشن پورٹ لینڈ میں کام کرتا ہے اور ایکریمیا سیکشن کا چیف بھی پورٹ لینڈ میں ہی ہوتا ہے''۔ کراسی نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہاں سے العباس کو کیسے باہر نکالا گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''بندرگاہ پر ایک سپیڈ بوٹ موجود تھی۔ العباس کو بے ہوش کر کے ایئر پورٹ سے سیدھا بندرگاہ پر موجود سپیڈ بوٹ پر پہنچایا گیا۔ سپیڈ بوٹ اسے لے کر بین الاقوامی سمندر میں موجود ایک ایکریمین جنگی جہاز تک پہنچی اور وہاں سے العباس کو ایک فوجی طیارہ لے کر

ایکریمیا روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کہاں گیا مجھے معلوم نہیں جبکہ ہاسکی اور اس کے ساتھی ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس ایکریمیا چلے گئے''...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تم اسے کنفرم کیسے کراؤ گے تاکہ ہمیں یقین ہو سکے کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے جو کچھ بتایا ہے سو فیصد درست ہے۔ یہ سن لو''۔ کراسی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کنفرمیشن انتہائی ضروری ہے۔ پورٹ لینڈ فون کر کے ہاسکی سے بات کرو اور کچھ بھی کہو لیکن ہمیں کنفرم کراؤ کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ہاسکی کا نمبر معلوم نہیں ہے''...... کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''میں فون کرتا ہوں۔ میں کرتا ہوں فون۔ مجھے مت مارو۔ میں فون کرتا ہوں''...... کراسی نے یکلخت ہذیانی لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے ورنہ وہ اس انداز میں خوفزدہ نہ ہوتا۔

''نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا تو کراسی نے پورٹ لینڈ کا رابطہ

نمبر اور پھر پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سائیگو کا رابطہ نمبر بتا کر ہاسکی کا فون نمبر بتا دیا۔

"ٹائیگر۔ اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے لاؤڈر کا بٹن آن کرو اور پھر رسیور اس کے کان سے لگا دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے چند لمحوں میں اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس سر"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراسبی بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ میڈم ہاسکی سے بات کرنی ہے"...... کراسبی نے کہا۔

"ہاسکی بول رہی ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں یہاں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"میڈم۔ کرنل شفقت کو آپ کے حکم پر ہلاک کر دیا گیا تھا لیکن اب ملٹری انٹیلی جنس بڑی سختی سے اس کی ہلاکت پر کام کر رہی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھ تک نہ پہنچ جائیں۔ آپ اجازت دیں تو میں چیف سے بات کر کے وہاں سائیگو شفٹ ہو جاؤں"۔ کراسبی نے کہا۔

"اس میں میری اجازت کا کیا تعلق ہے"...... دوسری طرف سے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا گیا۔

"چیف تو مجھے اجازت دے دے گا لیکن آپ نے اگر مخالفت

کی تو چیف انکار کر دے گا اس لئے آپ سے کہہ رہا ہوں"۔ کراسبی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم یہاں آنے کی بجائے ایکریمیا کی کسی اور ریاست میں ڈیرہ ڈال لو۔ بہرحال اگر چیف اجازت دے دیں تو پھر میں کیوں اعتراض کروں گی۔ اوکے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور فون سیٹ لا کر عمران کی سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دیا۔

"اب میں خود اس ہاسکی سے بات کرتا ہوں۔ تم اس کراسبی کے منہ پر ہاتھ رکھ دو تاکہ یہ چیخ نہ پڑے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی پہلے والی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کراسبی بول رہا ہوں"...... عمران نے کراسبی کی آواز اور لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے کراسبی کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن ٹائیگر نے چونکہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اس لئے وہ کوئی آواز نہ نکال سکا تھا۔

"ابھی تو بات ہوئی ہے۔ پھر کیوں کال کی ہے"...... ہاسکی نے

ندیم

اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تو اپنا مشن مکمل کر کے واپس چلی گئی ہیں لیکن میرے لئے یہاں مسائل پیدا ہو گئے ہیں اس لئے آپ کو میری مدد کرنا ہو گی کیونکہ آپ کی وجہ سے میرے ساتھ یہ سب ہوا ہے''...... عمران نے کراسی کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے اپنی مرضی کی رقم وصول کی ہے۔ اب کس قسم کی امداد چاہتے ہو''...... ہاسکی کے لہجے میں بدستور غصہ موجود تھا۔

''میں رقم کی بات نہیں کر رہا میڈم۔ میں سائیگو آ رہا ہوں۔ آپ مجھے وہاں ایڈجسٹ ہونے میں میری مدد کریں۔ آپ کا وہاں بہت اثر و رسوخ ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ میں تو ایک مشن کے سلسلے میں سائیگو سے باہر بلکہ بہت دور جا رہی ہوں۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے چیف سے کہو اور سنو۔ آئندہ مجھے فون مت کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے''...... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور ٹائیگر کو کراسی کے منہ سے ہاتھ ہٹانے کا اشارہ کر دیا۔

''تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو''...... کراسی نے ہاتھ ہٹتے ہی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہ ہاسکی رہتی کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم نہیں کیونکہ میری اس سے یہاں پہلی ملاقات ہوئی ہے۔ البتہ جاتے ہوئے اس نے اپنا کارڈ دیا تھا جس پر اس کا نام اور اس کے ساتھ ہی یہ فون نمبر موجود تھا جو میں نے بتایا ہے''۔ کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا چیف کہاں رہتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف سے میری دو بار وہاں ملاقات ہوئی ہے۔ دونوں بار کلرڈ کلب میں ہوئی ہے۔ کلرڈ کلب سائیگو کا معروف ترین کلب ہے جس میں زیر زمین دنیا کے افراد سے لے کر اعلیٰ ترین حکام بھی آتے رہتے ہیں۔ چیف بھی وہاں آتا ہے۔ اس کا نام میکارٹو ہے''۔ کراسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا حلیہ کیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو کراسی نے حلیہ بتا دیا۔

''او کے۔ تم نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ واپس جانے کی اجازت اس شرط پر دے رہا ہوں کہ اگر تم نے ہمارے بارے میں ہاسکی یا اس کے چیف کو کوئی اطلاع دی تو پھر تمہیں زمین پر کہیں جائے پناہ نہ ملے گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں آئندہ بھی آپ سے تعاون کرتا رہوں گا''...... کراسی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر۔ اسے ہاف آف کر کے واپس پہنچا دو''...... عمران نے

اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی اس نے ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ کراسبی کی چیخ سنائی دی لیکن عمران مڑا نہیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کو بے ہوش کرنے کے لئے اسے چوٹ لگائی گئی ہے۔

ندیم

ہاسکی نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اسے کراسبی پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ کراسبی نے جس انداز میں اس سے گفتگو کی تھی اس نے ہاسکی کو خاصا صدمہ پہنچایا تھا کیونکہ پاکیشیا میں رہتے ہوئے کراسبی نے اس انداز میں اس سے کبھی بات نہ کی تھی لیکن اب وہ اس انداز میں بول رہا تھا جیسے اس پر قیامت اس کی وجہ سے ٹوٹ پڑی ہو۔

"مجھے اس سے کھل کر بات کرنا پڑے گی۔ یہ شخص آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا اور ہوسکتا ہے کہ یہ میرے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کو بھی مخبری کر دے"...... ہاسکی نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''یہاں سے ایشیائی ملک پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''ہولڈ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاسکی سمجھ گئی کہ آپریٹر اب کمپیوٹر سے معلومات حاصل کرے گی۔

''ہیلو میڈم'' ...... چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''نمبر نوٹ کریں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی دونوں نمبرز بتا دیئے گئے۔

''تھینک یو'' ...... ہاسکی نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دونوں نمبر پریس کر کے کراس کلب کا نمبر پریس کر دیا جو اسے یاد تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کراس کلب'' ...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پورٹ لینڈ ایکریمیا سے بول رہی ہوں۔ میرا نام ہاسکی ہے۔ کراسبی سے بات کراؤ'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''باس تو موجود نہیں ہیں۔ آپ مینجر رابرٹ سے بات کر لیں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مینجر رابرٹ بول رہا ہوں'' ...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ندیم

''میرا نام ہاسکی ہے اور میں ایکریمیا کی ریاست پورٹ لینڈ سے بول رہی ہوں۔ کراسبی سے بات کرنی ہے'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''میڈم۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ باس کے پاس آتی رہتی تھیں۔ باس تو پچھلے دو اڑھائی گھنٹوں سے آفس میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی یہ بتا کر گئے ہیں کہ وہ کہاں جا رہے ہیں'' ...... مینجر رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ابھی چند منٹ پہلے اس نے مجھے فون کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ دو اڑھائی گھنٹوں سے غائب ہے'' ...... ہاسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ باس نے کہیں اور سے آپ کو فون کیا ہو گا۔ یہاں وہ اپنے آفس میں موجود تھے کہ ان کے ایک دوست ٹائیگر ان سے ملنے آئے۔ پھر باس اور ٹائیگر دونوں عقبی راستے سے چلے گئے۔ باس میز پر نوٹ لکھ گئے کہ وہ کسی ضروری مشن پر جا رہے ہیں۔ اس کے بعد دو اڑھائی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ نہ باس واپس آئے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع آئی ہے'' ...... مینجر رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹائیگر کون ہے جس سے ملنے کے بعد وہ غائب ہوا ہے''۔ ہاسکی نے کہا۔

''باس غائب نہیں ہوئے۔ خود ٹائیگر کے ساتھ گئے ہیں۔ ٹائیگر

ان کا گہرا دوست ہے۔ اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ ویسے کہا جاتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے''...... مینجر رابرٹ نے کہا تو ہاسکی بے اختیار اچھل پڑی۔

''اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے''...... ہاسکی نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''آپ کیا کہہ رہی ہیں میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کچھ نہیں۔ میں پھر فون کروں گی''...... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''معاملات مشکوک ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کراسی سیکرٹ سروس کی قید میں ہے اور اس سے مجھے گن پوائنٹ پر فون کرایا گیا ہے''...... ہاسکی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... چیف کی سرد آواز سنائی دی۔ چونکہ اب وہ پی کاک میں زیرو پرسنلٹی قرار دے دی گئی تھی یعنی ایسی شخصیت جس کی چیکنگ کی ضرورت نہ تھی اس لئے اب اس کے پاس چیف کا براہ راست نمبر تھا اور وہ چیف سے براہ راست بات کر سکتی تھی ورنہ اسے چیف سے بات کرنے کے لئے نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے تھے۔

''ہاسکی بول رہی ہوں چیف''...... ہاسکی نے کہا۔

ندیم

''کوئی خاص بات''...... چیف نے پوچھا تو ہاسکی نے پاکیشیا سے کراسی کا فون آنے سے لے کر وہ خود پاکیشیا فون کرنے تک کے تمام حالات بتا دیئے۔

''تو تم کس نتیجے پر پہنچی ہو''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ میرا خیال ہے کہ کراسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہے اور انہوں نے اس سے گن پوائنٹ پر مجھے فون کرایا ہے۔ وہ یقیناً میرے بارے میں کنفرمیشن چاہتے ہوں گے''...... ہاسکی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ العباس کو تم نے اغوا کیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس باس۔ قرائن سے تو یہی معلوم ہوتا ہے''...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے انہیں یہ تو نہیں بتایا کہ تم جزیرہ ملاگا جا رہی ہو''۔ چیف نے کہا۔

''نہیں چیف۔ البتہ میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ میں پورٹ لینڈ سے باہر جا رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا۔

''تو اب تم نے فون کیوں کیا ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''اس لئے چیف کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں پاکیشیا جا کر اس عمران کا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دوں''...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ندیم

”تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب تم خود کہہ رہی ہو کہ وہ تم تک پہنچ گئے ہیں۔ اب بھی تمہارا یہی خیال ہے کہ تم آسانی سے ان کا خاتمہ کر لو گی۔ سنو ہاسکی۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں لیکن ہم نے انہیں صرف ایک ماہ تک العباس تک پہنچنے سے روکنا ہے اس کے بعد ہم العباس سے تمام معلومات لے کر اسے ہلاک کر دیں گے اور پھر متائع کے ساتھ ساتھ اس عمران کا خاتمہ کرنے کے لئے پوری طاقت استعمال کریں گے اس لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم ملاگا پہنچ جاؤ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمران تمہارے پیچھے لازماً ملاگا پہنچ جائے گا“...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا چیف“...... ہاسکی نے کہا تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تم اب تک گیم نہیں سمجھ سکی“...... چیف نے کہا۔

”کیسی گیم چیف“...... ہاسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کہا ہے کہ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو ایک ماہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ماہ تک روکنا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ تم نے پاکیشیا میں کام کرتے ہوئے کوشش کی ہے کہ تم تک العباس کے اغوا کا سراغ نہ پہنچے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے اس لئے وہ لازماً تم تک پہنچ جائے گی

اور اگر تمہیں ملاگا بھجوا دیا جائے تو لامحالہ وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ العباس ملاگا میں ہے۔ ملاگا میں اول تو تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دو گی کیونکہ میرے نزدیک تم اس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو وہ العباس کو ملاگا میں تلاش کرتے پھریں گے جبکہ العباس ملاگا میں نہیں ہے۔ وہاں ہسپتال ضرور ہے لیکن اس کا کوئی خفیہ ونگ نہیں ہے۔ اس طرح ایک ماہ بہرحال گزر جائے گا اور ڈاکٹروں نے حتمی طور پر پیشگوئی کی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر اندر العباس کی یادداشت واپس لا کر اس سے تمام معلومات مشینری کے ذریعے حاصل کر لیں گے۔ اس طرح ہمارا مشن پورا ہو جائے گا“...... چیف نے جواب دیا تو ہاسکی کے چہرے پر تکدر کے تاثرات ابھر آئے۔

”تو چیف۔ آپ نے مجھے قربانی کا بکرا بناتے ہوئے یہ منصوبہ بندی کی ہے“...... ہاسکی نے تکدر بھرے لہجے میں کہا۔

”اول تو تم بکرا کی بجائے بکری کا لفظ استعمال کرو۔ دوسری بات یہ کہ ایسا نہیں ہے۔ میں عمران کو تمہارے ہاتھوں مروانا چاہتا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو لیکن ساتھ ہی میں العباس کو بھی بچانا چاہتا تھا اس لئے یہ گیم تیار کی گئی ہے لیکن اب تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو۔ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ یہاں سائیگو آئیں گے اور یہاں تم زیادہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتی ہو“...... چیف نے

ندیم

کہا۔

''یس چیف۔ یہ تو میرا اپنا شہر ہے۔ یہاں تو میرا سیکشن بھی موجود ہے اور ہم انہیں نہ صرف آسانی سے ٹریس کر لیں گے بلکہ انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ بھی کر لیں گے لیکن چیف اگر العباس ملاگا میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''اس کا علم مجھے بھی نہیں ہے۔ اس کا علم چیف باس کو ہے۔ العباس کو چیف باس نے خاموشی سے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ اب سوائے چیف باس کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے اور نہ ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ العباس کہاں ہے''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے چیف۔ پھر اب مجھے اجازت ہے کہ میں یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریپ کر کے ان کا خاتمہ کر دوں''...... ہاسکی نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تمہیں نہ صرف اجازت ہے بلکہ اب یہ تمہارا مشن بھی ہے''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے بھی رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور پھر خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ العباس کے سلسلے میں آپ نے کوئی پیش رفت کی ہے یا نہیں۔ پاکیشیا کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس سلسلے میں ٹائیگر کی وجہ سے کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن اصل ٹارگٹ پھر بھی سامنے نہیں آ سکا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا پیش رفت ہوئی ہے''...... بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ٹائیگر کی کارکردگی کے بعد کراچی سے

ندیم

ہوئے والی گفتگو دوہرا دی۔

''تو یہ ہاسکی یا اس کا باس بتائے گا کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے خیال میں انہیں بھی معلوم نہیں ہو گا کیونکہ العباس والا مسئلہ اتنا بڑا ہے کہ ان چھوٹے درجے کے ایجنٹس کو نہیں بتایا جا سکتا''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس پارٹی نے پاکیشیا میں اتنا بڑا مشن مکمل کیا ہے اور آپ اسے چھوٹے درجے کے ایجنٹ کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر ابھر آیا تھا۔

''کرنل شفقت کی غداری کی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے ہیں ورنہ شاید العباس کو یہاں سے اغوا کرنا ان کے لئے ناممکن ہوتا''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلیں ہاسکی چھوٹے درجے کی ایجنٹ ہو گی لیکن اس کا باس تو بہرحال باس ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پی کاک کا فائنل باس یہ میکارٹو نہیں ہو سکتا جو کراسی جیسے آدمی سے دوستی رکھتا ہو۔ ہو سکتا ہے یہ کسی سیکشن کا باس ہو۔ مجھے اس کے بڑے باس کو تلاش کرنا ہو گا۔ وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ عمران فون نمبرز والی اپنی مرتب کردہ ڈائری کو عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا۔ بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور پھر سرخ جلد والی ضخیم

ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری لی اور پھر اسے کھول کر اس کے ورق پلٹنے لگا۔ کافی دیر بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے ایکریمیا اور پھر ناراک کا رابطہ نمبر دیں''......عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد دونوں رابطہ نمبرز بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ولٹن ماسٹرز ٹریڈنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو یہ الفاظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید یہ نام اس کے لئے نیا تھا۔

''ماسپل سیکشن انچارج کا نمبر دیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''او کے سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ماسپل سیکشن انچارج ہاکسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں

ندیم

کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن آواز سے محسوس ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصی عمر کا آدمی ہے۔

"فون محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر ویری اولڈ ہاکسن کا ینگ بھتیجا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور اگر فون محفوظ نہیں ہے تو پھر پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ناٹی بوائے۔ تم کہاں سے ٹپک پڑے"۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ابھی ابھی درخت سے ٹپکا ہوں لیکن ابھی کچا ہوں اس لئے تمہاری اولڈ پناہ میں آنا چاہتا ہوں ورنہ کچا بھی کھایا جا سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ہاکسن کافی دیر تک بے اختیار ہنستا رہا۔

"ناٹی بوائے۔ تمہاری یہ باتیں دوسروں کو ہنسنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ میں نجانے کتنے عرصے بعد اس طرح ہنس رہا ہوں"۔ ہاکسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں ٹیلی فون کے اس قدر بڑے بڑے بل آتے ہیں کہ ہنستا ہوا آدمی بھی روتے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے اگر تم مزید ہنسنا چاہتے ہو تو میں فون بند کر دوں تاکہ بل کم

آئے"...... عمران نے کہا تو ہاکسن ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"فون بند کرو گے تو پھر کچے ہی کھائے جاؤ گے۔ بولو۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"تم نے مجھے ایکریمیا میں ہونے والی ملاقات میں بتایا تھا کہ تم نے لٹل ماسٹرز جوائن کر لی ہے اور تم اس کے اس سیکشن کے انچارج ہو جس کا تعلق یہودی تنظیموں سے ہے اس لئے اسے ماسپل کا نام دیا گیا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں اس سیکشن کا انچارج ہوں"...... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک یہودی تنظیم ہے پی کاک۔ کیا تمہارے پاس اس بارے میں معلومات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیا پوچھنا ہے تم نے اس بارے میں"...... ہاکسن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اتنے بڑے سیکشن کے انچارج ہو۔ اس کے باوجود تم ابھی تک نہیں سمجھ سکے کہ میں پاکیشیا سے یہودی تنظیم پی کاک کے بارے میں کیا پوچھ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو تم اولڈ ہاکسن کا امتحان لینا چاہتے ہو تو پھر سنو۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ یہودی تنظیم پی کاک نے پاکیشیا سے متاع کے سربراہ کو بڑی کامیابی سے اغوا کر لیا ہے اور یہ بتا دوں کہ یہ کام پی کاک کے ایک چھوٹے سے سیکشن نے کیا ہے لیکن اس مشن

ندیم

کے بعد اسے سپر سیکشن کا درجہ دے دیا گیا ہے''...... اولڈ ہاکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''جو نام تم نے دانستہ نہیں بتایا وہ میں بتا دیتا ہوں کہ یہ کام ہاسکی اور اس کے ساتھیوں نے کیا ہے جو پورٹ لینڈ کے دارالحکومت سانیگو میں رہتی ہے۔ مجھے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے۔ کیا تم اس معاملے پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ تم واقعی بہت باخبر ہو لیکن تم جو کچھ پوچھ رہے ہو وہ میرے اختیار سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے سوری۔ ویری سوری''...... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں معلوم ہے یا نہیں۔ اختیارات کی بات بعد کی ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جس سیٹ پر میں ہوں وہاں ایسی معلومات ملتی رہتی ہیں لیکن میں چھ ماہ بعد اس سیٹ سے ریٹائر ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد اگر تم چاہو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا کیونکہ پھر میری سیٹ میرے راستے میں حائل نہ ہو گی''...... ہاکسن نے کہا۔

''اور رقم بھی بھاری مل جائے گی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاکسن ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ظاہر ہے''...... ہاکسن نے کہا۔

''اور اگر تمہیں یہ ضمانت مل جائے کہ یہ بات تمہاری زندگی میں

کبھی لیک آؤٹ نہ ہو گی کہ تم نے اس بارے میں کسی کو بتایا ہے اور تمہاری مطلوبہ رقم بھی تمہیں فوراً مل جائے اور تمہاری سیٹ بھی اس راستے میں حائل نہ ہو تو پھر تمہارا کیا جواب ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ سیٹ جب حائل نہ رہے گی تو میں بتا دوں گا لیکن چھ ماہ تمہیں انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ چھ ماہ بعد میری ریٹائرمنٹ ہے''...... ہاکسن نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ آفس ٹائم کے بعد جب تم گھر یا کلب جاتے ہو تو کیا آفس یا سیٹ تمہاری بات چیت میں حائل ہوتی ہے اور خاص طور پر اس وقت جب بھاری دولت بھی فری مل رہی ہو۔ چھ ماہ بعد نجانے حالات کیا سے کیا ہو جائیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ آفس کے بعد میں آزاد ہوتا ہوں''...... ہاکسن نے کہا۔

''تو اب بتاؤ کہ تم آفس سے اٹھ کر کس وقت گھر جاؤ گے''۔ عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہاکسن ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب میں سمجھ گیا تمہاری بات۔ بہرحال مجھے گھر جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آفس کا وقت ختم ہو چکا ہے اور یہ فون مکمل طور پر محفوظ ہے۔ البتہ تمہیں رقم بھی دینا ہو گی تو زیادہ نہیں صرف دس لاکھ ڈالرز اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کہ تم میرا نام سامنے نہیں لاؤ

ندیم

گئے''...... ہاکسن نے کہا۔

''تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو۔ میں فوری طور پر تمہارے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کرا دیتا ہوں۔ باقی رہا وعدہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں جو بات کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ہاکسن نے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ عمران کے کہنے پر سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے رائٹنگ پیڈ اٹھا کر اس پر ہاکسن کی بتائی ہوئی تفصیل ساتھ ساتھ لکھنا شروع کر دی۔

''اوکے۔ نصف گھنٹے بعد تمہارے اکاؤنٹ میں رقم پہنچ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے تو سنو۔ متاع کے سربراہ العباس کو شمالی بحراوقیانوس کے ایک جزیرے ساڈٹوم پہنچایا گیا ہے۔ یہ جزیرہ اسپان کی مشہور بندرگاہ پورٹو سے تقریباً ڈیڑھ سو بحری میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ سارا علاقہ اسپان کے ایک بہت بڑے بحری اسمگلر ساڈٹوم کے قبضے میں ہے اور اس جزیرے کا نام بھی اس نے اپنے نام پر رکھا ہوا ہے۔ وہاں اس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ وہ صرف اسمگلر ہی نہیں بلکہ بہت بڑا اور بدنام گینگسٹر بھی ہے۔ اسپان کی بندرگاہ پورٹو سے ساڈٹوم جزیرے اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں آبی نرسلوں کا انتہائی گھنا جنگل ہے۔ یہ جزیرہ ساڈٹوم بھی انہی نرسلوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہاں جانے اور وہاں سے واپس آنے

کے خصوصی راستے ہیں جن سے صرف ساڈٹوم کے آدمی ہی واقف ہیں۔ باقی تمام بحری جہاز اور سپیڈ بوٹس اور دوسرے چھوٹے بوٹس پورٹو سے بائیں ہاتھ سے ہوتے ہوئے ایکریمیا کا چکر کاٹ کر ساڈٹوم سے دور جا نکلتے ہیں۔ ساڈٹوم کی حدود میں جو کشتی، لانچ یا چھوٹا بڑا بحری جہاز پہنچ جائے اسے لوٹ لیا جاتا ہے اور جہاز کو بھی تباہ کر دیا جاتا ہے اس لئے وہاں ہر طرف اس کی دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ ساڈٹوم نے ساڈٹوم جزیرے کے درمیان اپنا ہیڈکوارٹر بنایا ہوا ہے اور وہاں اس نے اپنے آدمیوں کے لئے ایک جدید ترین ہسپتال بھی بنا رکھا ہے۔ یہ ساڈٹوم یہودی ہے اور یہودی تنظیم پی کاک کے ایک سیکشن کا انچارج بھی ہے جس کا کام غیر یہودیوں میں سے نمایاں افراد کو بے دردی سے ہلاک کرنا ہے۔ العباس کو ساڈٹوم جزیرے پر پہنچا کر اس ساڈٹوم کے حوالے کر دیا گیا ہے اور پی کاک نے دس ٹاپ یہودی ڈاکٹرز اور جدید ترین مشینری بھی وہاں پہنچا دی ہے تاکہ العباس پر جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کیا جا سکے''...... ہاکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے مل گئیں''...... عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا تو ہاکسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''دلفل ماسٹرز پوری دنیا میں اسی لئے تو مشہور ہے کہ ہمارے مخبر دنیا کے ہر خطے میں ہر چھوٹی بڑی جگہوں پر موجود ہیں۔ معلومات ہمیں مل جاتی ہیں لیکن ایسی معلومات کا ریکارڈ رکھنے پر پابندی

ہے۔ ساڈوم کا ایک نائب ہے جس کا نام کارشو ہے۔ وہ ہمارا مخبر ہے جو جزیرہ ساڈوم پر ہی رہتا ہے۔ اس نے یہ اطلاع پہنچائی ہے لیکن میں نے اس کا ریکارڈ نہیں رکھا۔ البتہ میرے ذہن میں یہ سب محفوظ رہا تھا''...... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ اسپان کے ساحلی شہر اور بندرگاہ پورٹو میں کوئی ایسا آدمی جو ساڈوم تک ہمیں گائیڈ کر سکے۔ اس کے لئے معاوضہ علیحدہ دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں دوسروں سے کام لینے کا فن آتا ہے۔ صرف دس ہزار ڈالرز مزید بھیج دینا۔ پورٹو میں ایک کلب ہے گرباٹ کلب۔ اس کا مالک گرباٹ ہے۔ وہ بھی گینگسٹر اور بحری اسمگلر ہے لیکن جب سے یہودی تنظیم پی کاک سے مل کر ساڈوم نے عروج حاصل کیا ہے اسے زیرو کر دیا گیا ہے اور اب وہ مجبوراً کلب تک محدود ہو کر رہ گیا ہے لیکن وہ خود اور اس کے آدمی اس سارے علاقے کے کیڑے ہیں''...... ہاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا گرباٹ اور اس کے آدمی ہم سے تعاون کریں گے یا وہ ہمارے بارے میں الٹا ساڈوم کو اطلاع کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں اسے فون کر دوں گا اور تمہارا نام مع ڈگریوں کے اسے بتا دوں گا اور اسے بتا دوں گا کہ تم یہودی نہیں ہو بلکہ یہودیوں کے دشمن نمبر ایک ہو تو پھر گرباٹ دل و جان سے تمہاری مدد کرے گا

ندیم

کیونکہ اسے ساڈوم نے یہودی تنظیموں سے مل کر جیب سے محدود کر کے اسی کا کاروبار ختم کیا ہے وہ پوری دنیا کے یہودیوں کا سخت دشمن بن چکا ہے''...... ہاکسن نے کہا۔

''اوکے۔ پہنچ جائے گی رقم۔ فون کرنا نہ بھولنا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بڑی خوفناک تفصیلات ہیں۔ مجھے تو ان پر یقین نہیں آ رہا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ لٹل ماسٹرز اور خصوصاً یہ بوڑھا ہاکسن انتہائی بااعتماد ہیں اور سمجھے جاتے ہیں۔ ویسے یہ تفصیلات ہمیں شاید چھ ماہ کی محنت اور کوشش سے بھی نہ مل سکتیں۔ تم دس ہزار ڈالرز مزید شامل کر کے فارن بینک کو کہہ دو کہ وہ ہاکسن کے اکاؤنٹ میں فوری منتقل کر دیں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میں لائبریری جا کر اس پورے علاقے کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ میں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں گا''...... عمران نے کہا اور اس طرف کو چل پڑا جدھر لائبریری کا دروازہ تھا۔ لائبریری میں اس نے تقریباً دو گھنٹے گزار دیئے۔ اس نے دنیا بھر کی اٹلسوں، نقشوں اور انٹرنیٹ پر موجود معلومات کی بناء پر اس سارے علاقے کے بارے میں بڑی بیش قیمت معلومات حاصل کر لی تھیں۔ دو

گھنٹے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ اب اس سے زیادہ معلومات وہ یہاں بیٹھے حاصل نہ کر سکے گا تو وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھا اور پھر لائبریری سے نکل کر واپس آپریشن روم میں آ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ قدرے تھکا ہوا سا نظر آ رہا تھا۔

"میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو کچن سے باہر آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری لے کر وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کچھ معلومات ملی ہیں یا نہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"بہت کچھ معلومات مل گئی ہیں لیکن اس سارے علاقے کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ یہاں ایکشن کے لئے زیادہ آدمی نہیں ہونے چاہئیں۔ جتنے کم لوگ ہوں گے اتنا ہی زیادہ تیزی سے ایکشن کر سکیں گے۔ وہاں کے آبی نرسل باقی سمندروں میں اگنے والے آبی نرسلوں سے قدرے مختلف ہیں۔ باقی دنیا بھر میں ایسے آبی نرسل اوپر سے اتنے خطرناک نہیں ہوتے لیکن سمندر کے اندر ان کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان میں سے نکلنا کسی کے بس میں نہیں رہتا لیکن یہ سمندر کی سطح کے باہر بھی انتہائی خطرناک ہیں کیونکہ نرسلوں کے دونوں کنارے تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتے ہیں اور جو

ندیم

چیز بھی ان نرسلوں سے ٹکراتی ہے یا ان کے اندر سے گزرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ نرسل انہیں شدید زخمی کر دیتے ہیں یا وہ ہلاک بھی ہو جاتے ہیں اس لئے مخصوص انداز کی کور یوٹس جنہیں وہاں کارو کہا جاتا ہے، کو استعمال کر کے وہاں موجود مخصوص راستوں کو استعمال کرتے ہوئے وہاں سے گزرا جا سکتا ہے لیکن یہ سب کچھ انتہائی خطرناک ہے اس لئے کم لوگ زیادہ بہتر رہیں گے"۔ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس جزیرے پر ہیلی کاپٹر کی مدد سے بھی تو پہنچا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں اس ساڈوم کا مکمل ہولڈ ہے اور لازماً اس نے وہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں گے جن میں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی یقیناً موجود ہوں گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ مختصر ٹیم لے جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں تو سوچ رہا ہوں کہ اکیلا چلا جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اکیلے جانے کا سوچ رہے ہیں تو پھر مجھے اکیلے جانے کا موقع دیں۔ آپ یہاں دانش منزل سنبھالیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تو ویسے بھی اکیلا ہوں جبکہ تمہارے ساتھ تو پوری ٹیم ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ندیم

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

''صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ عمران تمہیں وہاں بریف کرے گا۔ عمران کی سربراہی میں پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم ترین مشن پر تمہیں بھجوایا جا رہا ہے لیکن اس بار میں نے فیصلہ کیا ہے تم اور تنویر علیحدہ اپنے طور پر کام کرو گے جبکہ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل اپنے طور پر علیحدہ کام کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس مشن میں تنویر تمہیں لیڈ کرے گا''...... عمران نے کہا اور پھر مزید کوئی بات کئے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ فیصلہ آپ نے کیوں کیا۔ جولیا تو بہت برا منائے گی''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ انتہائی تیز رفتار مشن ثابت ہو گا کیونکہ جس طرح کا راستہ ہے اگر عام حالات میں کام کیا جائے تو شاید ایک ماہ تک ہم جزیرہ ساڈوتوم تک پہنچ بھی نہ سکیں اور اگر العباس سے معلومات حاصل کر لی گئیں تو پھر نہ صرف متاع کو تباہ کر دیا جائے گا بلکہ یہودی تنظیمیں مزید طاقتور ہو جائیں گی اس لئے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے لئے تنویر کو لیڈر بنانے کی ضرورت تھی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مسافر جمبو جیٹ فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ وسیع و عریض جہاز مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک سیٹ بھی خالی نظر نہ آ رہی تھی۔ ایگزیکٹو کلاس میں جولیا اور تنویر دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے لیکن تنویر کے چہرے پر زبردست کھچاؤ اور کشیدگی کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف ہو رہی ہو اور وہ اسے روکنے کی خواہش کے باوجود ایسا نہ کر پا رہا ہو جبکہ جولیا کے گو ہونٹ بھنچے ہوئے تھے لیکن چہرے پر کشیدگی نظر آ رہی تھی اور وہ جس انداز میں ہونٹ چبا رہی تھی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ توڑ رہی تھی اس سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھی ذہنی طور پر شدید کھچاؤ کا شکار ہے۔

''میرا خیال ہے کہ پورٹو ایئر پورٹ پر ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہئے''...... یکلخت جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی

آواز اس قدر کم تھی کہ ان کی سیٹوں سے ملحقہ سیٹوں پر موجود لوگ بھی اسے نہ سن سکے ہوں گے۔

''اوپن جگہ پر باتیں نہیں ہوسکتیں۔ ہوٹل جا کر دیکھ لیں گے''۔ تنویر نے حیرت انگیز طور پر بڑے نرم لہجے میں کہا اور جولیا نے بھی سیز فائر کے طور پر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اس وقت اسپان کے مشہور شہر اور بندرگاہ پورٹو جا رہے تھے اور اب ان کا سفر تقریباً ختم ہی ہونے والا تھا۔ جہاز زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر جانے والا تھا۔ ان کا خیال درست ثابت ہوا اور جہاز پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور اس سے تقریباً ایک گھنٹے بعد پورٹو کے سب سے شاندار اور معیاری ہوٹل کمپوزٹ کے ایک کمرے میں تنویر اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچنا چاہتا ہو جبکہ جولیا ساتھ والے علیحدہ کمرے میں تھی کیونکہ پاکیشیا سے کرانس پہنچ کر اور کرانس سے یہاں پورٹو کے اس ہوٹل میں دو کمرے بک کرا لئے گئے تھے۔ جولیا اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ تنویر نے یورپی میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ مستقل نوعیت کا نظر آ رہا تھا کیونکہ یہاں پورٹو میں گو ایشیائی سیاحوں کی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی لیکن تنویر نہیں چاہتا تھا کہ کوئی خصوصی طور پر اس کی طرف متوجہ ہو اس لئے اس نے مستقل نوعیت کا میک اپ کر لیا تھا جو عام سے میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتا تھا۔ اس میک اپ میں اس کا نام اوبرائے تھا۔ کمرے کی چابیاں ملتے ہی

جولیا نے اپنے کمرے کی چابی لی اور تنویر سے کچھ کہے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تنویر اپنے کمرے کی چابی لے کر اس کے پیچھے آیا لیکن جب وہ اپنے کمرے تک پہنچا تو جولیا اپنے کمرے میں جا چکی تھی اور اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ تنویر اس وقت سے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی بلکہ غصے کی حالت میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ نجانے کس وقت اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنویر ایک جھٹکے سے رکا اور اس نے مڑ کر ہاتھ بڑھایا اور میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے''...... دوسری طرف سے جولیا نے نرم لہجے میں کہا۔

''میں کتنی بار بتاؤں مس جولیا کہ لیڈر میں ہوں اس لئے لائحہ عمل میں نے طے کرنا ہے تم نے نہیں لیکن تم میری بات سنتی ہی نہیں اور یہ بھی سن لو کہ چیف نے مجھے لیڈر بنایا ہے اس لئے تمہیں اگر کوئی اعتراض ہے تو چیف سے بات کرو ورنہ میرے احکامات کی تعمیل کرو''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے چیف سے بات کی ہے۔ اس نے یہی کہا ہے کہ لیڈر تم ہو اس لئے لائحہ عمل بھی تم ہی طے کرو گے لیکن چیف نے یہ بھی کہا ہے کہ میں مشورہ دے سکتی ہوں۔ ماننا نہ ماننا تمہاری مرضی ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ مل

ندیم

آواز اس قدر کم تھی کہ ان کی سیٹوں سے ملحقہ سیٹوں پر موجود لوگ بھی اسے نہ سن سکے ہوں گے۔

"اوپن جگہ پر باتیں نہیں ہو سکتیں۔ ہوٹل جا کر دیکھ لیں گے"۔ تنویر نے حیرت انگیز طور پر بڑے نرم لہجے میں کہا اور جولیا نے بھی سیز فائر کے طور پر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اس وقت اسپان کے مشہور شہر اور بندرگاہ پورٹو جا رہے تھے اور اب ان کا سفر تقریباً ختم ہی ہونے والا تھا۔ جہاز زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر جانے والا تھا۔ ان کا خیال درست ثابت ہوا اور جہاز پورٹو ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور اس سے تقریباً ایک گھنٹے بعد پورٹو کے سب سے شاندار اور معیاری ہوٹل کپوزٹ کے ایک کمرے میں تنویر اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچنا چاہتا ہو جبکہ جولیا ساتھ والے علیحدہ کمرے میں تھی کیونکہ پاکیشیا سے کرانس پہنچ کر اور کرانس سے یہاں پورٹو کے اس ہوٹل میں دو کمرے بک کرا لئے گئے تھے۔ جولیا اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ تنویر نے یورپی میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ مستقل نوعیت کا نظر آ رہا تھا کیونکہ یہاں پورٹو میں گو ایشیائی سیاحوں کی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی لیکن تنویر نہیں چاہتا تھا کہ کوئی خصوصی طور پر اس کی طرف متوجہ ہو اس لئے اس نے مستقل نوعیت کا میک اپ کر لیا تھا جو عام سے میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتا تھا۔ اس میک اپ میں اس کا نام اوبرائے تھا۔ کمرے کی چابیاں ملتے ہی

جولیا نے اپنے کمرے کی چابی لی اور تنویر سے کچھ کہے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تنویر اپنے کمرے کی چابی لے کر اس کے پیچھے آیا لیکن جب وہ اپنے کمرے تک پہنچا تو جولیا اپنے کمرے میں جا چکی تھی اور اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔ تنویر اس وقت سے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی بلکہ غصے کی حالت میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ نجانے کس وقت اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنویر ایک جھٹکے سے رکا اور اس نے مڑ کر ہاتھ بڑھایا اور میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے"...... دوسری طرف سے جولیا نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں کتنی بار بتاؤں مس جولیا کہ لیڈر میں ہوں اس لئے لائحہ عمل میں نے طے کرنا ہے تم نے نہیں لیکن تم میری بات سنتی ہی نہیں اور یہ بھی سن لو کہ چیف نے مجھے لیڈر بنایا ہے اس لئے تمہیں اگر کوئی اعتراض ہے تو چیف سے بات کرو ورنہ میرے احکامات کی تعمیل کرو"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے چیف سے بات کی ہے۔ اس نے یہی کہا ہے کہ لیڈر تم ہو اس لئے لائحہ عمل بھی تم ہی طے کرو گے لیکن چیف نے یہ بھی کہا ہے کہ میں مشورہ دے سکتی ہوں۔ ماننا نہ ماننا تمہاری مرضی ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ میرے کمرے میں آ جاؤ تاکہ مل

ندیم

کر لائحہ عمل طے کر لیں''...... جولیا نے اسی طرح نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تمہیں میرے کمرے میں آنا چاہئے اور پہلے یہ سن لو کہ میں اپنے لائحہ عمل میں کسی مشورے کو پسند نہیں کرتا''...... تنویر نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہی ہوں۔ اب چیف کو کون سمجھائے کہ تم ابھی بچے ہو اس لئے بچوں کی طرح انا پرستی اور ضد کا شکار ہو۔ تم جیسے بچے کو لیڈر بننے کا حق ہی نہیں ہے۔ بہرحال میں آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا کی بات سن کر تنویر کا چہرہ ایک بار پھر آگ کے شعلے کی طرح بھڑک اٹھا تھا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو تنویر نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

''اب کیا ہے''...... تنویر نے انتہائی جھٹکے دار لہجے میں کہا۔ اس نے یہ سمجھ کر رسیور اٹھایا تھا کہ جولیا کی کال ہے۔

''چیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے چیف کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

''یس۔ یس چیف۔ یس سر''...... تنویر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جولیا نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ تم سربراہ بنتے ہی یکسر بدل گئے ہو۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ تنویر بہرحال لیڈر ہے اس

لئے اس کے ساتھ تعاون کرنا اس کا فرض ہے اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں سربراہ بنانے کا یہ مطلب نہیں کہ جولیا تمہاری ماتحت بن گئی ہے اور اس کی تمام صلاحیتیں تم میں منتقل ہو چکی ہیں۔ جولیا نہ صرف انتہائی باصلاحیت اور تجربہ کار ایجنٹ ہے بلکہ وہ ڈپٹی چیف بھی ہے اور ڈپٹی چیف کی حیثیت سے وہ تمہیں ہر حکم دے سکتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ تمہارا لحاظ کر رہی ہے۔ تمہیں اس لئے سربراہ بنایا گیا ہے کہ میں مشن میں تمہاری کامیابی چاہتا ہوں۔ ناکامی کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے اور نہ ہی ناکام افراد کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہے اس لئے مل جل کر کام کرو ورنہ مجھے تمہارے خلاف کوئی بڑا ایکشن لینا پڑے گا۔ کوشش کرو کہ جولیا کو شکایت کا موقع نہ ملے''۔ چیف نے مسلسل بولتے ہوئے تنویر کو باقاعدہ سرزنش کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سانس کو اس طرح باہر نکالا جیسے سیٹی بجا رہا ہو۔

''چیف بہت غصے میں ہے۔ عبرت ناک سزا بھی دے سکتا ہے''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ جولیا کے کمرے میں خود جائے لیکن جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل رہا تھا کہ جولیا اپنے کمرے سے نکل کر اس تک پہنچ گئی۔

''کہاں جا رہے ہو تم''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہارے کمرے میں آ رہا تھا تم سے مشورہ کر کے لائحہ عمل طے کرنے کے لئے"..... تنویر نے نرم لہجے میں کہا تو جولیا اس طرح چونک کر اسے دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ وہی تنویر ہے جو اس کی ایک ایک بات پر آگ بگولا ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ باہر بات کرنے کی بجائے اندر بیٹھ کر بات کی جائے"..... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی تنویر کے کمرے میں داخل ہوئے اور تنویر نے دروازہ بند کر دیا۔

"تمہارا رویہ اور لہجہ کیسے اور کیوں بدل گیا ہے"..... جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کی وجہ سے جس کی وجہ سے تمہارا رویہ اور لہجہ بدلا تھا"..... تنویر نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ۔ تو چیف نے جھاڑ پلائی ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ بہرحال بتاؤ کیا کرنا ہے"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے ڈرامے کا سکرپٹ لکھ رکھا ہے کہ پڑھ کر سنا دوں گا۔ ہم نے ساڈٹوم پہنچنا ہے اور وہاں سے العباس کو نکالنا ہے اس لئے ہمیں کوئی ایسا لائحہ عمل طے کرنا ہے جس سے یہ کام ہو سکے کیونکہ چیف نے ایک بار پھر دھمکی دی ہے کہ ناکامی کی صورت میں عبرتناک سزا دی جا سکتی ہے"..... تنویر نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"تم پھر غصہ کھا رہے ہو۔ تم نے کہا تھا کہ لائحہ عمل طے کرو

گے اور میں اس پر صرف عمل کرنے کی پابند ہوں گی تو مجھے یہ شرط منظور ہے۔ کیا ہے لائحہ عمل۔ بولو۔ میں اس پر ہر طرح سے عمل کروں گی"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے کمرے میں آرام کرو۔ میں جا کر حالات کا جائزہ لیتا ہوں۔ مجھے کوئی نہ کوئی راستہ بہرحال مل ہی جائے گا"..... تنویر نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی کیونکہ چیف کا یہی حکم ہے۔ شاید چیف کو خطرہ ہے کہ تم مجھے یہیں چھوڑ کر خود اکیلے ہی ساڈٹوم پہنچ جاؤ گے"..... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"..... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لیکن جاؤ گے کہاں"..... جولیا نے کہا۔

"بندرگاہ پر تاکہ وہاں سے کوئی راستہ نکالا جا سکے"..... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز ہاسکی ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''فریڈ بول رہا ہوں فرام پاکیشیا'' ...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ہاسکی اور زیادہ سیدھی ہو گئی۔

''کیا رپورٹ ہے فریڈ'' ...... ہاسکی نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

''عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت اس وقت ایئر پورٹ پر موجود ہے اور یہ تینوں کرانس جا رہے ہیں'' ...... فریڈ نے کہا۔

''کرانس کیوں'' ...... ہاسکی نے بے اختیار چونک کر کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں میڈم۔ آپ نے میری ڈیوٹی تو یہی لگائی تھی کہ میں عمران کی نگرانی کروں اور اگر وہ ملک سے باہر

ندیم

جائے تو میں آپ کو رپورٹ دوں'' ...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پرواز کا نمبر کیا ہے'' ...... ہاسکی نے پوچھا تو فریڈ نے نمبر بتا دیا۔

''عمران اور اس کے ساتھی کن حلیوں میں ہیں۔ حلیوں کی تفصیل بھی بتا دو'' ...... ہاسکی نے پوچھا۔

''عمران کو تو میں جانتا ہوں۔ وہ اپنے اصل چہرے میں ہے۔ البتہ اس کے دونوں ساتھیوں کو میں نہیں جانتا لیکن وہ ہیں مقامی'' ...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تینوں کے حلیئے بھی تفصیل سے بتا دیئے۔

''تم ایئر پورٹ آفس سے ان کے نام معلوم کرو اور اگر ہو سکے تو ان کے کاغذات کی کاپیاں حاصل کر لو تاکہ ان کی تصاویر حاصل کی جا سکیں'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ یہ کام ہو جائے گا کیونکہ یہاں پیسے دے کر سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے'' ...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کاغذات اس نمبر پر جو میں نے تمہیں بتایا تھا فیکس کر دینا'' ...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم'' ...... فریڈ نے کہا تو ہاسکی نے رسیور رکھ دیا۔ وہ بیٹھی چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔

''ہنری بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاسکی بول رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا۔

''اوہ۔ آپ میڈم۔ حکم''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہنری۔ پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے تین آدمی کرانس پہنچ رہے ہیں۔ ان کے حلیئے میں بتا دیتی ہوں اور فلائٹ نمبر بھی''...... ہاسکی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے حلیئے اور فلائٹ نمبر اور اس کے بارے میں باقی تفصیلات بھی بتا دیں۔

''یس میڈم۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے''...... ہنری نے کہا۔

''ان تینوں افراد کی انتہائی سخت نگرانی کرنی ہے لیکن یہ سن لو کہ یہ تینوں انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا تمہارا آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور معلوم کرنا ہے کہ یہ لوگ کرانس سے آگے کہاں جاتے ہیں۔ پھر تم نے مجھے فوراً اطلاع دینی ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم''...... ہنری نے جواب دیا۔

''ان کے کاغذات میں نے پاکیشیا ایئر پورٹ سے منگوائے ہوئے ہیں۔ ان کی کاپیاں بھی میں فیکس کرا دوں گی۔ نگرانی ضرور کرنا۔ لیکن ہاتھ پیر بچا کر''...... ہاسکی نے کہا۔

ندیم

''آپ نے بتا دیا ہے میڈم۔ اب میں خاص خیال رکھوں گا''...... ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ہاسکی نے رسیور رکھ کر ساتھ ہی پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

''یس میڈم''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مارگریٹ۔ پاکیشیا سے فریڈ چند کاغذات فیکس کرے گا۔ ان کاغذات کو تم کرانس میں ہنری کو فیکس کر دینا''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا تو ہاسکی نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز پر پڑی ہوئی ایک فائل اٹھائی اور آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر فائل کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک کام کرنے کے بعد وہ اٹھ کر ریسٹ کرنے ایک علیحدہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہاسکی نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ہاسکی نے کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں کرانس سے''...... دوسری طرف سے کرانس میں پی کاک کے ایجنٹ ہنری کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ یہ لوگ پہنچ گئے کرانس''...... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

''یس میڈم۔ کاغذات کی کاپیاں بھی مجھ تک پہنچ گئی تھیں۔ ہم نے ایئر پورٹ پر چیکنگ کی۔ یہ تینوں افراد پاکیشیا سے کرانس

پہنچے۔ یہاں ان کے لئے ریزاٹ ہوٹل میں کمرے بک تھے۔ ایئر پورٹ سے یہ تینوں ہوٹل چلے گئے اور پھر تینوں ہی ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے ایف سی کیو کے ذریعے ان کی بات چیت سنی لیکن چونکہ وہ کوئی ایشیائی زبان بول رہے تھے اس لئے ان کی باتیں سمجھ میں نہیں آ سکیں''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب تم نے ان پر مستقل نظر رکھنی ہے کہ یہ لوگ کرانس سے کہاں جاتے ہیں''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ ہم پوری طرح ہوشیار ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ کوئی بھی خاص بات ہو تو تم نے مجھے فوراً کال کرنی ہے''...... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور ریسٹ روم سے نکل کر اپنے آفس میں پہنچ گئی۔ وہاں بیٹھ کر وہ کافی دیر تک کام کرتی رہی۔ پھر کلب جاتے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ دوسرے روز وہ ابھی آفس پہنچی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ہاسکی نے کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں میڈم۔ کرانس سے''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

''میڈم۔ وہ تینوں افراد جو پاکیشیا سے کرانس آئے تھے آج صبح

اسپان کے دارالحکومت لاگس روانہ ہو گئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تمہارا مطلب یورپی ملک اسپان ہے یا کوئی اور''...... ہاسکی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یورپی ملک اسپان میڈم''...... ہنری نے جواب دیا۔

''کب گئے ہیں اور کب پہنچیں گے''...... ہاسکی نے پوچھا۔

''وہ پہنچنے والے ہوں گے۔ صبح ہونے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہیں۔ میں نے اس وقت کال کی تھی تو آپ کے آفس سے بتایا گیا کہ آپ اس وقت آفس آتی ہیں اس لئے اب دوبارہ فون کر رہا ہوں''...... ہنری نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے میک اپ تو نہیں کئے''...... ہاسکی نے پوچھا۔

''نو میڈم۔ وہ انہی کاغذات کے تحت گئے ہیں''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے''...... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اسپان کے دارالحکومت لاگس۔ وہاں یہ لوگ کیا کرنے گئے ہوں گے''...... ہاسکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت وہ چونک اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کیا اور پھر تیزی سے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ریڈ فلیگ"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز میں کہا گیا۔

"زیرو پرسنٹیلٹی ہاسکی بول رہی ہوں"...... ہاسکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ چیف باس فرام دس اینڈ۔ کیوں براہ راست کال کی ہے"...... بھاری مردانہ آواز میں کہا گیا۔

"چیف باس۔ پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹ عمران اور اس کے دو ساتھیوں کی نگرانی کرائی جا رہی ہے۔ یہ تینوں العباس کو واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سے نکلے ہیں۔ یہ تینوں پہلے پاکیشیا سے کرانس پہنچے اور پھر کرانس سے یورپی ملک اسپان کے دارالحکومت لاگس پہنچے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کہیں نہ کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے جبکہ ہمیں اس بارے میں علم نہیں ہے جبکہ باس نے اجازت دی ہے کہ میں اور میرا سیکشن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے لیکن اب ہم صرف نگرانی کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے بتا دیں کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے تاکہ ہم اس جگہ کی چیکنگ کر کے ان کا خاتمہ کر سکیں"...... ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"العباس کو وہاں رکھا گیا ہے جہاں تک نہ تم پہنچ سکتی ہو اور نہ ہی پاکیشیائی ایجنٹ۔ چاہے انہیں معلوم ہی کیوں نہ ہو جائے اس لئے تم ان کے خاتمہ کا مشن مکمل کرو۔ العباس کی فکر چھوڑ دو"۔

ندیم

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارسن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کارسن سے بات کراؤ۔ میں ہاسکی بول رہی ہوں پورٹ لینڈ سے"...... ہاسکی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کارسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاسکی بول رہی ہوں۔ پی کاک سپر سیکشن سے"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تین آدمیوں کے حلیئے نوٹ کرو۔ یہ کرانس سے اسپان کے دارالحکومت آج پہنچے ہیں۔ کسی نہ کسی ہوٹل میں ان کا قیام ہو گا۔ انہیں ٹریس کرو اور پھر ان کی نگرانی کراؤ کہ یہ کیا کرنے دارالحکومت آئے ہیں۔ یہ وہاں کہاں جاتے ہیں اور پھر مجھے رپورٹ کرو"۔ ہاسکی نے کہا۔

ندیم

"یس میڈم۔ حلیئے بتائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاسکی نے تینوں کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"میں نے نوٹ کر لئے ہیں میڈم۔ پورے دارالحکومت میں ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم جلد ہی ان کا سراغ لگا لیں گے اور پھر ان کی نگرانی شروع کر دی جائے گی"...... کارسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ خیال رکھنا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا تمہارا کوئی آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور یہ ہمارے بارے میں اس سے معلومات حاصل کر کے غائب ہو جائیں۔ ایجنٹس ہونے کی وجہ سے یہ کسی بھی وقت میک اپ تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہر بات کا خیال رکھنا ہوگا اور ساتھ ساتھ رپورٹ دینا ہوگی"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے اگر آپ نے ان کا خاتمہ کرانا ہے تو یہ کام بھی ہو سکتا ہے"...... کارسن نے کہا۔

"نہیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ اگر یہ لوگ یہاں سے آگے کہیں نہ گئے تو پھر میں اپنے سیکشن سمیت وہاں پہنچ کر خود یہ کام کروں گی جس میں تمہاری مدد ہمیں حاصل رہے گی کیونکہ یہاں تم پی کاک کی نمائندگی کر رہے ہو"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم۔ جیسے آپ کا حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ آخر اسپان کیوں گئے ہوں گے"...... ہاسکی نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں مزید کچھ سوچتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہاسکی نے کہا۔

"ہنری بول رہا ہوں میڈم۔ کرانس سے"...... دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی تو ہاسکی چونک پڑی۔

"کوئی خاص بات"...... ہاسکی نے پوچھا۔

"یس میڈم۔ ان تینوں افراد کے درمیان ہونے والی ایشیائی زبان میں گفتگو کا ایک حصہ ایک خصوصی ذریعے سے ٹرانسلیٹ کرایا گیا ہے۔ اس کے مطابق یہ لوگ اسپان کی بندرگاہ پورٹو سے دو اڑھائی سو بحری میل کے فاصلے پر جزیرہ ساڈٹوم جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ ان کے مطابق پاکیشیا سے اغوا ہونے والی کسی بڑی شخصیت کو ساڈٹوم میں رکھا گیا ہے"...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ تم نے انتہائی اہم کام کیا ہے۔ گڈ بائی"...... ہاسکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو اس لئے چیف باس کہہ رہے تھے کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں

تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے لیکن یہ واقعی خطرناک ایجنٹ ہیں جنہوں نے پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے معلوم کر لیا کہ العباس کو ساڈٹوم میں رکھا گیا ہے اور چیف باس نے مجھے اس بارے میں اشارہ تک نہیں دیا۔ بہرحال اب ان ایجنٹوں کے خلاف فوراً کوئی کارروائی کرنا ہوگی“...... ہاسکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ پورٹو میں ایک پارٹی سے بات چیت کر کے وہاں ان ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کا کام لگا سکے کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ ایجنٹ پورٹو سے آگے کسی صورت بھی نہ بڑھ سکیں گے اور ان کا خاتمہ وہیں پورٹو میں ہی کرنا پڑے گا۔

حصہ اول ختم شد

ندیم

عمران سیریز

پی کاک

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ---------- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ------ محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

ندیم

تنویر اور جولیا دونوں پورٹو کی بندرگاہ کے وسیع و عریض ایریئے میں اس طرح گھومتے پھر رہے تھے کہ جیسے کسی پارک میں گھومتے ہوئے وہاں کے ماحول کو انجوائے کر رہے ہوں۔ یہاں بے شمار چھوٹے بڑے ہوٹل اور کلب بھی موجود تھے۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ کاروں اور ٹیکسیوں کا بھی خاصا رش تھا اور یہاں بوڑھے ملاح بھی اپنی مخصوص وردیوں میں ملبوس اس طرح گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے جیسے اپنے سنہری دور کو اب بھی زندہ دیکھ رہے ہوں۔

”ہمارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے تنویر“...... جولیا نے قدرے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”کسی ایسے آدمی کی تلاش جو ہمیں ساڈوم تک پہنچنے کا محفوظ راستہ بتا سکے“...... تنویر نے جواب دیا۔

”تو کیا کسی کے چہرے پر لکھا ہوا ہوگا کہ وہ محفوظ راستہ بتا سکتا

ہے“...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ اس کے چہرے پر لکھا ہوا ہو گا۔ تم چاہو تو کسی ریستوران میں بیٹھ کر چائے پی لو۔ میں پہنچ جاؤں گا“......تنویر نے جواب دیا۔

”نہیں۔ میں اس ماحول میں اکیلی نہیں بیٹھ سکتی“...... جولیا نے جواب دیا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے جولیا کی یہ بات بے حد پسند آئی ہو اور ایک بار پھر وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔ اچانک تنویر ایک جگہ رک گیا۔ جولیا بھی ٹھٹھک کر رک گئی۔ سامنے ایک پتھر پر ایک بوڑھا ملاح بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر شکستگی کے تاثرات واضح نظر آ رہے تھے۔

”آپ کا کیا نام ہے“...... تنویر نے آگے بڑھ کر کہا تو سر جھکا کر بیٹھا ہوا بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

”تم کون ہو۔ کیا سیاح ہو“...... بوڑھے نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم سیاح بھی ہیں اور اس علاقے پر یونیورسٹی کی طرف سے مضمون لکھنے کے لئے تیاری کرنے یہاں آئے ہیں۔ اگر آپ ہمیں مخصوص معلومات دے سکیں تو ایک سو ڈالرز انعام میں ملیں گے اور ساتھ ہی جس قدر چاہو شراب بھی“...... تنویر نے کہا تو بوڑھے کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”او کے۔ تو آؤ کہیں بیٹھتے ہیں“...... بوڑھے نے اٹھتے ہوئے

کہا۔

”نام تو تم نے بتایا نہیں اور کیا بتاؤ گے“...... جولیا نے کہا۔

”میرا نام کنگ ہے اور مجھے اب اولڈ کنگ کہا جاتا ہے۔ کبھی میں بھی اس علاقے کا واقعی کنگ تھا۔ ہر کام میں نمایاں رہتا تھا لیکن اب میں بوڑھا اور ناکارہ ہو گیا ہوں۔ بہرحال تمہیں میں تمام معلومات دے سکتا ہوں بلکہ تم نے بہترین آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی آدمی اب زندہ نہیں رہا جو تمہیں حقائق پر مبنی معلومات دے سکے“...... بوڑھے کنگ نے اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”آؤ ہمارے ساتھ“......تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے ایک چھوٹے سے ریستوران میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں زیادہ رش اور شور نہ تھا۔ ویٹر کو انہوں نے کنگ کے لئے شراب اور اپنے لئے مشروبات کا آرڈر دے دیا۔

”تم شراب نہیں پیتے“...... بوڑھے کنگ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں ڈاکٹر نے روک دیا ہے ورنہ ہم دن رات پیتے ہی شراب تھے“......تنویر نے کہا تو کنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے جیب سے سو ڈالر کا نوٹ نکالا اور اسے کنگ کی طرف بڑھا دیا۔ کنگ نے اس طرح نوٹ کو جھپٹا جیسے وہ دنیا کی کوئی انمول چیز ہو اور جلدی سے اپنی جیب میں ڈال دیا۔ پھر اس سے

پہلے کہ مزید بات ہوتی ویٹر نے شراب کی بوتل اور مشروبات لا کر سرو کر دیئے۔

"ہاں۔ اب پوچھو۔ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو"...... کنگ نے شراب کا گلاس آدھے سے زیادہ بیک وقت اپنے حلق میں اتارنے کے بعد کہا۔ اب اس کے چہرے پر بشاشت نمایاں ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پورٹو سے ساڈٹوم جانا تقریباً ناممکن ہے جب تک ساڈٹوم خود اس کی اجازت نہ دے لیکن ہم نے ساڈٹوم نہ صرف پہنچنا ہے بلکہ وہاں سے صحیح سلامت واپس بھی آنا ہے۔ تم اس بارے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو"...... تنویر نے کہا تو کنگ نے باقی آدھا گلاس حلق میں انڈیلا اور پھر گلاس میز پر رکھ کر جیب سے سو ڈالر کا نوٹ نکالا اور اسے واپس تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"آئی ایم سوری۔ میں ساڈٹوم کے خلاف تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا ورنہ وہ مجھے تو کیا میرے پورے خاندان کو سرعام اڑا دے گا اور کسی میں بھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ اس کا یا اس کے آدمیوں کا ہاتھ پکڑ سکے اور تم بھی اس خیال سے باز آ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے"...... کنگ نے کہا۔

"اسے تم رکھو اور یہ دوسرا نوٹ بھی لے لو۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں ہے۔ ہم صرف ایڈونچر کے طور پر ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم میں ہمت نہیں ہے تو کسی اور کے بارے میں بتا دو جو یہ ہمت رکھتا

ہو"...... تنویر نے کہا اور سو ڈالر کا ایک اور نوٹ نکال کر پہلے نوٹ پر رکھا اور دونوں نوٹ کنگ کی طرف بڑھا دیئے۔

"اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو پھر کارسن کلب چلے جاؤ۔ اس کا مالک رابرٹ ہے جسے پرنس کارسن کہا جاتا ہے۔ وہ بھی میری طرح بوڑھا آدمی ہے لیکن وہ ڈنکے کی چوٹ پر ساڈٹوم کی مخالفت کرتا ہے اور ساڈٹوم اس کا آج تک کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ وہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔ اسے میرا نام لے دینا"...... کنگ نے نوٹوں کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام سن کر کیا وہ کام کرے گا"...... تنویر نے کہا۔

"کام تو وہ اپنی مرضی کا معاوضہ لے کر کرے گا۔ میرا نام لینے پر وہ کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جو پرنس کارسن کی طرح ساڈٹوم کے ستائے ہوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پرنس کارسن امیر آدمی ہے اور میں غریب ہوں"...... کنگ نے کہا اور اٹھ کر اس طرح بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے ان کا واقف ہی نہ ہو۔ تنویر نے ویٹر کو بلا کر اسے بل دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر اس ریستوران سے باہر آ گئے۔

"تم خواہ مخواہ دولت بھی لٹا رہے ہو اور وقت بھی ضائع کر رہے ہو۔ یہ شکستہ ٹائپ لوگ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں"...... جولیا نے باہر آ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم مکمل اندھیرے سے روشنی کی طرف جا رہے ہیں اور بہتر ہے تم اس قسم کے کومنٹس دینے کی بجائے خاموش رہو۔ میں اپنے بارے میں ایسے کومنٹس سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اگر زیادہ تھک گئی ہو تو واپس جا کر ہوٹل میں آرام کرو"...... تنویر نے قدرے ورشت لہجے میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ میں بھی دیکھتی ہوں کہ روشنی کب اور کہاں ملتی ہے تمہیں"...... جولیا نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو تنویر کا چہرہ غصے سے بھڑک اٹھا لیکن پھر وہ کچھ سوچ کر خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کارسن کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور یہاں آنے جانے والے تمام افراد عام سے ملاح دکھائی دے رہے تھے۔

"ہم نے کارسن سے ملنا ہے اور ہمیں اولڈ کنگ نے بھیجا ہے"...... تنویر نے کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی سے کہا تو وہ چند لمحے تو غور سے تنویر اور جولیا کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"اس بوڑھے عیار نے کتنی رقم اینٹھ لی ہے آپ سے"۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ہم نے اسے کوئی رقم نہیں دی۔ تم کارسن سے بات کرو یا ہمیں اجازت دو کہ ہم اس کے آفس چلے جائیں"...... تنویر نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو کاؤنٹر مین نے سامنے پڑے ہوئے

ندیم

فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے روکی بول رہا ہوں۔ ایک سیاح جوڑا آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔ انہیں اولڈ کنگ نے بھیجا ہے"...... کاؤنٹر مین روکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھجوا دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو روکی نے رسیور رکھ دیا۔

"سامنے گلی میں چیف کا آفس ہے۔ باہر نام لکھا ہوا ہے۔ چلے جاؤ"...... روکی نے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا اس طرف مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ گلی کے آخر میں واقعی ایک دروازہ تھا جس کے باہر کارسن کی نیم پلیٹ موجود تھی لیکن وہاں کوئی مسلح آدمی موجود نہ تھا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ تنویر آگے بڑھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا تھی۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور میز کی دوسری طرف ایک خاصا بوڑھا آدمی کرسی پر بیٹھا بڑے غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام مارشل ہے اور یہ میری ساتھی مارگریٹ ہے"...... تنویر نے میز کی سائیڈ سے آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"معاف کرنا۔ میں اٹھ نہیں سکتا اس لئے مجبوری ہے"۔ کارسن نے بیٹھے بیٹھے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ندیم

"اوہ اچھا۔ کوئی بات نہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا مصافحہ کرنے کی بجائے ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"ہمیں اولڈ کنگ نے بھیجا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے فون پر بتایا گیا ہے اور اسی لئے تو میں نے تمہیں بلا لیا ہے۔ کیا مسئلہ ہے"...... کارسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہم ساڈٹوم جزیرے پر ساڈٹوم کی مرضی کے بغیر جانا اور واپس آنا چاہتے ہیں۔ صرف ایڈونچر کے طور پر کیونکہ بظاہر ساڈٹوم کی اجازت کے بغیر وہاں کسی صورت ہم نہیں پہنچ سکتے"...... تنویر نے کہا۔

"ویسے تو یہ ناممکن ہے لیکن میرے پاس ایک راستہ موجود ہے مگر یہ اس قدر سیف نہیں ہے کہ کہا جا سکے کہ کوئی مشکل حائل نہیں ہو گی لیکن یہاں کم مشکلات ہیں۔ تم مجھے اصل بات بتاؤ کہ تم کیوں وہاں جانا چاہتے ہو"...... کارسن نے کہا۔

"یہی اصل بات ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"دیکھو۔ میری پوری زندگی ایسے ہی معاملات میں گزری ہے۔ میں کبھی ساڈٹوم جزیرے اور اس پورے علاقے کا پرنس تھا لیکن اب صرف ایک کلب تک محدود ہو کر رہ گیا ہوں اس لئے مجھے ساڈٹوم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر اس طرح میں تمہاری زیادہ اچھی طرح مدد کر سکوں گا۔ جہاں تک میرا خیال ہے تم دونوں ساڈٹوم

سے متاع کے سربراہ العباس کو واپس لانا چاہتے ہو جسے ساڈٹوم میں رکھا گیا ہے"...... کارسن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی آئے سمجھ لو۔ بہرحال تم ہماری مدد کرو اور ہمیں کوئی سیف راستہ بتا دو۔ پوری تفصیل کے ساتھ۔ اس کا جو معاوضہ تم کہو گے وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"معاوضہ تو بہرحال میں لوں گا اور معاوضہ ہے دس لاکھ ڈالرز۔ کیا تم اتنی رقم دے سکتے ہو"...... کارسن نے کہا۔

"نہیں۔ اتنی رقم محض ایڈونچر کے لئے خرچ نہیں کی جا سکتی۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ڈالرز دے سکتے ہیں۔ لینی ہے تو بتا دو ورنہ ہم کسی اور کو اس کام کے لئے تلاش کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی ایڈونچر کے لئے آئے ہو۔ بہرحال دو ایک لاکھ ڈالرز"...... کارسن نے فوراً ہی سرنڈر ہوتے ہوئے کہا تو تنویر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک نکالی اور ایک چیک پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کارسن کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ گارنٹڈ چیک ہے"...... تنویر نے کہا تو کارسن نے چیک لے لیا۔ وہ کچھ دیر چیک کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر سائیڈ پر جھک کر اس نے دونوں اطراف میں رکھی

ہوئی بیساکھیاں اٹھا کر ان کی مدد سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ تا کہ تفصیل سے بات ہو سکے"..... کارسن نے کہا اور بیساکھیوں کی مدد سے مڑ کر وہ عقبی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور جولیا بھی کمرے میں داخل ہوئے۔ کارسن نے لائٹ جلائی اور پھر ایک دیوار پر موجود بہت بڑے پوسٹر پر موجود لائٹ جلا دی۔

"بیٹھو"..... کارسن نے اس پوسٹر کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو تنویر اور جولیا کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"دیکھو۔ یہ پورٹو بندرگاہ ہے۔ یہ ساڈٹوم جزیرہ اور پورٹو سے ساڈٹوم تک اور ساڈٹوم کے چاروں طرف آبی نرسل جنہیں یہاں اس علاقے میں رافا کہا جاتا ہے انتہائی خطرناک ہیں۔ سمندر کے اندر بھی اور باہر بھی ہیں۔ سمندر کے اندر ان کی جڑیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بوٹ نہیں چل سکتی اور باہر اس لئے خطرناک ہیں کہ یہ انسان کا گلا تو ایک طرف بوٹ کی لکڑی کو بھی کاٹ دیتی ہیں۔ اس میں سیف راستے بنے ہوئے ہیں جنہیں ساڈٹوم اور اس کے خاص آدمی جانتے ہیں۔ ان راستوں پر صرف ساڈٹوم کی اجازت سے ہی مخصوص کشتیوں میں سفر کیا جا سکتا ہے جس کی ظاہر ہے وہ اجازت نہیں دے گا۔ میرے پاس ایک راستہ ہے لیکن یہ راستہ بھی انتہائی خطرناک ہے۔ صرف ہمت اور حوصلے والے افراد اس راستے پر سفر کر سکتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ

ندیم

اس کا علم میرے علاوہ اور کسی کو نہیں، سب کو ہے۔ ساڈٹوم کو بھی ہے اس لئے اس نے اس راستے میں چار جگہوں پر ناکے لگائے ہوئے ہیں اور یہ ناکے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ اس راستے پر سفر کرنے والا ان جزیروں کے سامنے سے ہی گزر کر آگے بڑھ سکتا ہے اور ان چاروں چھوٹے جزیروں پر ساڈٹوم کے خطرناک لوگ تعینات ہیں۔ ان لوگوں سے کس طرح نمٹنا ہے یہ بات سفر کرنے والا خود سوچ سکتا ہے"..... کارسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ راستہ کون سا ہے اور کس طرح کراس ہو گا رافا کی موجودگی میں"..... تنویر نے کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہ سرخ رنگ کی لکیر۔ یہی راستہ ہے۔ اس راستے پر صرف اونچے کناروں والی بوٹ سفر کر سکتی ہے۔ اس بوٹ کو یہاں ڈیل بوٹ کہا جاتا ہے کیونکہ سطح سے اس کے چاروں طرف کے کنارے خاصے بلند ہوتے ہیں اور ان کناروں پر تیز دھار کے ایسے آلات لگے ہوئے ہیں جو نرسلوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ یہ بوٹ بھی میں تمہیں مہیا کر سکتا ہوں اور ایسا بوٹ کیپٹن بھی، جو تمہیں ساڈٹوم جزیرے تک لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم ناکوں کو کور کر سکو"..... کارسن نے کہا۔

"لیکن تمہارے آدمی کو بھی تو موت کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ پھر"..... تنویر نے کہا۔

ندیم

"نہیں۔ وہ میرا آدمی ہے۔ اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے واپس بھیج دیا جائے گا۔ البتہ تمہارے بارے میں میری کوئی گارنٹی نہیں اور نہ ہی میں گارنٹی دے سکتا ہوں اس لئے پہلے بتا رہا ہوں"...... کارسن نے کہا۔

"اچھا۔ یہ بتاؤ کہ ساڈٹوم میں خود ساڈٹوم کہاں رہتا ہے اور جزیرے کی اندرونی ساخت کیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ساڈٹوم جزیرے کے چاروں طرف گھنا جنگل موجود ہے۔ البتہ ایک سائیڈ پر یہ جنگل کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے۔ یہاں سے ہی ساڈٹوم میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں ساڈٹوم کے انتہائی خطرناک افراد تعینات ہیں جو بغیر اجازت داخل ہونے والوں کو فوراً گولی مار دیتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی کافی ہے اور یہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ساڈٹوم جزیرے کے اندر درمیان میں بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں جن کے گرد اونچی فصیل نما دیواریں ہیں جن میں ایک بڑا گیٹ ہے جس سے اندر جایا اور باہر آیا جا سکتا ہے۔ چاروں کونوں میں چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں اور یہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی موجود ہیں جو ہر ہیلی کاپٹر اور جہاز کو فضا میں ہی اڑا دیتی ہیں"...... کارسن نے کہا۔

"اسمگلنگ کا مال کیسے اندر لایا اور باہر لے جایا جاتا ہے"۔ جولیا نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم عقلمند عورت ہو۔ تم نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔

اسمگلنگ کے مال کے لئے عقبی طرف بڑے بڑے گودام بنے ہوئے ہیں اور وہاں سے مال اندر لے جایا جاتا ہے اور باہر نکالا جاتا ہے۔ اس راستے پر صرف مخصوص بوٹس سفر کر سکتی ہیں اور یہ بوٹس صرف ساڈٹوم کے آدمیوں کے پاس ہیں۔ ان کی بھی باقاعدہ چیکنگ ہوتی رہتی ہے اور اگر تم اس العباس کو چھڑوانے کے لئے آئے ہو تو یہ بتا دوں کہ اس فصیل کے اندر ایک عمارت میں ہسپتال بنایا گیا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس پر اونچی صلیب لگی ہوئی صاف نظر آتی ہے۔ العباس کو اس ہسپتال میں رکھا گیا ہو گا۔ ساڈٹوم بھی ایک عمارت میں رہتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ عمارت سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے اور اس پر سرخ رنگ کا جھنڈا ہر وقت لہراتا رہتا ہے جس پر جنگلی بھینسا بنا ہوا ہے۔ یہی ساڈٹوم کی نشانی ہے کیونکہ وہ خود بھی جسمانی طور پر جنگلی بھینسے سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ وہ انتہائی سفاک اور جھگڑالو قسم کا انسان ہے۔ دوسروں کو ہلاک کر کے اسے شیطانی خوشی حاصل ہوتی ہے"...... کارسن نے قدرے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر سمجھ گیا کہ اس کی ساڈٹوم سے ذاتی دشمنی ہے۔

"تمہارا آدمی کہاں ملے گا اور یہ ڈبل بوٹ کیسے مل سکتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تو کیا سب کچھ سننے اور جاننے کے بعد بھی تم اس لڑکی کو ساتھ لے کر اس خطرناک راستے پر سفر کرو گے۔ تمہاری زندگیاں

راستے میں بھی اور جزیرے پر بھی سو فیصد تو نہیں نوے فیصد داؤ پر لگی ہوئی ہوں گی"...... کارسن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں چھوڑو۔ خوف کی بجائے ہمیں یہ سب سن کر لطف آ رہا ہے کہ ہمارا ایڈونچر شاندار رہے گا"...... تنویر نے کہا تو کارسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ تمہارا حوصلہ واقعی قابل داد ہے۔ بہرحال کشتی کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالرز اور کیپٹن کا معاوضہ پچاس ہزار ڈالرز ہے۔ یہ معاوضہ ادا کر دو گے تو پھر تمہیں بوٹ اور کیپٹن دونوں مل جائیں گے"...... کارسن نے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر جیب سے چیک بک نکالی اور ایک چیک لکھ کر اس نے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور کارسن کی طرف بڑھا دیا جو اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ کارسن نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"کب جانے کا ارادہ ہے"...... کارسن نے پوچھا۔

"کیا ہمیں رات کو سفر کرنا چاہئے یا دن کو"...... جولیا نے پوچھا۔

"رات کو سفر ممکن ہی نہیں ہے۔ کیپٹن کی ذرا سی غفلت کا انجام عبرتناک ہو سکتا ہے۔ دن کو سفر ٹھیک رہے گا"...... کارسن نے جواب دیا۔

"تو کل صبح سات بجے کا وقت ٹھیک رہے گا"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں صبح سات بجے سے پہلے زونگی گھاٹ پر پہنچ جانا۔ میں وہاں خود موجود ہوں گا"...... کارسن نے کہا۔

"اچھا۔ اب یہ بتا دو کہ تم ہمارے جانے کے بعد ساڈٹوم کو فون تو نہیں کرو گے تاکہ تم دولت بھی کما لو اور اپنی اور اپنے آدمی کی جانیں بھی بچا لو"...... تنویر نے کہا تو کارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"تم نے یہ بات سوچی ہی کیوں۔ اپنے چیک واپس لو اور جاؤ یہاں سے۔ کارسن کو تم نے اس قدر گھٹیا سمجھ لیا ہے۔ اگر کارسن اس قدر گھٹیا ہوتا تو اب تک ساڈٹوم کے ہاتھوں ایک ہزار بار ہلاک ہو چکا ہوتا"...... کارسن نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے چیک نکال لئے۔

"اس میں اتنا غصہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک امکانی صورت ہو سکتی ہے۔ ہمارا معاملہ تمہارے ساتھ پہلی بار ہو رہا ہے اس لئے ہمیں نہیں معلوم کہ تم کس فطرت اور طبیعت کے آدمی ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے فکر ہو کر جاؤ۔ تم خود ہمت ہار گئے تو دوسری بات ہے ورنہ نہ میرا آدمی پیچھے ہٹے گا اور نہ ہی میری طرف سے تمہیں کوئی شکایت ہو گی بلکہ اگر تم ساڈٹوم کا خاتمہ کر دو تو یہ میرے لئے انتہائی اطمینان بخش کام ہو گا"...... کارسن نے کہا۔

"اوکے۔ اب ہمیں اجازت۔ ہم کل صبح ساڑھے چھ بجے زونگی

گھاٹ پر پہنچ جائیں گے''...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تنویر نے کارسن سے مصافحہ کیا اور مڑ کر وہ دونوں اس آفس کے دروازے سے باہر آ گئے۔

اسپان کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عمران صبح سے ہی اپنے کمرے سے غائب تھا۔ اس وقت دوپہر ہو چکی تھی لیکن عمران کی واپسی نہ ہوئی تھی۔

''اس وقت جولیا اور تنویر ہمارے ساتھ ہوتے تو دونوں ہی عمران کو کوس رہے ہوتے کہ خود کام کرتا ہے دوسروں کو کرنے نہیں دیتا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس بار نجانے کیوں چیف نے جولیا اور تنویر کو علیحدہ ٹیم بنا دیا ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ حکمت نہیں آئی''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ یہ کمرہ اسی کے نام سے بک تھا۔

ندیم

"یس۔ صفدر سعید بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"صرف صفدر سعید نہیں بلکہ صفدر سعید یار جنگ بہادر کہا کرو تاکہ دوسرے پر رعب تو پڑے"...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ آ گئے واپس"......صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں اور اب اپنے کمرے میں تم دونوں کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ مجھے لنچ نصیب ہو سکے۔ اکیلا کھاؤں تو اماں بی کی جوتیاں یاد آ جاتی ہیں جو کہتی ہیں کہ اکیلا کھانے والے کے ساتھ شیطان شامل ہو جاتا ہے اور کھانے سے برکت اڑ جاتی ہے"...... دوسری طرف سے عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں"......صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران کی باتوں کا چرخہ آسانی سے نہیں رکے گا۔

"آؤ کیپٹن۔ عمران صاحب سے بات چیت بھی ہو جائے اور لنچ بھی کر لیا جائے"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمران کے کمرے میں داخل ہوئے تو عمران نے اٹھ کر ان کا اس طرح استقبال کیا جیسے وہ کوئی مہمان ہوں اور کافی عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہو۔

"آپ بہت پریشان نظر آ رہے ہیں عمران صاحب۔ کوئی خاص

وجہ"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں بچا کھچا بھی ہاتھ سے نہ نکل جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے۔

"بچا کھچا۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے سیکرٹ سروس کی ایک بڑی ٹیم ہوتی تھی۔ چیف نے اسے آدھا کر دیا تو میں نے سوچا کہ چلو اتنا ہی غنیمت ہے لیکن اب چیف نے اسے مزید سکیڑ دیا ہے۔ اب دو بندوں پر مشتمل ٹیم کا میں سربراہ ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اس بچی کھچی ٹیم کی سربراہی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں بھی مسرت کی چمک نمایاں ہو گئی تھی۔

"آپ کا فون آنے سے پہلے یہی بات ہو رہی تھی۔ کیپٹن شکیل کہہ رہا تھا کہ چیف نے جولیا اور تنویر کو علیحدہ کیوں کر دیا ہے اور واقعی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"...... صفدر نے کہا۔

"لنچ آ رہا ہے۔ وہ کر لو۔ پھر بتاؤں گا"...... عمران نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو ویٹر ٹرالیاں دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کھانے کا سامان میز پر لگا دیا۔ ساتھ ہی پانی کی بوتلیں بھی رکھ دیں اور پھر ٹرالیاں وہیں ایک

ندیم

طرف کھڑی کر کے وہ واپس چلے گئے۔ کھانا کھانے کے بعد عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل نے باری باری جا کر ہاتھ دھوئے اور پھر عمران نے انٹرکام پر روم سروس کو کافی بھجوانے اور کھانے کے برتن اٹھانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دو ویٹروں نے آ کر کھانے کے برتن ٹرالیوں میں رکھے اور واپس چلے گئے جبکہ ایک ویٹر نے آ کر کافی کا سامان میز پر رکھا اور واپس چلا گیا تو صفدر نے کافی کی تین پیالیاں بنائیں اور ایک عمران اور ایک کیپٹن شکیل کے سامنے رکھی اور تیسری پیالی اپنے سامنے رکھ لی۔

''ہاں۔ تم پوچھ رہے تھے کہ چیف نے اس بار جولیا اور تنویر کی علیحدہ ٹیم کیوں بنائی ہے تو اصل بات یہ ہے کہ یہ ٹیم سزا کے لئے بنائی گئی ہے''...... عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''سزا کے لئے۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا ڈپٹی چیف ہے اور عام طور پر جب میں موجود نہ ہوں تو جولیا کو ہی سربراہ بنایا جاتا ہے لیکن اس بار تنویر کو سربراہ بنایا گیا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ جولیا کو سزا دی جائے اور تنویر کو بھی۔ تنویر کو اس لئے کہ اس کی بات جولیا نے مانی نہیں اور تنویر کی مردانہ انا شدید مجروح ہو گی تو دونوں کو سزا ملتی رہے گی''...... عمران نے کہا۔

''ایسا کیوں کیا گیا ہے عمران صاحب''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بتایا تو ہے کہ دونوں کو سزا دینے کے لئے اور مجھے میری اوقات بتانے کے لئے کہ بڑا ٹیم کا سربراہ بنا پھرتا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ سنجیدہ ہو جائیں ورنہ''...... صفدر نے کہا۔

''ورنہ کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہم دونوں بھی جولیا اور تنویر کی طرح علیحدہ ٹیم بنا لیں گے۔ پھر آپ کیا کریں گے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ارے۔ ارے۔ یعنی بالکل ہی بے وقعت۔ چلو بتا دیتا ہوں بلکہ بتانا تو اب مجبوری بن گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مشن جس انداز کا ہے اس کے لئے تنویر کا ڈائریکٹ ایکشن بے حد ضروری ہے۔ جولیا کو اس لئے ساتھ رکھا گیا ہے کہ جولیا اسے اپنی سمجھ داری سے کسی حد تک متوازن رکھے گی لیکن ہوا الٹا کام۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے لڑ پڑے جس پر چیف نے مداخلت کی اور جولیا کو الگ جھاڑ پڑی اور تنویر کو الگ۔ اب دونوں بقول چیف مل کر کام کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا آپ نے چیف سے بات کی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایک ٹپ کے سلسلے میں ان سے بات ہوئی ہے تو انہوں نے بتایا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر یہ مشن تنویر اور جولیا کا ہے تو ہم کیا کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''مشن کے راستے کے کانٹے ہٹائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ پلیز کھل کر بات کریں۔ یہ انتہائی اہم مشن ہے۔ پاکیشیا کی عزت کا سوال ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے اس بار مجھے قربانی کا بکرا قرار دیا ہے اور کچھ نہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ پھر پٹڑی سے اتر رہے ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''تم سیدھی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پوری دنیا میں بے چارہ عمران بدنام ہے۔ سب کے سامنے وہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا چیف چھپے ہوئے ہیں۔ اب جو تنظیم العباس کو اغوا کر کے لے گئی ہے اسے بہرحال یہ تو معلوم ہو گا ہی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے پیچھے آئیں گے۔ یہودیوں کے پاس ایک تنظیم نہیں ہے بے شمار تنظیمیں ہیں لیکن اس کے سامنے صرف عمران ہے اس لئے لامحالہ عمران کی ہی نگرانی ہو گی جبکہ جولیا اور تنویر کو کوئی جانتا نہیں۔ پھر مشن بھی تنویر سٹائل کا ہے اس لئے مشن تو مکمل کرے گی تنویر اور جولیا کی ٹیم جبکہ ہم مخالف تنظیموں کی توجہ ہٹائے رکھیں گے اور تنویر اور جولیا کے راستے سے کانٹے ہٹاتے رہیں

ندیم

گے۔ مطلب ہے کہ مخالف تنظیموں کو اس قدر الجھائیں گے کہ وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہی نہ ہو سکیں گے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن جولیا اور تنویر کیسے یہ مشن مکمل کریں گے۔ کیا وہ اکیلے راستے کی مشکلات پر قابو پا لیں گے اور پھر راستے تو بے حد مشکل ہیں۔ آپ کو ان سے رابطہ رکھنا چاہئے''...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تنویر کی فکر مت کرو۔ وہ ڈیشنگ ایجنٹ ہے۔ وہ ساؤٹوم جیسے بدمعاشوں اور گینگسٹروں کے بس سے باہر ہے۔ پھر ساتھ جولیا بھی ہے تو سونے پر سہاگے والا کام ہو جائے گا اور جہاں تک رابطے کا تعلق ہے تو چیف نے منع کیا ہے کہ ان سے کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھا جائے گا تاکہ کسی ایجنٹ کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان کا تعلق عمران سے ہے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چیف بہتر جانتے ہیں لیکن اب ہم نے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے یہاں سے پورٹو جانا ہے اور وہاں ہم نے یہودی تنظیموں کا راستہ روکنا ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ اصل مشن کوئی اور پورا کر رہا ہے۔ وہ ہم سے لڑ کر یہ سمجھتے رہیں کہ وہ ہمیں الجھائے ہوئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

ندیم

"ہم کیسے انہیں ٹریس کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے نہیں۔ انہوں نے ہمیں ٹریس کرنا ہے اسی لئے ہم اپنے اصل چہروں میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے پاکیشیا ایئر پورٹ پر ہماری نگرانی کی جا رہی تھی"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور نہ صرف پاکیشیا ایئر پورٹ پر بلکہ کرانس میں اور یہاں بھی نگرانی کی جا رہی ہے۔ مقابلہ شاید پورٹو جا کر ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"تو کب چلنا ہے پورٹو"...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ایکشن میں آنے کے لئے بیتاب ہو لیکن بغیر کسی ٹپ کے وہاں جانا اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لئے میں صبح سے اسی کام میں مصروف تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے ایک معقول ٹپ کا بندوبست کر لیا ہے جو وہاں پی کاک اور دوسری یہودی تنظیموں کے خلاف بھی ہمارے لئے کام کرے گی۔ گو میرے پاس پاکیشیا سے چلتے ہوئے بھی ایک ٹپ موجود تھی جو مجھے اس آدمی نے دی تھی جس نے ساڈٹوم کے بارے میں اطلاع دی تھی لیکن مجھے خدشہ تھا کہ یہ ٹپ الٹا ہمارے لئے پھندہ نہ بن جائے اس لئے میں نے اسے ڈراپ کر دیا اور نئی ٹپ ٹریس کرنے میں لگا رہا"...... عمران نے کہا

تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ کون ہماری نگرانی کر رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"جو معلومات مجھے ملی ہیں ان کے مطابق کرانس میں جو گروپ ہماری نگرانی کر رہا تھا وہ کرانس میں پی کاک کا ایجنٹ ہے اور جس کو وہ رپورٹ دے رہا تھا وہ پی کاک کے سپر سیکشن کی انچارج ایک خاتون ہاسکی ہے اور یہی وہ ہاسکی ہے جس نے پاکیشیا سے انتہائی کامیابی سے العباس کو اغوا کیا ہے اس لئے اسے آسان نہ لیا جائے"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ساڈٹوم سر سے گنجا تھا۔ ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی۔ ٹھوڑی کی بناوٹ ہتھوڑے جیسی تھی۔ آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں تیز شیطانی چمک تھی اور وہ چہرے مہرے سے انتہائی عیار، شاطر، سفاک اور ظالم دکھائی دیتا تھا۔ اس کا جسم جنگلی بھینسے کی طرح پلا ہوا تھا۔ وہ اپنے بڑے سے آفس میں کرسی پر اس طرح اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے اس کے پورے جسم کو کلف لگا ہوا ہو۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون پڑے ہوئے تھے جن پر وقفے وقفے سے کالیں آ رہی تھیں اور وہ بڑے تحکمانہ لہجے میں جواب دے رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا نوجوان جس کا جسم ورزشی تھا، اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ساڈٹوم کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... ساڈٹوم نے آنے والے سے کہا اور وہ میز کی

ندیم

دوسری طرف موجود کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کرسی کی سیٹ پر کیلوں کے تیز سرے باہر کو نکلے ہوئے ہوں۔

''تمہیں معلوم ہے کہ متاع کا سربراہ العباس اس وقت ہمارے پاس ہے''...... ساڈٹوم نے آگے کی طرف جھکے بغیر اسی طرح اکڑے ہوئے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... نوجوان نے انتہائی فدویانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سروس انتہائی خطرناک ایجنٹوں پر مشتمل ہے اور خاص طور پر اس کا سربراہ عمران نامی آدمی ہے جو یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ پورٹو سے لے کر ساڈٹوم جزیرے تک اور ساڈٹوم جزیرے پر سب جگہ ریڈ الرٹ کر دو''...... ساڈٹوم نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی چیف''...... نوجوان نے اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور مزید احکامات سنو اور ان کی تعمیل کرو۔ جنگی دفاعی کشتیاں پورے علاقے میں گشت کریں گی۔ جو کوئی اجنبی آدمی یا کشتی نظر آئے اسے اڑا دو۔ چیک پوسٹوں کو میرا یہ حکم پہنچا دو کہ کوئی ہیلی کاپٹر، کوئی ہوائی جہاز صحیح سلامت جزیرے تک نہ پہنچے۔ کسی طرف

ندیم

سے بھی کوئی کشتی، لانچ یا بحری جہاز جس پر ساڈتوم کا جھنڈا نہ لہرا رہا ہو اور جسے اچھی طرح چیک نہ کر لیا گیا ہو اسے صحیح سلامت جزیرے تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ پورے سمندر کو لاشوں سے بھر دو لیکن ساڈتوم پر موجود العباس تک کوئی نہ پہنچ سکے''...... ساڈتوم نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

''احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی چیف''...... نوجوان نے ایک بار پھر اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... ساڈتوم نے کہا۔ یہ اس کی خاص عادت تھی کہ وہ جان بوجھ کر نام بھول جانے کا کہہ دیتا تھا۔

''خادم کا نام جیری ہے چیف''...... نوجوان نے ایک بار پھر اٹھ کر انتہائی فدویانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں جیری۔ اور تم یہاں کی سیکورٹی کے چیف ہو''...... ساڈتوم نے کہا۔

''آپ کی مہربانی ہے چیف''...... جیری نے ایک بار پھر اٹھ کر کہا۔

''تو جاؤ اور جو احکامات دیئے گئے ہیں ان پر عمل کراؤ اور سنو۔ معمولی سی کوتاہی ہوئی تو تم سمیت تمہاری پوری سیکورٹی لاشوں میں تبدیل کر دی جائے گی''...... ساڈتوم نے تیز اور انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

''احکامات کی تعمیل ہو گی چیف''...... جیری نے سر جھکاتے

ہوئے کہا اور پھر مڑے بغیر الٹا چلتا ہوا دروازے سے باہر گیا اور اس کے باہر جاتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا تو ساڈتوم نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔ اس نے سیٹ اپ ہی ایسا رکھا ہوا تھا کہ وہ ایک نمبر پریس کرتا تھا اور اس کی سیکرٹری کے فون پر مکمل نمبر آن ہو جایا کرتے تھے۔

''چیک پوسٹ نمبر چار کا انچارج اینڈو بات کر رہا ہے''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ساڈتوم''...... ساڈتوم نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف۔ یس چیف''...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

''چیک پوسٹ نمبر فور کو ریڈ الرٹ کر دو۔ کوئی اجنبی آدمی، اجنبی کشتی، لانچ یا جہاز کوئی بھی چیک پوسٹ کو صحیح سلامت کراس نہ کر سکے اور میگا وائس کو اوپن کر دو تا کہ جو کچھ وہاں ہو وہ سنائی دے سکے''...... ساڈتوم نے درست اور سخت لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی چیف''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''حکم نہیں احکامات کی تعمیل کرو ورنہ تم سمیت ساری چیک پوسٹ غائب کر دی جائے گی''...... ساڈتوم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے چیک پوسٹ نمبر تین کو بھی ایسی ہی ہدایات دیں اور اس طرح چیک پوسٹ

ندیم

نمبر دو اور ایک کو بھی تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ ان ہدایات کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے اس نے دوسرے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ اس کا خاص فون تھا جس کا تعلق سیکرٹری سے نہ تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سٹون بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ساڈٹوم"...... ساڈٹوم نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"جزیرے پر مزید مال کب پہنچ رہا ہے"...... ساڈٹوم نے پوچھا۔

"پندرہ روز کے اندر چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے ایک ماہ کے لئے روک دو۔ ایک ماہ تک جزیرے پر نہ کوئی مال آئے گا اور نہ ہی کوئی مال یہاں سے جائے گا"۔ ساڈٹوم نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ اس ایک ماہ کے دوران تمہاری کوئی موٹر بوٹ، لانچ یا جہاز کوئی چیز جزیرے کے قریب نہیں آئے گی ورنہ اسے تباہ کر دیا جائے گا"...... ساڈٹوم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو ساڈٹوم نے کریڈل پریس کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جگیر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ساڈٹوم"...... ساڈٹوم نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اوہ آپ۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو"۔ ساڈٹوم نے کہا۔

"صرف سنا ہوا ہے کہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں۔ انہوں نے آج تک ناکامی کا منہ نہیں دیکھا اور کامیابی ان کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ خاص طور پر ایک آدمی عمران کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ بھیڑ کی طرح معصوم نظر آتا ہے لیکن بھیڑ کی کھال میں دراصل بھیڑیا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ جگیر نے کہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کی سربراہی عمران کر رہا ہے ساڈٹوم آ رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں۔ کیا تمہارے پاس اس عمران کی کوئی تصویر ہے"...... ساڈٹوم نے کہا۔

ندیم

"وہ لوگ میک اپ کرنے کے ماہر ہیں اس لئے تصویر کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ البتہ اس عمران کی ایک نشانی بتائی جاتی ہے کہ وہ زیادہ دیر تک سنجیدہ نہیں رہ سکتا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر اسے کیسے پہچانا جائے"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"کہاں پر اور کس مقام پر"...... جیگر نے پوچھا۔

"پورٹو میں اور کہاں۔ یہیں سے وہ ساڈٹوم پہنچنے کی حماقت کرے گا"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"کوئی ایسا آدمی اسے ٹریس کر سکتا ہے جو اس سے اچھی طرح واقف ہو"...... جیگر نے کہا۔

"اچھا"...... ساڈٹوم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جب یہاں آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے۔ اب کہاں اس کے پیچھے بھاگتے رہیں"...... ساڈٹوم نے کہا اور پھر میز پر موجود شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور اسے منہ سے لگا لیا اور جب تک بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ اس کے حلق میں نہیں اتر گیا اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ نہیں کیا۔ پوری بوتل پی کر اس نے خالی بوتل سائیڈ پر پڑی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں پھینک دی اور دوسری بوتل کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ بے تحاشا شراب پینے میں مشہور تھا اس لئے کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ کتنی بوتلیں پینے کے بعد اس کا ہاتھ رکے گا۔

"مجھے شک پڑتا ہے کہ کارسن نے ہمارے ساتھ گیم کھیلی ہے"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ہوٹل کے اس کمرے میں موجود تھے جو تنویر کے نام پر بک تھا۔ جولیا تیار ہو کر تنویر کے کمرے میں آ گئی تھی اور تنویر بھی اس دوران تیار ہو چکا تھا۔ پھر تنویر نے روم سروس کو فون کر کے ناشتہ وہیں کمرے میں ہی منگوا لیا اور ناشتہ کرنے اور کافی پینے کے بعد تنویر نے روم سروس کو فون کر کے ویٹر کو کال کیا اور اس کے برتن لے جانے کے بعد تنویر اٹھ کھڑا ہوا جبکہ جولیا نے اٹھتے ہوئے کارسن پر اپنے شک کا اظہار کیا۔

"جو ہو گا دیکھ لیں گے۔ بہرحال ہمیں آگے تو بڑھنا ہے"۔ تنویر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر اپنے پیچھے آنے والی جولیا کو راستہ دینے کے لئے وہ سائیڈ پر

ہٹ گیا۔ جولیا کمرے سے باہر آئی تو اس کے عقب میں تنویر بھی باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر چابیاں کاؤنٹر پر دینے کے بعد انہیں یہ نوٹ کرا دیا کہ وہ دارالحکومت سے باہر جا رہے ہیں اور انہیں واپس آنے میں دو چار روز لگ جائیں گے اس لئے ان کے کمروں میں موجود سامان کا خیال رکھا جائے۔ پھر دونوں ہوٹل کے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

"اسلحے کا کیا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے کارسن کو فون پر کہہ دیا تھا کہ وہ ہمارے اسلحے کا بندوبست کرے اور اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ میرا مطلوبہ اسلحہ کوسٹ گارڈ کی چیک پوسٹ سے کلیئر ہو جانے کے بعد مجھے مل جائے گا کیونکہ یہاں کوسٹ گارڈ چیک پوسٹ اسلحہ اور منشیات چیک کرتا ہے"...... تنویر نے ہوٹل سے باہر موجود ٹیکسی کاروں میں سے ایک ٹیکسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں زونگی گھاٹ کے قریب ڈراپ کر دیا اور واپس چلی گئی تو تنویر اور جولیا دونوں گھاٹ کی طرف بڑھتے لگے۔

"ہیلو مسٹر مارشل اور مس مارگریٹ"...... اچانک انہیں کچھ فاصلے سے آواز سنائی دی تو وہ دونوں تیزی سے اس طرف کو مڑے جہاں سے آواز آئی تھی تو انہوں نے کارسن کو بیساکھیوں کی مدد سے کھڑے دیکھا۔ وہ فضا میں اس طرح ہاتھ ہلا رہا تھا جیسے کسی کو

متوجہ کرنے کے مخصوص اشارہ کیا جاتا ہے۔

"یہ خود یہاں موجود ہے۔ آؤ"...... تنویر نے جولیا سے کہا اور پھر وہ دونوں مڑ کر اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ہیلو۔ میں یہاں اس لئے خود آپ کے استقبال کے لئے کھڑا ہوں کہ ڈبل بوٹ آپ کو اسلحہ سمیت کوسٹ گارڈ چیک پوسٹ کراس کرنے کے بعد ملے گی کیونکہ کوسٹ گارڈ کا چیف نیا آ گیا ہے اور اس نے یہاں بے حد سختی کر رکھی ہے اس لئے ملی بھگت سے ڈبل بوٹ کو پہلے ہی چیک پوسٹ سے باہر لے جایا جاتا ہے تاکہ وہ چیک پوسٹ کی چیکنگ میں شامل ہی نہ ہو"...... کارسن نے کہا۔

"تو ہم یہاں سے کس پر جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کا بندوبست کر لیا گیا ہے۔ یہاں سے ہم ایک عام بوٹ میں جائیں گے اور چیک پوسٹ کے بعد آپ کو ڈبل بوٹ میں سوار کرا دیا جائے گا اور عام بوٹ واپس آ جائے گی"...... کارسن نے کہا۔

"ڈبل بوٹ کے کیپٹن کا کیا نام ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"اس کا نام روشو ہے اور آپ اس پر ہر معاملے میں سو فیصد اعتماد کر سکتے ہیں"...... کارسن نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف اشارہ کیا تو ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آ گیا۔

"یہ عام بوٹ کا کیپٹن جافری ہے۔ یہ آپ کو ساتھ لے جائے

گا“...... کارسن نے کہا۔

”آیئے میرے ساتھ“...... جافری نے تنویر اور جولیا سے کہا اور مڑ کر گھاٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”او کے مسٹر کارسن۔ پھر ملاقات ہو گی“...... تنویر نے کارسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وش یو گڈ لک مسٹر مارشل“...... کارسن نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا جافری کے پیچھے چل پڑا۔ جولیا نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا اور مڑ کر تنویر کے پیچھے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سپیڈ بوٹ میں بیٹھے بین الاقوامی سمندر کی طرف جا رہے تھے۔

”آپ تفریح کے لئے ادھر آئے ہیں کیونکہ بین الاقوامی سمندر میں ویل دیکھنے میں آتی ہیں“...... جافری نے ان دونوں سے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کچھ دیر بعد ہی چیک پوسٹ آ گئی اور ان کی بوٹ کو روک لیا گیا۔ بوٹ کی تلاشی کے ساتھ ساتھ جولیا اور تنویر کی بھی تلاشی لی گئی اور ان سے پوچھا بھی گیا کہ وہ ادھر کیوں جا رہے ہیں جس کا جواب انہوں نے وہی دیا جو جافری نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ چنانچہ انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

”اب تم اکیلے واپس جاؤ گے تو کیا تم سے پوچھا نہیں جائے گا“...... تنویر نے جافری سے کہا۔

”یہ چیکنگ نارمل ہے۔ اصل مسئلہ اسلحہ اور منشیات کا ہے۔

واپسی پر مجھے سرے سے روکا ہی نہیں جائے گا“...... جافری نے کہا اور پھر اس نے بوٹ کا رخ بدلا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے سمندر میں ہچکولے کھاتی ڈبل بونٹ نظر آنے لگ گئی۔ اس بوٹ کے چاروں طرف فصیل کی طرح اونچے تختے تھے جبکہ سامنے کے رخ پر شیشہ لگا ہوا تھا تاکہ کیپٹن بوٹ کو چلا سکے ورنہ تو بوٹ میں کھڑے ہو کر بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ جافری نے اپنی لانچ ڈبل بوٹ کے ساتھ لگا کر روک دی۔ پھر ڈبل بوٹ کے عقبی طرف نیچے ایک راستہ کھلا اور جافری کے کہنے پر تنویر اور جولیا اس راستے کے ذریعے ڈبل بوٹ میں داخل ہو گئے جہاں ایک ورزشی جسم کا مالک نوجوان تھا۔ اس نے اپنا نام روشو بتایا۔

”مسٹر روشو۔ اسلحے کا بیگ یہاں موجود ہو گا۔ وہ کہاں ہے“۔ تنویر نے کہا۔

”نیچے کیبن میں ہے“...... روشو نے جواب دیا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر نیچے بنے ہوئے کیبن میں آیا۔ وہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا بیگ موجود تھا۔ تنویر نے اسے کھولا تو اس میں واقعی اسلحہ موجود تھا جس کی ڈیمانڈ تنویر نے فون پر کارسن سے کی تھی۔ تنویر کو اطمینان ہو گیا کہ کارسن ان کے ساتھ دھوکہ نہیں کر رہا۔

”مسٹر روشو۔ پہلی چیک پوسٹ کتنی دیر بعد آئے گی تو ہم وہاں سے کیسے گزریں گے“...... تنویر نے کہا۔

”مسٹر مارشل۔ ہر چیک پوسٹ پر آپ کو کہنا ہو گا کہ آپ

ساڈٹوم کے کالرز ہیں۔ اس کا مطلب ہے ساڈٹوم نے آپ کو خفیہ طور پر بلایا ہے۔ ان میں سے کسی میں یہ جرأت نہیں کہ وہ ساڈٹوم سے اس بات کی تصدیق کرے اس لئے وہ آگے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں''...... روشو نے کہا۔

''ہر چیک پوسٹ پر کتنے افراد ہوتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''چیک پوسٹ چھوٹا سا ٹاپونما جزیرہ ہے۔ وہاں دس سے پندرہ آدمی ہوتے ہیں''...... روشو نے جواب دیا۔

''میں نے پوچھا تھا کہ کتنی دیر میں پہلی چیک پوسٹ آئے گی''...... تنویر نے کہا۔

''دو اڑھائی گھنٹے بعد کیونکہ یہ سپیشل راستہ رافا نرسلوں کے جنگل کے درمیان میں واقع ہے اس لئے وقت زیادہ لگتا ہے''...... روشو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ چلاؤ بوٹ تاکہ ہم جلد از جلد اپنی منزل تک پہنچ سکیں''...... تنویر نے کہا تو روشو سر ہلاتا ہوا عرشے پر جاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تنویر نے بیگ کو کھول کر اسے فرش پر پلٹ دیا۔ بیگ میں گیس پسٹلز، مشین پسٹلز، مختلف طاقتوں کے بم اور میزائل گنیں موجود تھیں۔

''یہ اسلحہ کہاں استعمال ہو گا''...... جولیا نے پوچھا۔

''رکاوٹیں دور کرنے پر''...... تنویر نے جواب دیا اور پھر اس

نے ایک مشین پسٹل جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''میرے پاس ہے''...... جولیا نے جیکٹ کی جیب کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈبل مشین پسٹل ہے۔ اس میں ڈبل میگزین استعمال ہوتا ہے اور یہ عام مشین پسٹل سے ڈبل رفتار سے گولیاں فائر کرتا ہے''...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اشتیاق بھرے انداز میں اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل لیا اور اسے دیکھ کر جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ ایک مشین پسٹل تنویر نے اپنی جیب میں ڈالا اور پھر باقی اسلحہ بیگ میں ڈال کر بیگ کو بیڈ کے نیچے دھکیل دیا اور پھر وہ دونوں اوپر عرشے پر آ گئے۔ سامنے کی طرف موجود شیشے کی وجہ سے انہیں معلوم ہو رہا تھا کہ ڈبل بوٹ کے بغیر ان خوفناک نرسلوں سے بچ کر نکل جانا تقریباً ناممکن تھا۔

''ہم نے کیا کرنا ہے۔ کوئی ہدایت''...... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

''ڈائریکٹ ایکشن۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے''۔ تنویر نے جواب دیا۔

''جیسے روشو نے بتایا ہے کہ ہم انہیں کہیں گے کہ ہم ساڈٹوم کے پرائیویٹ کالرز ہیں تو ہو سکتا ہے کہ قتل و غارت کی نوبت ہی نہ آئے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بات غلط لگتی ہے کہ وہ صرف یہ بات سن کر ہمیں آگے

ندیم

جانے دیں۔ ہم عام راستے کی بجائے خاص راستے پر سفر کر رہے ہیں۔ بہرحال ماحول دیکھ کر فیصلہ ہوگا‘‘...... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس موضوع پر مزید بات نہ کرنا چاہتا ہو اس لئے جولیا بھی خاموش ہوگئی۔ روشو بڑی مہارت سے بوٹ کو آگے بڑھانے میں مصروف تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر جولیا اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔

’’کیا چیک پوسٹ والے نہیں پوچھیں گے کہ ہم ڈبل بوٹ میں اس خصوصی راستے سے کیوں سفر کر رہے ہیں‘‘...... تنویر نے روشو سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’نہیں۔ ایسی باتیں وہ نہیں پوچھتے۔ وہ صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم ساڈٹوم کیوں جا رہے ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے اور ہم دراصل کون ہیں‘‘...... روشو نے جواب دیا۔

’’تو کیا وہاں جزیرے پر جانا پڑتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ چاہیں تو یہاں بوٹ میں چند باتیں کر کے آپ کو آگے جانے کی اجازت دے دیں یا آپ کو تفصیلی انٹرویو کے لئے جزیرے پر لے جائیں‘‘...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کون فیصلہ کرے گا‘‘...... تنویر نے پوچھا۔

’’چیک پوسٹ انچارج۔ وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے‘‘...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا وہ کوئی نشانی دیں گے کہ بعد میں آنے والی چیک پوسٹوں پر ہمیں نہ روکا جائے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’نہیں۔ ہر چیک پوسٹ انچارج اپنی مرضی کا مالک ہے۔ چاہے آگے جانے دے چاہے واپس بھیج دے‘‘...... روشو نے کہا۔

’’وہ تم سے نہیں پوچھیں گے کہ تم انہیں ڈبل بوٹ میں کیوں لے کر آ رہے ہو‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’نہیں جناب۔ ہمیں تو معاوضے سے غرض ہے۔ سیاح ڈبل بوٹ میں بیٹھ کر ترسلوں سے گزرتے ہوئے زیادہ لطف اٹھاتے ہیں‘‘...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد روشو نے اعلان کر دیا کہ پہلی چیک پوسٹ قریب آ رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد ڈبل بوٹ وہاں پہنچ جائے گی۔

’’ٹھیک ہے‘‘...... تنویر نے بڑے اطمینان اور پراعتماد لہجے میں جواب دیا جبکہ جولیا کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس نے کوئی بات نہ کی اور پھر واقعی پندرہ منٹ کے مزید سفر کے بعد بوٹ کی رفتار یکلخت کم ہوگئی۔ اب سامنے ایک چھوٹا جزیرہ نظر آ رہا تھا جس کے گھاٹ پر چار پانچ سپیڈ بوٹس اور دو ڈبل بوٹس موجود تھیں اور وہاں مشین گنوں سے مسلح آٹھ کے قریب افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کی نظریں تنویر اور جولیا کی ڈبل بوٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ روشو نے بوٹ کو گھما کر اس کا عقبی حصہ جزیرے کے ساتھ لگا دیا اور پھر ایک بٹن دبانے پر عقبی

طرف سے راستہ کھل گیا۔

"ابھی یہ لوگ آ جائیں گے"...... روشو نے کہا اور پھر چند منٹ بعد ہی مشین گنوں سے مسلح تین افراد عقبی راستے سے کشتی میں داخل ہو گئے۔ یہ تینوں اپنے انداز سے عام سے بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں سائیڈوں پر لٹکی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں تیز سرخی تھی۔

"کون ہو تم اور کیوں ادھر آئے ہو"...... آنے والوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو۔ اگر اس لہجے میں بات کی تو بتیسی نکال دوں گا۔ سمجھے"...... بولنے والے کا لہجہ اس قدر درشت تھا کہ تنویر ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"تم۔ تم اور ہمیں دھمکیاں دو۔ تمہاری یہ جرأت"...... اس بدمعاش نے چیختے ہوئے کہا۔

"پھر چیخ رہے ہو نانسنس۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں ساڈتوم کا پرائیویٹ کالر ہوں اور میں بتاؤں گا ساڈتوم کو کہ تم نے ہم پر شاؤٹ کیا تھا"...... تنویر نے بھی جواب میں چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس لئے اکڑ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ کراؤ چیف سے میری بات اور جزیرے پر چلو"...... اس آدمی نے کہا۔

"ہاں چلو۔ میں کراتا ہوں بات"...... تنویر نے جواب دیا۔

ندیم

"چلو آگے بڑھو اور سنو۔ تم یہیں رہو گے"...... اس آدمی نے تنویر اور جولیا کو آگے بڑھنے کا کہنے کے بعد روشو کو وہیں رہنے کا حکم دیا اور پھر تنویر اور جولیا دونوں ڈبل بوٹ سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا ٹاپو نما جزیرہ تھا جہاں ایک بڑا سا مکان بنا ہوا تھا جس کے برآمدے میں پانچ چھ افراد کھڑے تھے اور یہ سب مشین گنوں سے مسلح تھے۔ تنویر اور جولیا کے پیچھے تینوں آدمی چل رہے تھے۔

"انہیں اوپر کیوں لایا گیا ہے فریڈ"...... برآمدے میں کھڑے افراد میں سے ایک نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ یہ چیف کے پرائیویٹ کالرز ہیں"...... تنویر کے عقب میں موجود ایک آدمی نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جانے دیتا تھا۔ یہاں کیوں لے آئے ہو"...... اسی آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیکنگ ہو جائے تو بہتر ہے"...... اس آدمی جس کا نام فریڈ لیا گیا تھا، نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران تنویر اور جولیا دونوں برآمدے تک پہنچ گئے۔

"ادھر کمرے میں چلو"...... عقب میں آنے والوں میں سے فریڈ نے کہا اور دائیں ہاتھ پر موجود ایک کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔

"ہوشیار"...... تنویر نے کمرے کے دروازے پر پہنچتے ہی کہا۔

اس کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں کوٹ کی جیب میں چلا گیا تھا۔ جولیا بھی تنویر کا مقصد سمجھ گئی تھی۔ چنانچہ اس نے بھی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کمرے کے دروازے پر پہنچتے ہی دونوں بجلی کی سی تیزی سے پلٹے۔ اس وقت تک ان کے پیچھے آنے والے تینوں افراد بھی برآمدے میں موجود باقی افراد کے پاس پہنچ چکے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے یا تنویر اور جولیا کے اس طرح اچانک پلٹنے کا مقصد سمجھ سکتے تنویر اور جولیا دونوں کے ہاتھ جیبوں سے باہر آئے تو ان کے ہاتھوں میں ڈبل مشین پسٹلز موجود تھے اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی برآمدہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ان پر جولیا اور تنویر کی طرف سے گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں اور وہ سب نیچے گر کر مسلسل تڑپ رہے تھے۔

"تم خیال رکھو۔ میں چیک کرتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے مڑ کر وہ کمرے کے اندر چلا گیا جبکہ جولیا ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے بڑے چوکنا انداز میں کھڑی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد تنویر برآمدے کی مخالف سمت میں موجود دروازے سے باہر آ گیا۔

"اب یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ آؤ ہمیں آگے بڑھنا ہے"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے وہ یہاں پہنچے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر ڈبل

ندیم

بوٹ میں پہنچ گئے۔ روشو انہیں اس طرح آتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔

"میں نے فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں"...... روشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم نے فائرنگ کی تھی۔ چلو آگے جلدی کرو"...... تنویر نے کہا۔

"تو۔ تو کیا آپ لوگوں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے"۔ روشو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ جلدی سے آگے چلو۔ ابھی کتنی چیک پوسٹیں اور آنی ہیں۔ جلدی کرو"...... تنویر نے کہا۔

"میں نہیں جا سکتا۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ میں واپس جاؤں گا۔ واپس"...... روشو نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تمہیں بھی لاش میں تبدیل کرنا پڑے گا"۔ تنویر نے مشین پسٹل نکال کر روشو کی طرف اس کا رخ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سفاکی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں چلتا ہوں۔ مجھے مت مارو"۔ روشو نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو چلو جلدی ورنہ"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو روشو نے بوٹ کا عقبی دروازہ بند کیا اور پھر بوٹ کے انجن کو سٹارٹ کر کے اس نے اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

''سنو روشو۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری حفاظت کی جائے گی لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر تمہاری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی''...... جولیا نے کہا۔

''اب تم بھی مارے جاؤ گے کیونکہ باقی چیک پوسٹوں کو پہلی چیک پوسٹ پر ہونے والی قتل و غارت کی اطلاع مل چکی ہو گی اور اب وہ تمہارے خاتمے کے لئے تیار کھڑے ہوں گے''...... روشو نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں چونک پڑے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہر چیک پوسٹ پر ایسے آلات نصب ہیں جن سے ایک چیک پوسٹ سے دوسری چیک پوسٹ کو بخوبی چیک کیا جا سکتا ہے۔ سکرین پر تمام مناظر بھی چیک ہو سکتے ہیں۔ مجھے ایک چیک پوسٹ والے نے خود بتایا تھا''...... روشو نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ایسا ہے کہ تم دوسری چیک پوسٹ آنے سے کافی پہلے ہمیں بتا دینا اور دوسری چیک پوسٹ کے ساتھ بوٹ لگا کر جزیرے پر جانے کا راستہ کھول دینا۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم تک پہنچیں ہم ان تک پہنچنا چاہتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''جیسا آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہے۔ پہلی چیک پوسٹ سادہ سی تھی جبکہ دوسری اور تیسری چیک پوسٹوں میں سائنسی حفاظتی انتظامات بھی ہیں اور جو کوئی زبردستی وہاں داخل ہو تو اسے فوراً خود بخود ہٹ کر دیا جاتا ہے''...... روشو نے جواب دیا۔

''تمہیں یہ سب تفصیل کا علم کیسے ہوا''...... تنویر نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

''میں کافی عرصہ ان چیک پوسٹوں پر بطور گارڈ کام کر چکا ہوں۔ پھر میں نے یہ کام چھوڑ دیا اور کارسن صاحب کے پاس چلا گیا اس لئے تو ایسے لوگ مجھے جانتے ہیں اور میں یہ خصوصی راستہ بھی جانتا ہوں ورنہ اگر میری جگہ تم بوٹ چلاؤ تو چند لمحوں سے زیادہ نہ چلا سکو گے اور بوٹ ارفا نرسلوں کی جڑوں میں پھنس کر الٹ جائے گی''...... روشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرنا۔ باقی میں سنبھال لوں گا اور مارگریٹ۔ تم نے یہیں رہنا ہے تاکہ خیال رکھا جا سکے''...... تنویر نے پہلے روشو اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے سر کو حرکت دے کر روشو کی طرف اشارہ کر دیا۔

''اوکے''...... جولیا نے اس کے اشارے کو سمجھتے ہوئے کہا کیونکہ اب یہ بات تو جولیا بھی سمجھتی تھی کہ روشو کسی بھی وقت ان سے غداری کر سکتا ہے اس لئے اس کا خیال رکھا جانا بھی ضروری تھا۔ پھر تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد روشو نے دوسری چیک پوسٹ کے قریب آنے کا اعلان کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے بوٹ کی رفتار کم کر دی۔ اب سامنے پہلے جیسا ایک اور ٹاپو نما جزیرہ نظر آ رہا تھا جس پر لوگ چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔ روشو نے تنویر کی ہدایت کے مطابق بوٹ کو گھما کر اس کا عقبی حصہ جزیرے کے

ساتھ لگا دیا اور پھر ایک بٹن دبتے ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی عقبی طرف سے راستہ کھل گیا اور تنویر تیزی سے دوڑتا ہوا اس راستے سے جزیرے پر چڑھ گیا۔

"رک جاؤ۔ کون ہو تم"...... سامنے سے آنے والے دو مسلح افراد نے یکلخت ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں اس کی طرف سیدھی کرتے ہوئے چیخ کر کہا اور ان کے چیخنے کی وجہ سے اردگرد موجود دوسرے مسلح افراد بھی یکلخت ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"تمہارا انچارج کون ہے"...... تنویر نے چیخ کر اور خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ہوں انچارج برنس۔ تم کون ہو اور کیوں ادھر آئے ہو"۔ اچانک دائیں طرف سے ایک لمبے قد والے آدمی نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مارشل ہے اور میرے ساتھ مارگریٹ ہے۔ ہم ساڈٹوم کے پرائیویٹ کالرز ہیں"...... تنویر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلی چیک پوسٹ والوں نے تمہیں کلیئر کیا ہے تو لامحالہ چیف کی سیکرٹری سے تمہارے بارے میں تصدیق بھی کرائی ہو گی۔ ان کا سرٹیفکیٹ کہاں ہے"...... برنس نے تیز لہجے میں کہا۔ اس دوران تقریباً چھ مزید افراد بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور اب ان کی تعداد گیارہ ہو گئی تھی۔ یہ دو اطراف میں موجود تھے تنویر کے دائیں اور

بائیں۔

"ہاں۔ سرٹیفکیٹ تو موجود ہے"...... تنویر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالنے والا تھا کہ ریٹ ریٹ کی آوازیں اس طرف سے سنائی دینے لگیں جدھر بوٹ موجود تھی اور یہ آوازیں سنتے ہی وہاں موجود تمام افراد چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس طرح ان کی توجہ تنویر کی طرف سے ہٹ گئی تھی اور تنویر نے اس لمحے سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوم رہا تھا۔ اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلا جیسا کہ پہلی چیک پوسٹ پر نکلا تھا۔ وہاں موجود تمام افراد سنبھلنے سے پہلے ہی نیچے گر گئے اور تنویر نے ٹریگر سے انگلی اس وقت تک نہ ہٹائی جب تک کہ تمام افراد ختم نہیں ہو گئے اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جدھر ڈبل بوٹ موجود تھی۔ فائرنگ کی آوازیں سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ فائرنگ لازماً جولیا نے کی ہو گی لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ جولیا ایسا کرنے پر کیوں مجبور ہوئی کیونکہ روشو کی موت کے بعد ڈبل بوٹ کو آگے لے جانا ایک مسئلہ بن جائے گا اور پھر وہ جیسے ہی ڈبل بوٹ میں پہنچا تو یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ روشو بڑے اطمینان بھرے انداز میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

پورٹو کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں ہاسکی اپنے دو ساتھیوں ڈیوڈ اور کرونو کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ تینوں ابھی ابھی دارالحکومت سے یہاں پہنچے تھے۔

''میڈم۔ آپ نے بتایا ہے کہ العباس کو ساڈٹوم میں رکھا گیا ہے لیکن وہاں تک کسی کا جانا تقریباً ناممکن ہے اس لئے یہ ایجنٹ کسی طرح بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ واقعی ناممکن ہے اور چیف باس نے بہترین فیصلہ کیا ہے لیکن یہ ایجنٹ بھی بے حد خطرناک ہیں۔ اب دیکھو انہیں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے معلوم ہو گیا ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے حالانکہ ہمارے باس کو بھی معلوم نہیں ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''میڈم۔ ان کے معلومات کے ذرائع اچھے ہو سکتے ہیں لیکن وہ

چاہے کتنے بھی خطرناک کیوں نہ ہوں وہ ساڈٹوم کسی صورت نہیں پہنچ سکتے۔ پورٹو سے ساڈٹوم تک واقعی فول پروف انتظامات ہیں اور اگر انہوں نے کوشش کی تو پھر پہلے ہی قدم پر مارے جائیں گے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم نے بھی تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور ہمارا مشن ہے ان کی ہلاکت اس لئے ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا کیونکہ وہ کوشش کریں گے کہ جلد از جلد ساڈٹوم پہنچ جائیں''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ لیکن ہم انہیں یہاں ٹریس کیسے کریں گے''۔ کرونو نے کہا۔

''میں نے یہاں کے لئے روانہ ہونے سے پہلے یہاں کی ایک پارٹی کو فون کر کے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے قدوقامت اور ان کی تعداد کے بارے میں بتا دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کامیاب رہے ہوں۔ میں معلوم کرتی ہوں''...... ہاسکی نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''راسکو بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاسکی بول رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ کا کام ہو چکا ہے۔ آپ کے مطلوبہ افراد کو

چیک کر لیا گیا ہے اور وہ ہماری نگرانی میں ہیں''...... راسکو نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں وہ''...... ہاسکی نے چونک کر پوچھا۔

''میڈم۔ آپ مجھے پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کریں۔ میں تازہ ترین اطلاع حاصل کر لیتا ہوں''...... راسکو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کروں گی''۔ ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''چلو تیار ہو جاؤ۔ ہم نے ان کا فوری شکار کھیلنا ہے''...... ہاسکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈیوڈ اور کرونو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر پانچ منٹ بعد ہاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

''راسکو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے راسکو کی آواز سنائی دی۔

''ہاسکی بول رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ اس وقت وہ تینوں بندرگاہ کے معروف کلب ریڈ ایرو کے ہال میں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان کی رہائش کہاں ہے۔ کیا کسی ہوٹل میں ہے یا پرائیویٹ کوٹھی میں''...... ہاسکی نے کہا۔

''اس بارے میں تفصیل کا علم میرے خاص آدمی بورنو کو ہے۔ اس کا نمبر نوٹ کر لیں۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں کہ آپ

ندیم

سے وہ مکمل تعاون کرے۔ آپ پانچ منٹ بعد اسے فون کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ ان کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارنا چاہتی ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ وہ خطرناک ایجنٹ ہیں۔ عام آدمی نہیں ہیں کہ آسانی سے مارے جائیں۔ پھر ضروری نہیں کہ راسکو نے درست آدمی چیک کیے ہوں اور یہاں کا نظام ایسا ہے کہ یہاں کھلے عام لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد آپ پولیس سے بچ نہیں سکتے''...... ہاسکی نے جواب دیا۔

''تو آپ چیک کرنا چاہتی ہیں کہ جنہیں راسکو نے ٹریس کیا ہے وہ اصل آدمی بھی ہیں یا نہیں''...... کرونو نے کہا تو ہاسکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہاسکی نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور راسکو کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

''بورنو بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک قدرے سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاسکی بول رہی ہوں۔ راسکو نے تمہیں فون کیا ہو گا''...... ہاسکی نے کہا۔

''اوہ۔ یس میڈم۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جن لوگوں کو آپ نے ٹریس کیا ہے ان کی رہائش کہاں ہے"...... ہاسکی نے پوچھا۔

"ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں میڈم"...... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے افراد ہیں"...... ہاسکی نے پوچھا۔

"یہ تین افراد ہیں اور تینوں ایشیائی ہیں"...... بورنو نے جواب دیا تو ہاسکی بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا وہ یہاں بھی ایشیائی چہروں میں ہیں"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم۔ وہ ایشیائی چہروں میں ہیں اور ان کے نام بھی ایشیائی ہیں۔ عمران، صفدر اور شکیل ان کے نام ہیں"...... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کی کارروائی کیا ہے۔ یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں"...... ہاسکی نے پوچھا۔

"ان کی فون کالز ٹیپ کی گئی ہیں۔ یہ تینوں افراد ساڈٹوم جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ انہیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ان کی ملاقات چیف ساڈٹوم سے کرا سکے لیکن ابھی تک تو انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی"...... بورنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کس وقت اپنی رہائش گاہ پر امکانی طور پر پہنچ سکتے ہیں"۔ ہاسکی نے پوچھا۔

ندیم

"کیا کہا جا سکتا ہے میڈم۔ فی الحال تو بندرگاہ کے ایک کلب میں موجود ہیں"...... بورنو نے جواب دیا۔

"اچھا۔ ہم ان کی رہائش گاہ کو گھیر رہے ہیں۔ جب یہ لوگ اپنی رہائش گاہ کا رخ کریں تو تم نے مجھے سیل فون پر اطلاع دینی ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم۔ آپ اپنا سیل فون نمبر دے دیں"...... بورنو نے جواب دیا تو ہاسکی نے اسے اپنا سیل فون نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ ہم تمہاری طرف سے اطلاع کے منتظر رہیں گے"۔ ہاسکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہم نے ان لوگوں کو زندہ پکڑنا ہے"...... ہاسکی نے کہا۔

"کیوں میڈم۔ ایسے خطرناک ایجنٹوں کو تو فوری ہلاک کر دینا چاہئے"...... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"ہم انہیں بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر راڈز میں جکڑ دیں گے اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ راڈز نہ یہ لوگ کھول سکتے ہیں اور نہ ہی توڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے باقی ساتھیوں کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کریں گے"...... ہاسکی نے کہا۔

"لیکن میڈم۔ ایک آدمی کو چھڑوانے کے لئے تین افراد کافی ہیں۔ اب دس بارہ افراد کیا کر سکتے ہیں"...... کرونو نے کہا۔

"تم نے معاملات پر غور نہیں کیا۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور لازماً میک اپ کے بھی ماہر ہوں گے لیکن انہوں نے پاکیشیا

سے آنے کے بعد اب تک کہیں بھی میک اپ نہیں کیا ورنہ یہ لوگ آسانی سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا یہ واضح مطلب نکلتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر اپنی اصل شکلوں میں ہیں تاکہ انہیں فوراً شناخت کر لیا جائے''...... ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا میڈم''...... ڈیوڈ نے کہا۔ اس کے اور کرونو دونوں کے چہروں پر حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔

''فائدہ انہیں نہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کو ہوگا جو اصل میں العباس کے خلاف کام کر رہے ہوں گے۔ یہ تو ہمیں الجھانے کا کام کر رہے ہیں اس لئے ان سے معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ ان سے ان کے ساتھیوں کا پتہ چلایا جائے اور پھر انہیں روکا جائے''۔ ہاسکی نے کہا تو اس بار ڈیوڈ اور کرونو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ندیم

تنویر حیرت بھری نظروں سے روشو کو دیکھ رہا تھا کہ جولیا نیچے کیبن سے اوپر عرشے پر آتی دکھائی دی۔

''یہاں فائرنگ ہوئی تھی۔ کس نے کی تھی''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے کی تھی۔ شارک نے کشتی پر حملہ کر دیا تھا۔ اسے ہلاک کرنا ضروری تھا ورنہ کشتی ٹوٹ جاتی اور ہمارا مشن ادھورا رہ جاتا''...... جولیا نے عرشے پر آ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ تمہاری فائرنگ نے مجھے بھی بے حد فائدہ پہنچایا ہے۔ اب نکلو یہاں سے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے یہاں''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''وہی جو سابقہ چیک پوسٹ پر ہوا تھا''...... تنویر نے جواب دیا

تو جولیا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب چلیں صاحب''...... روشو نے بوٹ کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو۔ لیکن کیا تم ان چیک پوسٹوں سے بچ کر نہیں نکل سکتے''...... تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں صاحب۔ جیسے ہی ہم نے یہ راستہ چھوڑا کسی نہ کسی چیک پوسٹ سے ہم چیک ہو جائیں گے اور پھر فوری طور پر میزائل مار کر ہماری بوٹ کو سمندر میں ہی تباہ کر دیا جائے گا''...... روشو نے بوٹ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہاں ہم نظر نہیں آ رہے۔ وہاں کیسے نظر آئیں گے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ ہم نرسلوں میں چل رہے ہیں۔ ہم کھلے سمندر میں نہیں ہیں۔ نرسلوں رافا سے باہر نکلتے ہی ہم اوپن ہو جائیں گے اور پھر مارے جائیں گے''...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی سہی۔ اگر ان لوگوں کے مقدر میں میرے ہاتھوں مرنا ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں''...... تنویر نے قدرے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں تمہارے مزاج کے مطابق ایکشن لینے کی اجازت دے دوں گی تو

ندیم

پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بھی بجائے غصہ کھانے کے بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو لیکن ہر بار اچھا نہیں ہوتا۔ کبھی برا بھی ہو جاتا ہے اور ایسا کسی وقت بھی ہو سکتا ہے اس لئے اب تیسری چیک پوسٹ پر مجھے کورنگ دینی ہے تاکہ معاملات ہمارے ساتھ رہیں''۔ تنویر نے کہا۔

''وہ سائنسی آلات کہاں گئے روشو جس کا ذکر کیا گیا تھا کہ ایک چیک پوسٹ سے دوسری چیک پوسٹس کو چیک کیا جا سکتا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''جناب۔ وہ آلات ضرورت کے وقت ہی آن کئے جاتے ہیں۔ البتہ روٹین میں تو معاملات چلتے ہی رہتے ہیں''...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جزیرہ چوتھی چیک پوسٹ سے دور ہے یا ساتھ ہی ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''تقریباً بیس ناٹ یعنی بحری میل کے فاصلے پر ہے''...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تیسری چیک پوسٹ پر بھی ویسے ہی معاملات ہوں گے جیسے پہلی دو چیک پوسٹوں پر تھے۔ کیا تم کبھی ان چیک پوسٹوں پہ گئے ہو''...... تنویر نے پوچھا۔

''میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ میں یہاں کام کر چکا

ہوں اس لئے مجھے یہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ تیسری اور چوتھی چیک پوسٹ آپ کے لئے بھاری پڑ سکتی ہے''۔ روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیسے''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''تیسری اور چوتھی چیک پوسٹ پر گھاٹ کے بعد جزیرے پر موجود اونچے درختوں پر ایسے آلات لگے ہوئے ہیں جو کسی بھی اجنبی کو فوراً چیک کر لیتے ہیں اور اس کی اطلاع الارم کرتے ہیں اور یہ اطلاع چیک پوسٹ کے انچارج کو مل جاتی ہے اور پھر یہ لوگ انتہائی ہوشیاری سے اجنبی کو گھیر کر مار دیتے ہیں''...... روشو نے کہا۔

''لیکن کیا انہیں ہماری بوٹ کے وہاں پہنچنے کا علم نہیں ہو گا''۔ تنویر نے پوچھا۔

''جب بوٹ گھاٹ پر لگے گی تو علم ہو گا۔ پہلے کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نرسلوں کے اندر سفر کر رہے ہیں اس لئے ہماری بوٹ کسی آلے سے چیک نہیں ہو سکتی''۔ روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس چیک پوسٹ پر کیا ارادہ ہے تمہارا''...... جولیا نے تنویر سے پوچھا۔

''حالات دیکھ کر ارادہ بتاؤں گا''...... تنویر نے آنکھ سے روشو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ تنویر، روشو کی وجہ

ندیم

سے کھل کر بات نہیں کر رہا اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔ پھر کچھ دیر بعد روشو نے تیسری چیک پوسٹ قریب آنے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی بوٹ کی رفتار بھی کم کر دی۔

''میں آ رہا ہوں''...... تنویر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں نیچے کیبن میں جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس نے نیچے کیبن میں پہنچ کر بیڈ کے نیچے موجود اسلحے کے بیگ کو باہر کھینچا اور اسے کھول کر اس نے اس میں موجود میگزین نکال کر ڈبل سپیڈ مشین پسٹل میں سیٹ کیا اور مشین پسٹل کو جیب میں ڈال کر اس نے ایک میزائل گن نکالی۔ اس کا میگزین چیک کیا تو اس میں آٹھ میزائل موجود تھے۔ اس نے اسے سیٹ کر کے اپنا کوٹ اتارا اور گن کو کاندھے سے لٹکا کر اوپر سے کوٹ پہن لیا۔ اس طرح گن اس کے بازو کے اندر چھپ گئی تھی۔ البتہ اس گن کا تسمہ اس انداز میں بند کیا گیا تھا کہ ایک زور دار جھٹکا لگنے سے وہ کھل جاتا اور گن کو فوری استعمال کے قابل بنایا جا سکتا تھا۔ گن بازو میں لٹکا کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر عرشے پر پہنچا تو بوٹ رک چکی تھی اور روشو اور جولیا دونوں تنویر کے انتظار میں کھڑے تھے۔

''تم یہیں رکو۔ میں اکیلا جاؤں گا''...... تنویر نے جولیا سے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی''...... جولیا نے کہا۔

''جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ سمجھیں۔ تمہاری یہاں

ضرورت ہے۔ تمہیں وہاں ساتھ لے جانے سے میں خود بھی پھنس جاؤں گا‘‘...... تنویر نے انتہائی درشت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عقبی راستے سے وہ گھاٹ پر پہنچ گیا۔ یہ ویسا ہی چھوٹا سا ٹاپو نما جزیرہ تھا جیسے پہلے دو جزیرے تھے۔ گھاٹ پر ایک ڈبل بوٹ اور دو سپیڈ بوٹس موجود تھیں اور گھاٹ کے قریب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ جزیرے پر کچھ فاصلے پر ایک عمارت موجود تھی جس کے سامنے برآمدہ تھا اور اس برآمدے میں اسے چار مسلح افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ تنویر چونکہ ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو چکا تھا اس لئے چیک پوسٹ پر موجود افراد اسے نہ دیکھ سکے اور ڈبل بوٹ کو وہ اس وقت ہی دیکھ سکتے تھے جب وہ گھاٹ پر پہنچ جاتی۔ چونکہ وہ گھاٹ سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے ڈبل بوٹ آتی بھی انہیں نظر نہ آئی تھی۔

تنویر نے چند لمحوں تک ماحول کا جائزہ لیا اور پھر دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر لیا۔ اس نے نظروں ہی نظروں میں یہ چیک کر لیا تھا کہ مسلح افراد مشین پسٹل کی رینج میں ہیں۔ چنانچہ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اسے نیچے لٹکائے وہ درخت کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا وہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدے میں موجود افراد اسے دیکھ کر چند لمحوں تک تو حیرت سے بت بنے کھڑے رہ گئے لیکن پھر جلد ہی انہوں نے چیختے ہوئے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی تو تنویر نے

دوڑتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ چاروں مسلح افراد زمین پر گرے بری طرح تڑپ رہے تھے۔ تنویر دوڑتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ گیا اور پھر ان کو پھلانگتا ہوا سائیڈ کمرے کے کھلے دروازے میں تیزی سے داخل ہو گیا لیکن کمرہ خالی تھا۔ البتہ کمرے کے درمیان میں موجود میز پر چار پانچ شراب کی خالی بوتلیں پڑی تھیں۔ کمرے کا اندرونی دروازہ بند تھا۔ تنویر نے اسے کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور تنویر جو دروازہ کھولنے کے لئے تقریباً دروازے کے سامنے تھا اچانک دھماکے سے دروازہ کھلنے سے تنویر سنبھل نہ سکا اور دروازے کی اچانک ضرب لگنے سے وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ ایک لمبے قد کا آدمی تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل تھا لیکن اس کی نظریں جیسے ہی نیچے گرے ہوئے تنویر پر پڑیں اس نے مشین پسٹل سیدھا کیا ہی تھا کہ تنویر کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں اور وہ آدمی چیختا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے تنویر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے عقبی دیوار سے ٹکرا کر واپس آگے کی طرف آتے ہوئے اس آدمی پر اس نے فائر کھول دیا اور وہ آدمی سینے پر گولیاں کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر ایک دھماکے سے سائیڈ پر جا گرا

جبکہ تنویر کھلے دروازے سے دوسری طرف نکل گیا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ وہاں میزیں اور کرسیاں موجود تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ ایک سائیڈ پر ایک اور کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کھلے ہوئے دروازے سے وہاں مشینری اور آدمی نظر آ رہے تھے۔

تنویر اس طرف کو مڑا اور وہ کھلے دروازے سے جیسے ہی اندر داخل ہوا تو وہاں کافی زیادہ مشینری موجود تھی اور دو مشینوں کے سامنے دو آدمی بیٹھے مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ ایک طرف شیشے کا بنا ہوا دروازہ تھا جس کے شیشے پر کنٹرول روم کے الفاظ لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن اس شیشے کے کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ تنویر کے اندر داخل ہونے پر مشینوں کے سامنے موجود دونوں آدمیوں نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تنویر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا فائر کھول دیا اور چند لمحوں میں ہی وہ دونوں چیختے ہوئے سٹولوں پر اور پھر نیچے فرش پر گرے اور تڑپنے لگے جبکہ تنویر نے وہاں موجود مشینری پر فائر کھول دیا اور مشینری کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے بعد وہ مڑا اور کنٹرول روم کا شیشے والا دروازہ کھول کر اس نے اندر موجود کنٹرولنگ مشینری پر فائر کھول دیا اور چند لمحوں بعد ہی کنٹرولنگ مشینری پرزوں کی صورت میں فرش پر بکھری نظر آ رہی تھی۔

تنویر تیزی سے مڑا اور پھر اس کمرے کے دوسرے دروازے سے ہوتا ہوا باہر آیا تو وہ اس عمارت کی عقبی طرف موجود تھا۔ وہ

سائیڈ سے گھوم کر جیسے ہی آگے کی طرف آیا تو دور ایک اونچے درخت سے سرخ رنگ کا شعلہ سا نکلا اور اس شعلے کو دیکھ کر تنویر نے بجلی سے زیادہ تیز رفتاری سے عقبی طرف کو چھلانگ لگا دی اور صرف ایک یا ڈیڑھ لمحے کا فرق پڑا اور وہ شعلہ تنویر کے جسم کو چھوئے بغیر آگے نکل گیا اور پھر ایک خوفناک دھماکے سے زمین سے ٹکرا گیا۔ تنویر واقعی بال بال بچا تھا۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شعلے کی نوعیت کو سمجھ چکا تھا۔ یہ آٹومیٹک میزائل گن کی فائرنگ تھی جو کمپیوٹر کی مدد سے نشانہ بھی خود منتخب کرتی تھی۔ ایک بار اسے آن کر دیا جائے تو پھر یہ اس وقت تک نہ رکتی تھی جب تک اس میں موجود میگزین ختم نہ ہو جاتے یا اسے مشینری کی مدد سے نہ روک لیا جائے اور مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود اگر یہ گن کام کر رہی تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اب جب تک میگزین ختم نہیں ہوتا یہ گن کام کرتی رہے گی۔ تنویر اس کی کارکردگی سے بھی اچھی طرح واقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس گن میں کتنی بڑی تعداد میں میگزین ہوتا ہے۔ اب اسے روشو کی بات یاد آ رہی تھی کہ اونچے درختوں پر آلات موجود تھے جو چیک پوسٹ میں داخل ہونے والے اجنبی کو مارک کر لیتے تھے۔ چنانچہ اب پوری صورت حال واضح ہو گئی تھی۔

تنویر نے برآمدے میں موجود افراد کو ہلاک کر دیا لیکن نیچے مشین روم میں موجود افراد نے اسے اس آلے کی مدد سے چیک کر

لیا اور اس آلے کے ساتھ منسلک سپر کمپیوٹر کو آن کر دیا گیا۔ چنانچہ تنویر جیسے ہی عقب سے سائیڈ پر پہنچا اس آلے نے اس کی نشاندہی کمپیوٹر کو کر دی اور سپر کمپیوٹر نے اس کا ٹارگٹ منتخب کر کے اس پر فائر کھول دیا۔ یہ تو تنویر کی قسمت تھی کہ وہ بال بال بچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن صورت حال اس کے لئے انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ جب تک وہ اس عمارت کے عقب میں تھا گن سے محفوظ تھا لیکن جیسے ہی وہ عقب سے باہر جائے گا گن کی فائرنگ اس پر شروع ہو جائے گی اور تنویر اچھی طرح جانتا تھا کہ ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیا کرتی اس لئے وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ اس نے کوٹ اٹھا کر بغل میں موجود میزائل گن کو جھٹکا دے کر نکالا اور اسے آن کر کے وہ تیزی سے عقبی سائیڈ سے دوبارہ اس طرف کو جانے لگا جدھر وہ پہلے گیا تھا اور اس پر حملہ ہو گیا تھا۔ آخر میں پہنچ کر اس نے اپنے جسم کو دیوار کے ساتھ لگا کر اپنی میزائل گن کا رخ اس درخت کی طرف کر دیا لیکن چونکہ وہ مکمل طور پر عقبی طرف تھا۔ صرف اس کے بازوؤں کا معمولی سا حصہ ہی سائیڈ پر تھا اس لئے میزائل گن کا ٹارگٹ درست نہ ہو رہا تھا اور پھر اچانک تنویر کے ذہن پر جیسے سرخ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور وہ

اچھل کر سائیڈ پر اس طرح آیا جیسے اس نے اپنے آپ کو ہر مقابلے کے لئے تیار کر لیا ہو۔ جیسے ہی اس کا جسم سائیڈ پر ہوا اسی وقت درخت کے مخصوص حصے سے سرخ شعلہ نکلا اور بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اس طرف آیا جس طرف تنویر موجود تھا لیکن تنویر نے اس بار حتمی رسک لیتے ہوئے جان بچانے کے لئے واپس عقبی طرف آنے کی بجائے آگے کی طرف چھلانگ لگا دی اور اسی لمحے کڑاک کی آواز سنائی دی۔ درخت سے ایک اور شعلہ نکلا اور اس دوسرے شعلے کا رخ اس طرف تھا جدھر تنویر گیا تھا جبکہ پہلا شعلہ زمین سے ٹکرا کر ایک زوردار دھماکے کی آواز نکالتا ہوا ختم ہو چکا تھا لیکن تنویر نے ایک بار پھر آگے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوسرا شعلہ اس کے قریب سے گزر رہا تھا کہ تنویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کا رخ درخت کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے درخت سے ایک اور شعلہ نکلا۔ کمپیوٹر گن مسلسل تنویر کی نقل و حرکت چیک کرتے ہوئے اس پر مسلسل فائر کر رہی تھی۔

تنویر اب مسلسل واپس پیچھے کی طرف جا رہا تھا اور ہر بار وہ غوطہ کھا کر شعلوں سے اپنے آپ کو بچا رہا تھا لیکن اس کی نظریں مسلسل درخت پر جمی ہوئی تھیں جس میں سے مسلسل شعلے بلند ہو رہے تھے اور تنویر ایک بار پھر عمارت کی سائیڈ سے اس کے عقب میں پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی درخت سے شعلے برآمد ہونے بھی بند ہو گئے لیکن اب تنویر درخت کے اس حصے کو واضح طور پر چیک

ندیم

کر چکا تھا جہاں یہ کمپیوٹر گن نصب تھی۔ اس نے اس بار اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کو درخت کی طرف سیدھا کیا اور اپنے آپ کو اوٹ سے باہر نکالے بغیر اس کا نشانہ لیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آٹومیٹک کمپیوٹر گن کے ٹکڑے درخت سے نیچے گرنے لگے تو تنویر اچھل کر عقب سے سائیڈ پر آ گیا لیکن اس بار کوئی شعلہ برآمد نہ ہوا۔ تنویر دوڑتا ہوا عمارت کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ اس درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ وہاں درخت پر باقاعدہ ایک کیبن سا بنا ہوا تھا جس کے اوپر باقاعدہ ایک بڑی آٹومیٹک میزائل گن کو نصب کیا گیا تھا جس کے چند ٹکڑے ابھی تک وہاں موجود تھے۔

تنویر سمجھ گیا کہ کیبن میں وہ کمپیوٹر موجود ہو گا جو اس گن کو نشانہ مہیا کرتا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گن کا رخ کیبن کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس کی گن کی نال کے سرے سے سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا میزائل نما کیپسول نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے کیبن سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑا دھماکہ ہوا اور پھر زمین پر باریک باریک پرزوں کی بارش سی ہونے لگی تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس بار صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کی زندگی بچی ہے ورنہ وہ واقعی بری طرح پھنس کر رہ گیا تھا۔

کار تیزی سے پورٹو کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ڈان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ وہ تقریباً سارا دن پورٹو کے مختلف علاقوں خاص طور پر بندرگاہ پر گزارنے کے بعد اب واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہمیں سارا دن اس طرح آوارہ لوگوں کی طرح گھومنے کا کیا فائدہ ہو گا"...... صفدر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں احساس ہوا ہے کہ ہماری یہاں بھی نگرانی کی جا رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نگرانی۔ اوہ نہیں۔ مجھے تو احساس نہیں ہوا۔ کون کر رہا ہو گا ہماری نگرانی"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہی پی کاک تنظیم کرا رہی ہو گی نگرانی اور کسے ضرورت ہے ہمارے پیچھے بھاگنے کی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ نے کیا نام بتایا تھا۔ ہاں ہاسکی۔ کیا یہاں بھی وہی گروپ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ وہی ہے۔ بہرحال جب یہ گروپ سامنے آئے گا تو پھر کنفرمیشن ہو سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ صرف نگرانی ہی کیوں کی جا رہی ہے۔ انہیں تو فوراً ایکشن میں آنا چاہئے''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ آج رات کو ایکشن میں آ جائیں''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

''آپ کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہماری رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''نیند میں ہوشیار تو تم ہی رہ سکتے ہو۔ کم از کم میں تو نہیں رہ سکتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ تو جاگتے ہوئے بھی ہوشیار نہیں رہتے۔ نیند میں کیا ہوشیار رہیں گے''...... صفدر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ندیم

''عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم کوٹھی کے باہر رہ کر ان کی چیکنگ کریں اور ان کا کوئی آدمی پکڑ کر ان تک خود ہی پہنچ جائیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہاں یورپ اور ایکریمیا میں ہر چیز علیحدہ علیحدہ کر کے اسے پروفیشنل بنا دیا گیا ہے۔ اب نگرانی کرنے والے لوگ الگ ہوتے ہیں اور نگرانی کرانے والے الگ اس لئے ایسے لوگوں کے پیچھے بھاگتے رہنا جو صرف نگرانی تک ہی محدود ہوں، وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ڈان کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر ان کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ کر رک گئی تو صفدر نے دروازہ کھولا اور کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے چھوٹے پھاٹک پر لگے ہوئے لاک کو کھولا اور چھوٹے پھاٹک سے وہ اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو عمران جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر بڑا پھاٹک کھلتے ہی اس نے کار کو موڑا اور اندر داخل ہو گیا اور پھر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پورچ میں اس نے کار روکی۔ انجن بند کر کے وہ کار سے اترا اور اس دوران کیپٹن شکیل بھی کار سے اتر آیا تھا جبکہ صفدر بھی پھاٹک بند کر کے پورچ تک پہنچ گیا تھا۔ عمران کی تیز نظریں اس طرح چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں جیسے اسے خطرہ ہو کہ ان کی عدم موجودگی میں یہاں کوئی خفیہ آلہ

نصب نہ کر دیا گیا ہو یا کوٹھی کے اندر کوئی آدمی چھپا ہوا نہ ہو۔

"میں راؤنڈ لگا کر چیک کرتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور تیزی سے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا تاکہ عقبی طرف جا کر چیکنگ کر سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک کمرے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

"کوٹھی کلیئر ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ فی الحال تو یہی لگ رہا ہے لیکن میری چھٹی حس زور زور سے الارم بجا رہی ہے کہ خطرہ قریب ہے"...... عمران نے کہا۔

"کوٹھی کی دوسری منزل بھی نہیں ہے کہ دوسری منزل سے بیرونی مناظر کو چیک کیا جا سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"بہرحال ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کہیں تو صفدر اور میں باری باری جاگ کر پہرہ دیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"باہر سے آتے ہوئے گیس کیپسول کو تم پھٹنے سے کیسے روک سکتے ہو۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم وہ کیپسول کھا لیں جن کی وجہ سے دس گھنٹوں تک کوئی گیس ہمیں بے ہوش نہ کر سکے گی۔ اگر کوئی واردات ہوئی بھی سہی تو ہم پر اس کا وہ اثر نہ ہو جو وہ لوگ چاہتے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور ان دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی

کرتے اچانک عمران کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور صفدر بھی چونک پڑے۔ عمران نے فوراً اپنا سانس روک لیا لیکن اس کا ذہن یکلخت تیزی سے گھومنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ہی عمران کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں کہیں کہیں جگنو چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے میں روشنی کے نقطے نمودار ہونا شروع ہو گئے اور پھر روشنی کے نقطوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور عمران نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسمسا کر رہ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ وہ کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ عمران درمیان میں تھا جبکہ اس کی ایک سائیڈ پر صفدر اور دوسری سائیڈ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے جسم ڈھلکے ہوئے تھے اور گردنیں ایک سائیڈ پر جھکی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے اپنی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش آ گیا ہے۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا لیکن کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران چونکہ درمیان میں تھا اس لئے وہ عقب میں ٹانگ لے جا کر راڈز کھولنے والے بٹن کو بھی چیک نہ کر سکتا تھا۔ ابھی وہ اپنی پوزیشن پر غور کر ہی رہا تھا کہ سامنے دیوار میں

ندیم

موجود کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو پہلوان نما آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کا سر گنجا تھا جبکہ دوسرے کے بال اس کے کاندھوں تک آ رہے تھے۔ دونوں کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور وہ اپنی شکل اور اپنے انداز سے مقامی بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔

"تم ہوش میں ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ ابھی تو تمہیں ہوش میں نہیں لایا گیا پھر تم ہوش میں کیسے آ گئے"...... گنجے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہی سمجھو کہ میں ابھی ہوش میں ہی نہیں آیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے دوبارہ بے ہوش کر دو زیلف۔ معلوم نہیں باس کب آئے"۔ بالوں والے آدمی نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ راڈز میں جکڑا ہوا ہے اور راڈز کا ریموٹ کنٹرولر میری جیب میں ہے"...... گنجے زیلف نے جواب دیا۔ شاید یہ بالوں والے آدمی سے سینئر تھا۔

"ریموٹ کنٹرول تو ٹی وی کے لئے ہوتا ہے۔ کیا یہاں کوئی ٹی وی بھی موجود ہے۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس طرح ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا جیسے وہ کمرے میں ٹی وی تلاش کر رہا ہو۔

"تمہارا تعلق ایشیا کے کس ملک سے ہے"...... زیلف نے

پوچھا۔

"ریاست ڈھمپ سے"...... عمران نے جواب دیا تو زیلف چونک پڑا۔

"ریاست ڈھمپ۔ یہ کون سا ملک ہے"...... زیلف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک آزاد ریاست ہے اور میں اس کا ولی عہد پرنس آف ڈھمپ ہوں اور یہ دونوں ڈیڈی کنگ آف ڈھمپ کی طرف سے مجھ پر مسلط کئے گئے ہیں تاکہ میری رپورٹیں کنگ تک پہنچاتے رہیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہاں کس لئے آئے ہو"...... زیلف نے کہا۔

"سیاحت کرنے۔ سنا ہے کہ پورٹو بے حد خوبصورت شہر ہے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہیں چکر دے رہا ہے زیلف۔ باس بتا رہا تھا کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے اس لئے تو میڈم نے باس سے یہ ہال اور ہم دونوں کو ہائر کیا ہے"...... بالوں والے نے زیلف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لڑکی چار مردوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

"اسے کس نے ہوش دلایا ہے"...... لڑکی کے ساتھ آنے والے ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ خودبخود ہوش میں آ گیا ہے باس"...... زیلف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرسیاں یہاں لے آؤ۔ جاؤ"...... باس نے بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... بالوں والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایشیا کی ریاست ڈھمپ کا ولی عہد ہے اور اس کا باپ کنگ آف ڈھمپ ہے"...... زیلف نے اس ادھیڑ عمر والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس نے کہا ہے"......لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے جو ہوش میں آ چکا ہے۔ باقی دونوں تو بے ہوش ہیں"۔ زیلف نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ ہے دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جانے والا عمران عرف پرنس آف ڈھمپ"...... لڑکی نے چونک کر عمران پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا اور تم مجھے جاننے کا دعویٰ کر رہی ہو۔ اپنا تعارف کراؤ تاکہ مجھے بھی معلوم ہو سکے کہ خوبصورت لڑکیوں کے کس قدر خوبصورت نام ہوتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ہی عمران ہو۔ گڈ شو۔ آخرکار

ندیم

پی کاک تم پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ تم تو یہودیوں کے لئے العباس سے بھی زیادہ قیمتی تحفہ ہو"......لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار آدمی چار کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بالوں والا تھا جو زیلف کے ساتھ پہلے کمرے میں آیا تھا۔ باقی تین نئے تھے۔ دو کرسیاں آگے رکھی گئیں اور دو کرسیاں ان کے پیچھے اور پھر بالوں والا آدمی تو وہیں رک گیا جبکہ باقی تینوں افراد واپس چلے گئے۔

"بیٹھیں میڈم"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے جسے زیلف باس کہہ رہا تھا، لڑکی سے کہا اور پھر وہ دونوں آگے رکھی جانے والی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ ان کے ساتھ آنے والے دو آدمی خاموشی سے عقبی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب زیلف اور بالوں والا دونوں کرسیوں کی سائیڈ میں کھڑے تھے۔

"تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا"...... عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ہاسکی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا تعلق پی کاک سے ہے اور میں ہی العباس کو تمہارے ملک پاکیشیا سے اغوا کر کے لائی تھی اور مجھے معلوم تھا کہ تم اور تمہارے ساتھی لازماً العباس کے پیچھے آئیں گے لیکن ایک بات کا جواب دو کہ تم لوگ پورٹو کیوں آئے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ العباس کو پورٹو میں رکھا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہارے ساتھیوں کی دوسری ٹیم کہاں ہے"۔ ہاسکی

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بتانے کا کیا فائدہ۔ تمہیں تو خود بھی معلوم نہیں ہے کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم العباس کو ٹریس کرتے پھر رہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک بار اسے پورٹو میں دیکھا گیا ہے لیکن ابھی تک ہمیں کوئی حتمی طور پر اطلاع نہیں مل سکی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم چاہتے ہو کہ عام بدمعاشوں کی طرح کا سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے اور تمہارے جسم پر کوڑے برسائے جائیں۔ تمہارے جسم پر زخم لگا کر ان پر مرچیں چھڑکی جائیں یا تمہاری دونوں آنکھیں نکال دی جائیں"...... ہاسکی نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو لگتا ہے کہ کسی قصاب سے جلاد بننے والے کی بیٹی ہو۔ ارے۔ یہ سب کچھ تم نے سوچ کیسے لیا۔ اس قدر خوبصورت منہ سے اس قدر خوفناک باتیں باہر کیسے آ گئیں"...... عمران نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ذہن میں تیزی سے اس بات پر سوچنا شروع کر دیا کہ ان راڈز سے کس طرح چھٹکارہ حاصل کیا جائے کیونکہ ہاسکی نے جس انداز کی گفتگو کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ مشتعل مزاج خاتون ہے اور کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتی ہے جبکہ ادھیڑ عمر باس اور زیلف اور اس کے ساتھی دونوں اپنے انداز سے ہی عام سے بدمعاش دکھائی

ندیم

دیتے تھے۔ البتہ عقبی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں آدمی چونکہ مسلسل خاموش تھے اس لئے ان کے بارے میں کوئی واضح اندازہ نہ لگایا جا سکتا تھا۔

"تو پھر بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں"...... ہاسکی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھی میرے دائیں بائیں موجود ہیں۔ بے شک انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ لو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی دونوں ایڑیاں جو اس نے کرسی کے سامنے فرش پر رکھی ہوئی تھیں پوری طرح دباؤ ڈال کر دبایا لیکن جب کچھ نہ ہوا تو اس نے دونوں پیروں کو آہستہ سے ہٹا کر مزید قریب کر لیا۔

"کرونو۔ تمہارے پاس اینٹی گیس موجود ہے۔ ان دونوں کو ہوش میں لاؤ"...... ہاسکی نے مڑ کر عقب میں کرسیوں پر بیٹھے دو افراد میں سے ایک سے کہا۔

"یس میڈم"...... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے صفدر کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ صفدر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ آگے بڑھا اور عمران کے سامنے سے گزر کر بائیں طرف موجود کیپٹن شکیل

کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے گزرنے پر عمران بے اختیار چونک پڑا تھا کیونکہ اس کرونو کے سامنے سے گزرنے پر عمران کو اپنے جسم کے گرد راڈز میں معمولی سا جھٹکا واضح طور پر محسوس ہوا تھا۔ عمران کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں جہاں عمران کے سامنے کرونو نے پیر رکھے تھے۔ عمران نے اس کے گزرنے کے بعد دونوں پیروں کو عین اسی جگہ رکھا جہاں گزرتے ہوئے کرونو نے پیر رکھے تھے اور ایڑیوں پر دباؤ ڈالا تو اس کے جسم کے گرد موجود راڈز کو ہلکا سا جھٹکا لگا تو عمران کے چہرے پر سکون کے تاثرات ابھر آئے۔

ریموٹ کنٹرول کے بارے میں وہ سن چکا تھا اور ایسے راڈز جو ریموٹ کنٹرول سے آپریٹ ہوتے تھے ان کے مکینیکل نظام کو عمران اچھی طرح جانتا تھا اور سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریموٹ کنٹرول کا سگنل وصول کرنے کے لئے کرسی کے بالکل سامنے کسی بھی جگہ ان راڈز کا آپریٹنگ حصہ ہوتا ہے جو ریموٹ کنٹرول سے سگنل وصول کر کے راڈز کو آپریٹ کرتا ہے۔

عمران جانتا تھا کہ اس آپریٹنگ پورشن پر اگر دباؤ ڈالا جائے تو اس کا اثر بھی وہی ہوتا ہے جو سگنل کا ہوتا ہے۔ البتہ اسے تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے اور چونکہ یہ حصہ کرسی کے سامنے ہوتا ہے اس لئے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کی تمام حرکت دوسروں کے سامنے ہوتی ہے۔ عمران نے کوشش تو شروع کی تھی لیکن وہ اسے تلاش نہ کر سکا تھا لیکن جب کرونو اس کے سامنے سے گزرا تو عمران کو اپنے جسم

ندیم

کے گرد موجود راڈز میں ہلکا سا جھٹکا محسوس ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ کہاں یہ آپریٹنگ پورشن موجود ہے اور اس نے اسے تلاش بھی کر لیا تھا۔ اب صرف پوری قوت سے ایڑیوں کا دباؤ پڑتے ہی راڈز کھل جاتے اور عمران اچھل کر براہ راست ان لوگوں پر حملہ کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس وقت ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ہاسکی نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے عمران کی طرف دیکھا۔

''ہاں بتا دو۔ ویسے ان کا نام میں پہلے بتا دوں۔ ان کا نام ہاسکی ہے اور ان کا تعلق پی کاک سے ہے۔ وہی پی کاک جس کے پر خوبصورت لیکن پیر بدصورت ہوتے ہیں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

''تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ کیوں نہ تمہیں گولی مار دی جائے۔ ویسے بھی تم یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن ہو''۔ ہاسکی نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس ساتھ ہی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کا چہرہ یکلخت سخت ہو گیا تھا اور آنکھوں میں سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ارے ایک منٹ۔ صرف ایک منٹ۔ میری بات سن لو ورنہ تم پچھتاؤ گی''...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

''بولو کیا کہتے ہو''...... ہاسکی نے جو شاید مشین پسٹل کا بٹن دبانا

چاہتی تھی، ارادہ ملتوی کر کے ہاتھ نیچے کر لیا۔

''تم اس قدر مشتعل مزاج کیوں ہو۔ تمہارے چہرے کے خدوخال تو بتاتے ہیں کہ تمہارے اندر کافی قوت برداشت ہے''۔ عمران نے ایڑیوں کو ملا کر مخصوص جگہ پر رکھتے ہوئے کہا۔

''جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے میرا خون اور بھی بری طرح کھول رہا ہے۔ تم میرے سامنے زندہ بیٹھے ہو تو یہ میری حماقت ہے۔ میں تمہیں ہلاک کر کے تمہارے ساتھیوں سے ساری معلومات حاصل کر لوں گی لیکن تم ختم تو ہو جاؤ گے۔ یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن''...... ہاسکی نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ دوبارہ اونچا کیا ہی تھا کہ یکلخت کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کسی چھلاوے کی طرح جمپ لگا کر سامنے موجود ہاسکی اور دوسرے لوگوں پر اس طرح جھپٹا جیسے کوئی پراسرار طاقت کسی پر جھپٹ پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران، ہاسکی کے ہاتھ سے مشین پسٹل جھپٹ کر سائیڈ پر جا کھڑا ہوا لیکن ابھی اس کا جسم رکا ہی تھا کہ کرسی پر بیٹھی ہوئی ہاسکی کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتی ہوئی اس کے جسم سے آ ٹکرائی اور عمران اس زوردار دھچکے سے اچھل کر پہلو کے بل زمین پر جا گرا جبکہ ہاسکی، عمران کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرنے والے مشین پسٹل پر جھپٹ پڑی۔

ہاسکی کے ساتھ ہی عقب میں موجود اس کے سب ساتھی اس

ندیم

طرح اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے جیسے بت کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے شاید ذہن میں یہ ساری صورت حال ابھی تک ایڈجسٹ نہیں ہو رہی تھی کہ عمران نے یکلخت ایک بار پھر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے زیلف چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل بھی ایک جھٹکے سے دور جا گرا تھا۔ عمران اس پر جھپٹا تھا۔ وہ شاید اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھیننا چاہتا تھا لیکن اسے موقع نہ مل سکا تھا جبکہ ادھر ہاسکی مشین پسٹل سمیت اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی لیکن عمران کے جسم میں تو پارہ بھرا ہوا تھا۔ عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ادھیڑ عمر باس چیختا ہوا اور کسی گولی کی طرح اڑتا ہوا ہاسکی سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ ادھر عمران گنجے زیلف کے ساتھی کے ہاتھ سے مشین پسٹل جھپٹ کر ایک طرف جا کھڑا ہوا اور پھر کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور کمرے میں موجود افراد سوائے ہاسکی کے باقی سب افراد بری طرح تڑپتے ہوئے ساکت ہو گئے۔ ادھیڑ عمر باس اور ہاسکی دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گرے تھے۔ دونوں کے جسموں نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر دونوں ہی ایک دوسرے کی سائیڈ میں گرے اور ساکت ہو گئے۔ شاید فرش پر گرنے سے ہاسکی کا سر عقبی دیوار سے اچانک اور دھماکے سے ٹکرانے کی وجہ سے ہاسکی کے سر پر ضربیں لگیں اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ عمران نے دانستہ ہاسکی پر فائر

نہ کیا تھا۔ البتہ اس نے اس باس اور باقی سب افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔ پھر اس نے زیلف کی تلاشی لی تو اس کی جیب میں موجود ریموٹ کنٹرول اسے مل گیا جس کے نتیجے میں چند لمحوں بعد ہی صفدر اور کیپٹن شکیل راڈز سے آزاد ہو گئے۔

''تم باہر جا کر سب کا خاتمہ کر دو''...... عمران نے کہا۔

''ہماری جیبوں میں تو اسلحہ موجود نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ان لوگوں کا لے لو۔ ہم سب کی جیبوں سے اسلحہ نکال لیا گیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے فرش پر پڑے ہوئے افراد کا اسلحہ لیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے تو عمران نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی ہاسکی کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پیچھے ہٹ کر اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اس کے جسم کے گرد راڈز نمودار کئے اور پھر انہیں ریموٹ کنٹرول کی مدد سے تنگ کر دیا کیونکہ ہاسکی کا جسم عورت ہونے کی وجہ سے مردوں کی نسبت ہلکا تھا اس لئے وہ کھلے راڈز سے نکل کر آزاد بھی ہو سکتی تھی لیکن راڈز کا گھیراؤ کم ہونے کی وجہ سے اب وہ اپنے آپ کو آزاد نہ کرا سکتی تھی۔ عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوا۔

''یہ ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی ہے۔ یہاں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ باہر البتہ دو کاریں موجود ہیں''۔ کیپٹن

شکیل نے کمرے میں آ کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ باہر موجود ہے تاکہ اچانک کوئی آ جائے تو اس پر قابو پا سکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم بھی اس کا ساتھ دو۔ میں اس ہاسکی سے پوچھ گچھ کر لوں پھر یہاں سے اکٹھے ہی روانہ ہوں گے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا اور اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو عمران اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے کرسی پر موجود ہاسکی کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ہاسکی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور واپس مڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا جس کرسی پر پہلے ہاسکی بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاسکی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن تنگ راڈز کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ سب۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ ڈیوڈ اور کرونو بھی مارے گئے۔ ہارڈی اور اس کے آدمی بھی مارے گئے۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور راڈز صرف ریموٹ کنٹرول سے ہی کھل سکتے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا''۔ ہاسکی نے قدرے چیختی ہوئی آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ ریموٹ کنٹرول سے کھلنے

ندیم

والے راڈز کو بغیر ریموٹ کنٹرول کے نہیں کھولا جا سکتا۔ سائنس پر انسان ضرورت سے زیادہ انحصار کر لیتا ہے جبکہ سائنس اور بھی بے شمار راستے بتاتی ہے''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم عمران ہو۔ کاش۔ میں تم سے کوئی بات کئے بغیر تمہیں ہلاک کر دیتی''...... ہاسکی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس لفظ کاش میں ہی قدرت کی مہربانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ بہرحال اب تم بتاؤ گی کہ تمہاری تنظیم پی کاک کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کی پوری تفصیل کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں مر تو سکتی ہوں لیکن میں تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ ہم نے مقدس حلف لیا ہوا ہے جسے کسی قیمت پر توڑا نہیں جا سکتا''...... ہاسکی نے بڑے واضح انداز میں اور دو ٹوک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''پھر تمہارے زندہ رہنے کا میرے نزدیک کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ تم نے العباس کو پاکیشیا سے اغوا کر کے پاکیشیا کی عزت کو داغدار کیا ہے۔ وہ تمہاری موت کے لئے کافی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم نے میری ذات سے جس نفرت کا اظہار کیا ہے اس کے بعد میں اگر تمہیں ہلاک کر دوں تو اسے میرا ذاتی انتقام سمجھا جائے گا اس لئے میں تمہیں بغیر گولی مارے واپس جا رہا ہوں۔ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو کوئی نہ کوئی آ کر تمہیں بچا لے گا ورنہ پھر تمہاری

قسمت کہ تم ان راڈز میں جکڑی ہوئی بھوکی پیاسی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جاؤ گی''...... عمران نے اٹھ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول کو کرسی کی سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ یہ ظلم ہے۔ ایسا مت کرو۔ مجھے مار دو یا رہا کر دو۔ میرا وعدہ کہ میں آئندہ تمہارے خلاف کام نہیں کروں گی''۔ ہاسکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں ہاسکی۔ جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم مجھے آزاد کر دو گے تو میں تمہیں حلف کے باوجود پی کاک کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتا دیتی ہوں''...... ہاسکی نے چیخ چیخ کر کہا تو عمران واپس مڑ آیا۔

''او کے۔ بولو''...... عمران نے کرسی کی سیٹ پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم وعدہ کرتے ہوئے۔ تم مسلمان ہو اور مجھے معلوم ہے کہ مسلمان جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''ہاں۔ میرا وعدہ کہ اگر تم پی کاک کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''پی کاک کے سیکشن پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن ایسے مقامی سیکشن ہیں جیسے ہمارا سیکشن پورٹ لینڈ کے دارالحکومت میں

ندیم

ہے۔ ہم اسے ہی ہیڈکوارٹر کہتے ہیں۔ اس طرح پورا سیکشن جس ملک میں ہے اور اس سیکشن کا جو باس ہے وہ اسے ہی ہیڈکوارٹر کہتا ہے لیکن اصل ہیڈکوارٹر کہاں ہے اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے جن میں میرا شمار بھی ہے کیونکہ میں اب سپر سیکشن کی انچارج اور سپر ایجنٹ ہوں''...... ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا

''ہاں۔ وہ مرکزی ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ اس کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''مرکزی ہیڈکوارٹر یورپ کے ملک فان لینڈ کے دارالحکومت بلاسکی میں ہے اور چیف باس کا نام لارڈ ایسٹر بتایا جاتا ہے''۔ ہاسکی نے کہا تو عمران نے محسوس کر لیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے درست کہہ رہی ہے۔

''تم کبھی وہاں گئی ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ بات بھی مجھے اب معلوم ہوئی ہے۔ ہاں اگر میں تمہیں ہلاک کر دیتی تو شاید مجھے مرکزی ہیڈکوارٹر کال کر لیا جاتا کیونکہ پی کاک میں کسی ایجنٹ کا مرکزی ہیڈکوارٹر جانا بہت بڑا اعزاز ہے''...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے چونکہ سچ بولا ہے اس لئے میں اپنے وعدے کے مطابق تمہیں آزاد کرنے کا پابند ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر ہاسکی کے قریب پہنچ گیا۔ ہاسکی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی کیونکہ ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ فاصلے سے بھی

اسے آپریٹ کر سکتا تھا لیکن عمران بجائے ریموٹ کنٹرول آپریٹ کرنے کے اس کے قریب آ رہا تھا لیکن پھر اچانک عمران کا بازو پوری قوت سے گھوما اور کمرہ ہاسکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی ضرب ہاسکی کو بے ہوش کرنے کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی۔ اس کا جسم اور گردن ڈھلک گئی تو عمران پیچھے ہٹا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول کا رخ ہاسکی کی کرسی کی طرف کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈز کرسی میں غائب ہو گئے۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول وہیں کرسی کی سیٹ پر رکھا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ ہاسکی ختم ہو گئی یا نہیں''...... باہر موجود صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ صرف بے ہوش کیا ہے۔ ہوش میں آ کر خود ہی واپس چلی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ کیوں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے میری ذات پر حملہ کیا تھا اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنی ذات پر کئے جانے والے حملے کا انتقام نہیں لیا کرتا۔ پھر ہاسکی سے میں نے وعدہ کیا کہ میں اسے آزاد کر دوں گا اگر وہ پی کاک کے مرکزی ہیڈکوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دے کیونکہ میں نے

بڑی کوشش کی ہے لیکن مرکزی ہیڈکوارٹر کا مجھے کسی طرف سے بھی علم نہیں ہو سکا۔ اس نے بتا دیا ہے اس لئے میں نے اسے بے ہوش کر کے راڈز کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔ ہاں۔ کسی اور موقع پر وہ پھر ٹکرا گئی تو پھر دیکھا جائے گا۔ کیپٹن شکیل کو بلاؤ۔ ہم نے اب واپس جانا ہے''۔۔۔۔۔عمران نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہاسکی نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑنا اور پھر یہ وہ ہے جس نے پاکیشیا سے العباس کو اغوا کر کے پاکیشیا کی عزت کو داغدار کیا ہے اس لئے اس کی موت ضروری ہے۔ آپ نہ کریں میں خود اسے ہلاک کر دیتا ہوں''۔۔۔۔۔صفدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جدھر ہاسکی موجود تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں دو کاریں موجود تھیں۔

ندیم

ساڈٹوم جزیرہ میں ساڈٹوم اپنے مخصوص دفتر میں کرسی پر کلف زدہ انداز میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ سامنے ایک فائل موجود تھی اور اس کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں جیسے کوئی دلچسپ منظر اسے نظر آ رہا ہو۔ پھر اس نے فائل بند کی اور اسے ایک جھٹکے سے ایک سائیڈ پر پھینک دیا۔

''سب کام ان پاکیشیائیوں کے خوف سے بند کر دیا گیا ہے۔ ہمارا جو نقصان ہو رہا ہے وہ کون پورا کرے گا''۔۔۔۔۔ساڈٹوم نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ میز پر دو رنگوں کے فون موجود تھے۔ ساڈٹوم نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف''۔۔۔۔۔ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

ندیم

"پی کاک کے چیف باس سے بات کراؤ"...... ساڈٹوم نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ساڈٹوم نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لارڈ ایسٹر سے بات کریں چیف"...... نسوانی آواز میں اور انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ساڈٹوم بول رہا ہوں"...... ساڈٹوم نے اونچی آواز میں کہا۔

"لارڈ ایسٹر بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... بھاری سے لہجے میں کہا گیا۔

"العباس کی وجہ سے میرا سارا کاروبار بند ہو گیا ہے اور مجھے روزانہ لاکھوں ڈالرز کا نقصان پہنچ رہا ہے"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ تم سے بات ہوئی۔ تم نے منہ مانگی رقم طلب کی جو تمہیں ادا کر دی گئی۔ اس کے بعد تمہاری یہ بات کوئی وزن نہیں رکھتی۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم پی کاک کو کمزور نہ سمجھو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جزیرہ ساڈٹوم پر پی کاک قبضہ کر لے لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارا آدمی وہاں محفوظ رہے"...... لارڈ ایسٹر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ چند ایجنٹوں سے اس قدر خوفزدہ ہو جائیں گے کہ مجھے اپنا کاروبار بھی بند کرنا پڑے گا۔ اگر آپ ان سے نہیں نمٹ سکتے تو ہم نمٹ لیں گے لیکن ہمیں کاروبار

تو بہرحال کرنا ہے"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بے شک کاروبار کرو لیکن ہمارا آدمی محفوظ رہنا چاہئے"...... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا"...... ساڈٹوم نے خوش ہو کر کہا۔

"اوکے۔ پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... لارڈ ایسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ساڈٹوم نے بڑے فاتحانہ انداز میں رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس چیف باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیری سے بات کراؤ"...... ساڈٹوم نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد مترنم گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیری عرض کر رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سنو۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم کاروبار دوبارہ شروع کر دیں لیکن ابھی صرف سپیشل وے کے ذریعے۔ تم سپیشل وے پر موجود چاروں چیک پوسٹوں کو الرٹ کر دو تا کہ وہ کاروبار میں رکاوٹ نہ بن جائیں"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"یس چیف"…… دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو ساڈٹوم نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ساڈٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"…… ساڈٹوم نے اپنے مخصوص تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

"ہیری عرض کر رہا ہوں"…… دوسری طرف سے ہیری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے"…… ساڈٹوم نے اسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

"پہلے جان کی امان دیں چیف"…… دوسری طرف سے کہا گیا تو ساڈٹوم بے اختیار چونک پڑا۔ ہیری کے اس فقرے کا مطلب تھا کہ کوئی بری خبر ہے کیونکہ ساڈٹوم چونکہ بری خبر سنانے والے کو غصہ آنے پر ہلاک کرا دیا کرتا تھا اس لئے اس سے پہلے جان کی امان طلب کی جاتی تھی۔

"امان دی۔ بولو"…… ساڈٹوم نے اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تین چیک پوسٹیں ایک، دو اور تین پر موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تیسری چیک پوسٹ پر آٹومیٹک میزائل گن کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے جو فلمیں حاصل کی گئی ہیں ان کے

ندیم

مطابق دوسری اور تیسری چیک پوسٹوں پر ایک آدمی نمودار ہوا اور اس نے انتہائی مہارت اور تیز رفتاری سے کام لیتے ہوئے سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ البتہ چوتھی چیک پوسٹ محفوظ ہے۔ انہیں میں نے الرٹ کر دیا ہے"…… ہیری نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک آدمی نے۔ یہ کیسے ممکن ہے اور چیک پوسٹ نمبر ایک کی فلم کیوں حاصل نہیں کی گئی"…… ساڈٹوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں افراد زیادہ تھے اس لئے فلم کی سہولت نہیں رکھی گئی تھی اور فلم سے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق واقعی ایک آدمی نے ہی ساری کارروائی کی ہے"…… ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کون آدمی تھا۔ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا"۔ ساڈٹوم نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ لازماً سپیشل وے سے آیا ہو گا لیکن سپیشل وے کو چیک کیا گیا ہے۔ سپیشل وے تو خالی ہے۔ وہاں کوئی ڈبل یا سنگل بوٹ موجود نہیں ہے"…… ہیری نے جواب دیا۔

"کہاں سے چیکنگ کی گئی ہے"…… ساڈٹوم نے کہا۔

"تیسری چیک پوسٹ سے۔ وہاں ایسے آلات موجود ہیں۔ یہ آلات چونکہ مخصوص درختوں میں چھپا کر لگائے گئے تھے اس لئے وہ تباہ ہونے سے بچ گئے۔ ان آلات کی مدد سے پورٹو سے لے کر

پورے سپیشل وے کر چیک کیا گیا لیکن سپیشل وے کو خالی پایا گیا ہے''...... ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر وہ آدمی کہاں سے آیا تھا۔ کیا وہ آسمان سے ٹپکا تھا''۔ ساڈتوم نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''اسے پورے سمندر میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ یہی اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ واردات کر کے کھلے سمندر میں اتر جاتا ہوگا''۔ ہیری نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی کاروبار بند رہے۔ اس آدمی کو تلاش کرو اور تمہارے لئے دو روز کا وقفہ ہے۔ دو روز کے اندر اس آدمی کی لاش میرے سامنے ہونی چاہئے ورنہ تم اور تمہاری سیکورٹی کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا جائے گا''...... ساڈتوم نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کو اس طرح کریڈل پر پٹخا جیسے سارا قصور اسی رسیور کا ہو۔

''ہونہہ۔ ایک آدمی اتنے سارے لوگوں کو مار کر چلا گیا۔ اب یہ حالت ہوگئی ہے میرے آدمیوں کی''...... ساڈتوم نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سائیڈ ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

ندیم

عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں ایکریمین میک اپ میں ناراک کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ وہ پورٹو سے ناراک کا طویل فضائی سفر کر کے ابھی ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچے تھے اور عمران نے پورٹو سے روانہ ہونے سے پہلے اس ہوٹل میں کمرے بک کرا لئے تھے اس لئے انہیں یہاں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور صفدر اور کیپٹن شکیل اپنے اپنے کمروں میں غسل کر کے اور فریش ہو کر عمران کے کمرے میں آ گئے تھے۔ عمران بھی اس دوران غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے فریش ہو چکا تھا۔ میک اپ انہوں نے وہیں پورٹو میں ہی کر لئے تھے اور نئے میک اپ کے کاغذات ان کے پاس پہلے سے موجود تھے اس لئے انہیں کوئی پرابلم پیش نہ آئی تھی۔ عمران ان دونوں کے آنے سے پہلے ہاٹ کافی منگوا چکا تھا اس لئے اب وہ تینوں بیٹھے ہاٹ کافی کی چسکیاں

لے رہے تھے۔

''ہاں تو جناب صفدر سعید یار جنگ بہادر۔ تمہاری بہادری کا ثبوت سامنے نہیں آیا''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے کیا ہو جاتا ہے''۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

''میں نے اس وقت تو اس لئے نہ پوچھا تھا کہ میں تمہارے اصل چہرے پر شرمندگی کے تاثرات نہ دیکھنا چاہتا تھا لیکن اب تو تمہارا چہرہ مصنوعی ہے اس لئے اب اس پر ہر قسم کے تاثرات گوارا ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم نے اپنی بہادری کا سکہ ہاسکی پر جمایا یا نہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ کا کیا خیال ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے فائر کی آواز تو نہیں سنی۔ ہاں البتہ تم نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے آپ کی قوت برداشت پر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ نے اتنے طویل وقت تک یہ ذکر تک نہیں چھیڑا حالانکہ آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید وہیں کوٹھی میں ہی پوچھ لیتا''...... صفدر نے کہا۔

''بتایا تو ہے کہ میں تمہارے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات نہیں دیکھنا چاہتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''صفدر کہاں چھوڑتا ہے دشمن کو۔ اس نے یقیناً اسے ہلاک کر دیا ہو گا''...... خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ عمران صاحب نے درست اندازہ لگایا ہے۔ میں گیا تو ہاسکی کو ہلاک کرنے تھا لیکن جب میں نے وہاں ایک بے ہوش اور بے بس پڑی لڑکی کو دیکھا تو اسے ہلاک کرنے میں مجھے شرم آ گئی اور میں اسے ویسے ہی چھوڑ کر واپس آ گیا تھا۔ عمران صاحب کی بات درست ہے۔ مقابلے کے دوران ہلاکت اور بات ہے لیکن اس طرح کی ہلاکت خواہ مخواہ ضمیر پر بوجھ بن جاتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ اگر اسے موقع ملتا تو کیا وہ چھوڑ دیتی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس نے مجھے ہلاک کرنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور میں بچ گیا۔ لیکن میں نے اسے اس لئے چھوڑ دیا کہ اس طرح میرے ضمیر پر ہمیشہ بوجھ رہتا کہ میں نے ذاتی انتقام کی خاطر اسے ہلاک کیا ہے اور صفدر کی فطرت کا مجھے صفدر سے بھی زیادہ علم ہے اس لئے جب فائر کی آواز نہ سنی گئی تو میں سمجھ گیا کہ صفدر کو ایک بے بس لڑکی پر فائر کھولتے ہوئے شرم آ گئی ہو گی۔ ویل ڈن صفدر۔ ویسے بے فکر رہو۔ وہ کیا کہتے ہیں یار زندہ صحبت باقی۔ زندگی باقی رہی تو پھر کئی مواقع مل جائیں گے مقابلے کے''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

''مس جولیا یا صالحہ ہوتیں تو وہ اسے کبھی نہ چھوڑتیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے۔ ساس، بہو، نند اور بھاوج کا ہی جھگڑا رہتا ہے۔ کبھی سسر، داماد، دیور، بھابھی کا جھگڑا ہوتا کسی نے نہیں دیکھا''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ ہمارا پہلا مسئلہ تو العباس کی واپسی تھا اور ہے لیکن آپ اسے چھوڑ کر اب پی کاک کے مرکزی ہیڈکوارٹر کے خاتمے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں نے پہلی بار یہ دیکھا ہے کہ آپ اصل ٹارگٹ چھوڑ کر کسی دوسرے ٹارگٹ پر کام کرنے جا رہے ہیں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا۔

''پی کاک نے پاکیشیا کی عزت پر حملہ کیا ہے۔ العباس کے اغوا سے پوری دنیا میں پاکیشیا کی بدنامی ہوئی ہے اس لئے پی کاک کو اس کی عبرتناک سزا ملنا ضروری ہے۔ پی کاک کے چند ایجنٹوں یا مقامی ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے سے پی کاک پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس پر اثر اس وقت پڑے گا جب اس کا مرکزی ہیڈکوارٹر تباہ ہو گا اور جہاں تک العباس کی واپسی کا مشن ہے تو تنویر اور جولیا اس پر کام کر رہے ہیں اور مجھے ان دونوں کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے کہ یہ آسانی سے مار کھانے والے نہیں اس لئے وہ لامحالہ کامیاب لوٹیں گے۔ ہم اس دوران ویسے ہی ہاسکی وغیرہ جیسے ایجنٹوں سے لڑتے رہیں تو یہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ندیم

''آپ نے چیف سے بات کر لی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس وقت میں ٹیم کا چیف ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ ہم دونوں کے چیف ضرور ہیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نہیں ہیں اور آپ اور ہم اس وقت کسی ذاتی ایجنڈے پر کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک بین الاقوامی مشن پر کام کر رہے ہیں''...... صفدر نے باقاعدہ وکیلوں کی طرح دلائل دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہتے ہو تو بات کر لیتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ یہاں کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے بلیک زیرو کو اپنے نئے پلان سے آگاہ کر دیا تھا۔

''آپ کر لیں تو آپ کی مہربانی ہے۔ اس طرح ہماری ذہنی خلش دور ہو جائے گی''...... صفدر نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ فون کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... انکوائری کی طرف سے پوچھا گیا۔

''یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا حالانکہ چونکہ پہلے وہ فون کر چکا تھا اس لئے اسے نمبر معلوم تھے لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے تیز ذہنوں کے مالکوں کے سامنے وہ کوئی کمزوری باقی نہ رکھنا چاہتا تھا۔ چند

لمحوں بعد اسے نمبرز بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ چونکہ بیرون ملک سے رابطہ کے لئے علیحدہ سپیشل فون استعمال کیا جاتا تھا اس لئے اس فون نمبر پر ایکسٹو کا نام لینے کی بجائے چیف کا نام استعمال کیا جاتا تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از کان تا ناک۔ اوہ سوری۔ ناراک سے بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

''ناراک سے کیوں۔ مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ پورٹو میں تھے۔ پھر وہاں سے ناراک کیوں آ گئے ہو''...... چیف نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم نے چونکہ پورٹو میں ہی میک اپ کر لئے تھے اس لئے آپ کا مخبر وہاں ہمیں ابھی تک تلاش کرتا پھر رہا ہو گا''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں مت کیا کرو ورنہ کسی روز بولنے سے بھی معذور ہو جاؤ گے۔ ناراک آنے کی وجہ بتاؤ''...... ایکسٹو کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا تھا۔

''سوری چیف''...... عمران نے بھی سنجیدہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے انداز سے ہی صاف محسوس ہوتا تھا کہ وہ چیف کی دھمکی سے خوفزدہ ہو گیا ہے اور پھر اس نے سنجیدگی سے وہ ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں جو اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کی تھیں۔

''یہ معلومات تمہیں کہاں سے ملی ہیں''...... چیف نے پوچھا۔

''ہاسکی سے''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے اس بارے میں تفصیل بتا دی۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ ہاسکی نے درست بتایا ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تمہارا یہ فیصلہ درست ہے''...... چیف نے کہا۔

''صفدر اور کیپٹن شکیل کا کہنا ہے کہ ہمیں تنویر اور جولیا کے پیچھے جانا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تنویر اور جولیا دونوں پر مکمل اعتماد ہے۔ وہ دونوں اپنے مشن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کامیابی حاصل کریں گے''...... چیف نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''یہی بات میں نے بھی صفدر اور کیپٹن شکیل کو بتائی ہے لیکن پھر بھی یہ دونوں پریشان رہتے ہیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تنویر ڈیشنگ ایجنٹ ہے اور ڈیشنگ ایجنٹ کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی''...... عمران نے کہا۔

ندیم

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ایک بات مزید سن لو۔ تم نے اب صرف مرکزی ہیڈکوارٹر کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ایکشن نہیں کرنا۔ ایکشن کے لئے میں اس مشن کے بعد باقاعدہ مشن ترتیب دوں گا اور پھر اس پر پوری ٹیم کام کرے گی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پی کاک کا خفیہ مرکزی ہیڈکوارٹر عام تنظیموں کے ہیڈکوارٹر جیسا نہیں ہو سکتا“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ جیسے آپ کا حکم“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ اللہ حافظ“...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”کام خراب کر دیا تم نے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ الٹا چیف نے تو آپ کی حمایت کی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”خاک حمایت کی ہے۔ اس نے تو الٹا منع کر دیا ہے کہ وہاں آپریشن نہ کیا جائے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ مرکزی ہیڈکوارٹر کے بارے میں چیف کے پاس لازماً رپورٹیں ہوں گی اس لئے انہوں نے پوری ٹیم بھیجنے کی بات کی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ معلومات ملنے کے بعد سمجھو آدھا مشن مکمل ہو جائے گا اس لئے آدھے چیک کا تو حقدار بن جاؤں گا“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم چیک پوسٹ نمبر چار پر رہے ہو یا نہیں“...... تنویر نے روشو سے پوچھا۔

”یس سر۔ میں ایک سال تک وہاں رہا ہوں“...... روشو نے جواب دیا۔

”اس کی اندرونی صورت حال تفصیل سے بتاؤ“...... تنویر نے کہا۔

”سر۔ اس ٹاپو نما جزیرے کے عقبی حصے میں ایک کافی بڑی عمارت ہے جس کے بعد جزیرہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس عمارت کی چھت پر چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جس پر اینٹی ایئر کرافٹ گنیں، دور مار گنیں اور میزائل گنیں بہت کچھ ہوتا ہے۔ نیچے گھاٹ سے لے کر اس عمارت کے مین گیٹ تک دونوں سائیڈوں پر دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی آدمی ان دیواروں کے درمیان سے گزر کر

ندیم

عمارت تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے خاصی طویل گیلری سی ہے۔ ان دیواروں کے اندر آٹومیٹک مشین گنوں کے دہانے جگہ جگہ باہر کو نکلے ہوئے ہیں جنہیں عمارت کے اندر سے آپریٹ کیا جاتا ہے اور اس گیلری کی چیکنگ چھت پر موجود چیک پوسٹ سے کی جاتی ہے۔ مشکوک افراد پر گن فائر کھول دیا جاتا ہے۔ زیادہ تر چیکنگ گھاٹ پر ہی کر لی جاتی ہے اور جس پر کوئی شک ہو تو اسے اس گیلری سے گزار کر عمارت میں لے جایا جاتا ہے جہاں مشینری سے اس کے جسم اور ذہن کی چیکنگ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس عمارت کے اندر ایسی مشینری بھی نصب ہے جس سے پورے جزیرے کے ایک ایک ذرے کو مسلسل چیک کیا جاتا ہے“...... روشو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہوتے ہیں پوری عمارت کے اندر اور باہر“۔ تنویر نے پوچھا۔

”چالیس سے پچاس آدمی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ لوگ یہیں ہوتے ہیں کیونکہ اس چیک پوسٹ کے بعد براہ راست آدمی ساڈٹوم جزیرے پر پہنچ جاتا ہے“...... روشو نے کہا۔

”تم نے ابھی کہا ہے کہ سپیشل وے کو بھی وہ لوگ چیک کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہمیں چیک کر لیں گے“۔ جولیا نے پوچھا۔

”وہ لوگ چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن عام طور پر وہ ایسا نہیں

کرتے لیکن خاص حالات میں وہ ایسا کرتے بھی ہیں“...... روشو نے جواب دیا۔

”کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم سپیشل وے کے ذریعے سیدھے چیک پوسٹ نمبر چار کو کراس کرتے ہوئے اس کے عقب میں پہنچ جائیں“...... تنویر نے کہا۔

”آپ کرنا کیا چاہتے ہیں“...... روشو نے کہا۔

”وہی کچھ جو پہلے ہوتا آیا ہے لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے تو اس بار ہم گھاٹ کی طرف گئے تو معاملات ہمارے خلاف چلے جائیں گے“...... تنویر نے کہا۔

”مجھے کیا فائدہ ہوگا“...... روشو نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

”تو اب تم فائدہ نقصان کے بارے میں سوچنے لگ گئے ہو حالانکہ تمہیں انتہائی بھاری معاوضہ دیا گیا ہے“...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ طے شدہ راستے سے ہٹ کر کام کرانا چاہتے ہیں۔ اب تک میں نے اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ آپ طے شدہ راستوں پر چل رہے تھے لیکن اب اس راستے سے ہٹ کر عقبی طرف پہنچنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا معاوضہ آپ کو ادا کرنا ہو گا“...... روشو نے بڑے دلیل بھرے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم ہمیں عقبی طرف پہنچا کر کہاں جاؤ گے''..... تنویر نے پوچھا۔

''میں نے کہاں جانا ہے۔ وہیں عقبی طرف ہی رہوں گا کیونکہ میں خالی کشتی لے کر گھاٹ پر نہیں جا سکتا۔ اس طرح انہیں فوراً شک پڑ جائے گا''..... روشو نے جواب دیا۔

''او کے۔ یہ لو۔ یہ رقم رکھو لیکن اب دوبارہ رقم کی بات نہ کرنا''..... تنویر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر روشو کو دی تو روشو نے گڈی جھپٹ کر تیزی سے اپنی جیب میں ڈال دی۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں کوئی ناجائز بات نہیں کروں گا حالانکہ جو کچھ آپ چیکنگ پوسٹ پر کر چکے ہیں مجھے آپ سے الگ ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ جیسے ہی انہیں اس کا علم ہو گا یہاں بھونچال آ جائے گا اور میں بھی ساتھ ہی مارا جا سکتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے اس لئے آپ کا ساتھ دیا ہے کہ مجھے ساڈنوم اور اس کے آدمیوں سے شدید نفرت ہے۔ ان لوگوں نے میرے والد کو جو ان کا کام کرتا تھا، ایک چھوٹی سی غلطی پر عبرتناک انداز میں ہلاک کر دیا تھا۔ پھر مجھے یہاں رکھ لیا گیا۔ مجھے صرف کھانا دیا جاتا تھا۔ پھر میں نے بڑی منت خوشامد کی اور یہاں سے جان چھڑائی اور پورٹو چلا گیا۔ مجھے آج بھی اس گروہ سے شدید نفرت ہے''..... روشو نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

ندیم

''ہم تمہیں خوش کر دیں گے روشو۔ تم نے واقعی ہماری مدد کی ہے''..... جولیا نے کہا تو روشو کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''تھینکس میڈم''..... روشو نے کہا۔

''تم ڈبل بوٹ کو ذرا تیز چلاؤ۔ ہمیں جتنی جلد ممکن ہو سکے آئی لینڈ پہنچنا ہے اور تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم نے اسلحہ بھی لینا ہے''۔ تنویر نے پہلے روشو اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس بار میرا قرعہ نکل آیا ہے''..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس بار تمہاری واقعی ضرورت پڑ سکتی ہے''..... تنویر نے کہا۔

''شکر ہے میں بھی اس قابل ہو گئی کہ تمہاری مدد کر سکوں''۔ جولیا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو تنویر بجائے غصہ کرنے کے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''عورت چاہے کتنی ہی تعلیم یافتہ اور میچور کیوں نہ ہو بہرحال عورت ہی رہتی ہے''..... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اور مرد کیا بن جاتے ہیں''..... جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''غصہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں بخوبی علم ہے کہ تم مجھ سے زیادہ بہادر ہو لیکن میں اس لئے تمہیں ساتھ نہیں لے گیا تھا کہ میں اکیلا زیادہ تیزی سے حرکت کر سکتا تھا

لیکن اب جو صورت حال چوتھی چیک پوسٹ کی بتائی گئی ہے اس میں دو افراد کا کام ہے ایک کا نہیں"...... تنویر نے بڑے صلح کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چونکہ لیڈر ہو اس لئے تم بہتر سوچ سکتے ہو لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ ہماری واپسی پر روشو یہاں موجود ہو گا۔ میرے خیال میں اسے اتنا بھاری معاوضہ مل گیا ہے کہ اب یہ اسے خرچ کرنے کے لئے بیتاب ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ واپس نہیں جائے گا۔ بے فکر رہو کیونکہ میں اس کی نفسیات سمجھ گیا ہوں۔ یہ مزید رقم کے لالچ میں ہمارے ساتھ نتھی رہے گا کیونکہ ایک وقت میں اتنی بھاری رقم اسے اور کوئی نہیں دے سکتا اور اسے اتنی سمجھ بہرحال ہے کہ جو لوگ اس قدر بھاری رقوم دے سکتے ہیں وہ وصول کرنا اور سزا دینا بھی جانتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔ وہ دونوں کرانسی زبان میں باتیں کر رہے تھے تاکہ بوٹ چلانے والا روشو ان کے درمیان ہونے والی باتیں سمجھ نہ سکے۔

"آپ دونوں بے فکر رہیں۔ میں آپ کو دھوکہ نہیں دوں گا"۔ اسی لمحے روشو نے بڑی صاف کرانسی زبان میں کہا تو جولیا اور تنویر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں ہی ہلکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئے۔

"تم کرانسی جانتے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ندیم

"میڈم۔ سمندر میں کام کرنے والے بیشتر زبانیں جانتے ہیں اور کرانس تو بہرحال یورپ کا اہم ملک ہے اور کرانسی سیاح یہاں بہت آتے جاتے رہتے ہیں"...... روشو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نیچے کیبن میں جا رہا ہوں تاکہ تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ جب چیک پوسٹ کا عقبی حصہ آئے تو مجھے اٹھا دینا"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جن کے ذریعے نیچے کیبن تک پہنچا جا سکتا تھا۔ شاید اس نے اس ٹاپک پر مزید بات چیت سے گریز کرنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ کیبن میں پہنچ کر تنویر نے بیڈ کے نیچے موجود اسلحہ سے بھرا تھیلا باہر نکالا اور اسے کھول کر فرش پر پلٹ دیا۔ پھر اس نے مختلف اسلحوں میں سے خاصی بڑی طاقت کے چار بم، راکٹ میزائل اور سپیشل پسٹلز اٹھا لئے۔ اس نے ان میں میگزین فٹ کیا اور پھر ایک راکٹ میزائل پسٹل اپنی ایک جیب میں ڈال کر چاروں بم بھی اس جیب میں رکھ لئے جبکہ ڈبل مشین پسٹل اس نے دوسری جیب میں رکھا ہوا تھا۔ دوسرا راکٹ میزائل پسٹل اس نے جولیا کے لئے علیحدہ رکھ لیا اور باقی اسلحہ دوبارہ تھیلے میں ڈال کر اس نے تھیلے کو بیڈ کے نیچے دھکیل دیا۔ البتہ بیگ میں سے اس نے سیاہ رنگ کا ایک مخصوص انداز کا تھیلا نکال لیا تھا۔ اس تھیلے میں سوائے مشین پسٹل کے باقی اسلحہ ڈالا اور اسے اپنے کاندھے پر مخصوص انداز میں باندھ لیا۔ یہ تھیلا

ندیم

اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ اسے اتار کر اور کھول کر اسلحہ باہر نہ نکالنا پڑتا تھا بلکہ سائیڈ میں ہاتھ ڈال کر اسلحہ نکالا جا سکتا تھا۔ پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر عرشے پر پہنچ گیا۔ ڈبل بوٹ نرسلوں میں سے تیزی سے گزر رہی تھی جبکہ جولیا، روشو سے کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''تمہارے مشین پسٹل کا میگزین فل ہے یا نہیں''..... تنویر نے جولیا سے پوچھا۔

''کافی ہے''..... جولیا نے جواب دیا۔

''کتنی دیر میں ہم چیک پوسٹ کے عقب میں پہنچیں گے روشو''۔ تنویر نے اس بار روشو سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑی توجہ سے ڈبل بوٹ چلانے میں مصروف تھا۔

''بس نصف گھنٹے میں۔ ہمیں ذرا لمبا چکر کاٹ کر آنا پڑا ہے''..... روشو نے مڑے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا پروگرام کیا ہے''..... جولیا نے پوچھا۔

''فی الحال تو ذہن میں صرف ایک خاکہ ہے کہ ہم عقبی طرف سے عمارت کے اوپر چھت پر چڑھ کر وہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دیں تاکہ ہمارا عقب محفوظ ہو جائے۔ پھر عمارت کے اندر جا کر وہاں کارروائی کریں گے۔ یہ تو ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے لیکن وہاں جو راستہ بنے گا وہی بنائیں گے''..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمارت کی چھت پر ہونے والی فائرنگ کی آوازیں نیچے پہنچ جائیں گی اور پھر ہمارے پاس بھاگنے کا راستہ بھی نہیں رہے گا''..... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ وہاں جیسے حالات ہوں گے ویسے ہی کریں گے''..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا بھی خاموش ہو گئی۔ پھر جب بوٹ کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''تیار ہو جائیں جناب۔ ہم پہنچنے والے ہیں''..... روشو نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد بوٹ گھوم کر ٹاپو کے ساتھ لگ گئی اور اس میں سے راستہ بن گیا تو تنویر اور جولیا دونوں تیزی سے چلتے ہوئے بوٹ سے نکل کر عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہاں خاصی اونچی جھاڑیاں موجود تھیں اور کچھ فاصلے پر ایک دو منزلہ عمارت موجود تھی جو اس ٹاپو کی ایک طرف سے دوسری طرف تک پھیلی ہوئی تھی۔ سائیڈ سے فرنٹ پر جانے کا بھی کوئی راستہ نہ تھا۔ عقبی طرف کوٹھیاں موجود تھیں اور ایک دروازہ بھی نظر آ رہا تھا لیکن یہ فولادی دروازہ بند تھا۔ تنویر اور جولیا اونچی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے عمارت کا جائزہ لے رہے تھے۔

''میرا خیال تھا کہ باقاعدہ گیس وغیرہ کے پائپ نیچے سے چھت تک موجود ہوں گے جن کے ذریعے ہم آسانی سے چھت پر پہنچ جائیں گے لیکن یہاں تو ایک بھی پائپ موجود نہیں ہے''۔ تنویر

نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جو دروازہ بند نظر آ رہا ہے اسے کسی طرح کھولا جائے اور اندر جا کر ڈائریکٹ ایکشن لیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ فولادی دروازہ ہے۔ اندر سے بند ہوگا۔ جس طرح کوٹھیوں کے باہر فولادی جالیاں لگی ہوتی ہیں اس طرح ہم انہیں کھول نہیں سکتے۔ البتہ بم سے توڑ سکتے ہیں۔ توڑ دیں گے۔ پوری طرح تیار ہو جاؤ۔ ہم نے ان کا شکار کھیلنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہمیں آگے بڑھنے سے پہلے اپنا اپنا کردار متعین کر لینا چاہئے ورنہ ہم علیحدہ علیحدہ مارے جا سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اندر گولیاں چلنے کی آوازیں اوپر پہنچ سکتی ہیں اس لئے سیڑھیوں کے پاس تم نے کھڑی رہنا ہے۔ اوپر سے جو بھی آئے یا باہر سے آئے اسے بے دریغ اڑا دینا۔ میں عمارت کے اندر گھوم کر آپریشن کروں گا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں جھاڑیوں کی آڑ میں آگے بڑھنے لگے۔ ان کا رخ اس بند دروازے کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئے اور پھر تنویر نے ہاتھ گھما کر پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں سے ایک بم نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچی اور پھر اسے پوری قوت سے دروازے پر دے مارا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دھواں ہر طرف پھیل گیا۔

"آؤ"...... تنویر نے کہا اور دوڑتا ہوا اس دھوئیں میں گھستا چلا گیا۔ جولیا سمجھ گئی کہ اگر دھواں چھٹنے کا انتظار کیا تو دھماکے کی وجہ سے سب لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے وہ بھی تنویر کے پیچھے دھوئیں میں گھستی چلی گئی۔ یہ ایک بند راہداری تھی جس کے آخر میں دروازہ تھا۔ تنویر بڑے ماہرانہ انداز میں اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے وہ دوڑنے کی بجائے ہوا میں تیرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا ہو جبکہ جولیا بھی اسی انداز میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندرونی دروازے تک پہنچتے دروازے کی دوسری طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو تنویر نے رکے بغیر ہاتھ موڑ کر پشت پر موجود بیگ میں سے ایک اور بم نکالا اور اس کی پن دانتوں سے کھینچ کر اس نے اس پر انگوٹھا رکھ دیا۔ اسی لمحے سامنے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ میں موجود بم دروازہ کھلتے ہی دوسری طرف موجود چار افراد سے ٹکرایا اور ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں سا پھیل گیا۔ البتہ دھماکے کی وجہ سے انسانی چیخیں اس قدر ہلکی تھیں کہ آسانی سے سنی نہ جا سکتی تھیں۔

تنویر بم پھینک کر بھی نہ رکا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا وہ یکلخت اس طرح گرتا چلا گیا جیسے دوڑتے ہوئے آدمی کا پیر پھسل جائے تو وہ گرتا ہے اور اس کے پیچھے آنے والی جولیا نے تنویر کو اس انداز میں گرتے دیکھ

کر نہ صرف اپنے آپ کو سنبھالا بلکہ اس نے اپنی رفتار کم کی اور پھر دروازے کے رخ آگے بڑھنے کی بجائے سائیڈ پر ہوتی چلی گئی۔ اس طرح وہ گرنے سے بچ گئی جبکہ تنویر کا پیر فرش پر پھیل جانے والے انسانی خون پر پھسلا تھا اور یہ بات جولیا سمجھ گئی تھی۔ اسی لمحے اسے دائیں طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی جبکہ بائیں طرف راہداری بند تھی۔ جولیا نے ایک لمحہ رک کر تنویر کی طرف دیکھا جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا تو جولیا کو اطمینان ہو گیا کہ وہ حرکت کر رہا ہے تو وہ تیزی سے دائیں طرف موجود راہداری کی طرف مڑ گئی۔ راہداری دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی اور جس کے دونوں اطراف میں کمروں کے دروازے تھے۔ جولیا ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک وہ گھومتی ہوئی ایک کمرے کے کھلے دروازے کے اندر جا کر کمرے کی عقبی دیوار سے ٹکرائی۔ کسی نے یکلخت ہی کھلے دروازے سے ہاتھ بڑھا کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اندر کھینچ لیا تھا جبکہ اس طرح اچانک جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل وہیں راہداری میں ہی گر گیا تھا۔ کمرے کی عقبی دیوار سے ٹکرا کر جولیا منہ کے بل آگے گری تو اسی وقت دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا اور لاک لگنے کی آواز سنائی دی۔ جولیا نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھی تو اس نے سامنے ایک لمبے تڑنگے آدمی کو دونوں پیر پھیلائے کھڑے دیکھا۔ اس کا سانڈ کی طرح پلا ہوا جسم بتا رہا تھا کہ وہ بدترین لڑاکا ہے۔

اس کے چہرے پر شیطانیت جیسے رقص کر رہی تھی اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"تم جیسے ہی باہر آئی تو میں نے تمہیں دیکھ لیا اور تم مجھے پسند آ گئی اس لئے میں نے تمہیں گولی نہیں ماری بلکہ تمہیں اپنے کمرے میں کھینچ لیا۔ اب تمہارے پاس دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ رابن کے سامنے سرنڈر ہو جاؤ یا دوسری صورت میں تم سے زبردستی کی جائے گی اور پھر تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ البتہ سرنڈر کرنے کی صورت میں میرا وعدہ کہ تم نہ صرف زندہ رہو گی بلکہ تمہیں یہاں ہر سہولت بھی ملے گی"...... اس آدمی جس نے اپنا نام رابن بتایا تھا بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اس چیک پوسٹ پر تمہاری کیا اہمیت ہے"...... جولیا نے اس کی باتوں کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو رابن بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم عام عورت نہیں ہو۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں غلط سمجھا تھا لیکن اب تم آسانی سے نہیں مر سکو گی۔ اب تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتانا ہو گا کیونکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں حملہ کر سکتے ہیں لیکن تم یورپین ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... رابن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"جو سوال میں نے کیا ہے اس کا جواب دو"...... جولیا نے

غصیلے لہجے میں کہا تو رابن اس طرح اچھلا جیسے جولیا نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم رابن کو اپنا غصہ دکھاؤ۔ میں تم جیسی کبوتریوں کو رام کرنا بہت اچھی طرح جانتا ہوں"...... رابن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے اور اس نے جولیا پر اس انداز میں حملہ کیا کہ جولیا کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دے گا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ وہ جس لڑکی کو عام لڑکی سمجھ رہا ہے وہ جولیا ہے جولیا جس کے لڑنے کے انداز اور ہمت اور حوصلے کی داد عمران بھی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جولیا نے یکلخت چھلانگ لگائی اور اچھل کر سائیڈ پر ہوئی تو رابن اپنے ہی زور میں تھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ جولیا کا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور اس کی ٹانگ پوری قوت سے رابن کی پشت پر پڑی اور رابن چیختا ہوا سامنے بند دروازے سے ایک دھماکے سے ٹکرایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی لیکن دروازے سے ٹکرا کر وہ تیزی سے واپس آ رہا تھا کہ جولیا کا جسم ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا اور ایک بار پھر جولیا کی ٹانگ پوری قوت سے رابن کے سینے پر پڑی اور اس بار وہ چیختا ہوا پشت کے بل دروازے سے ٹکرا کر آگے منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ جولیا نے یکلخت اچھل کر اپنے دونوں جڑے ہوئے پاؤں مخصوص انداز میں رابن کی ریڑھ کی ہڈی پر مارے اور کمرہ رابن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا کے

دونوں پاؤں ریڑھ کی ہڈی پر پڑتے ہی تیزی سے گھوم گئے اور پھر جولیا اچھل کر اتر آئی جبکہ رابن اب منہ کے بل سیدھا فرش پر کسی حقیر کینچوے کی طرح پڑا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم اس طرح جھٹکے کھا رہا تھا جیسے ہائی پاور الیکٹرک کرنٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔

"بس اتنی ہی جان تھی تم میں۔ ابھی تو میں نے تمہیں ہاتھ تک نہیں لگایا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر آگے بڑھی۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری خالی پڑی تھی۔ تنویر وہاں موجود نہ تھا۔ البتہ انسانی جسموں کے ٹکڑے اور خون ابھی تک دروازے کے سامنے پڑا نظر آ رہا تھا۔ جولیا باہر آ گئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اب اسے اپنے مشین پسٹل کی فکر تھی اور پھر اس نے اسے ایک دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دبا ہوا دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ اس نے جھک کر مشین پسٹل چوکھٹ سے نکالا اور آگے بڑھ رہی تھی کہ اسے دور سے کسی کے زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی تو جولیا تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جولیا نے دیوار کے ساتھ لگ کر اندر جھانکا تو بے اختیار اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کمرے میں تنویر تقریباً درمیان میں کھڑا تھا جبکہ اس کے چاروں طرف پانچ آدمی اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی بھی لمحے تنویر پر حملہ کرنے والے ہوں۔ ایک آدمی نے پھر قہقہہ لگایا۔

"ختم کر دو اسے"...... قہقہہ لگانے والے نے یکلخت چیخ کر کہا

ندیم

تو پانچوں آدمی بجلی کی سی تیزی سے تنویر پر جھپٹے لیکن دوسرے لمحے وہ پانچوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر گئے کیونکہ تنویر یکلخت کسی ایسے اتھلیٹ کی طرح اچھلا تھا جو ہائی جمپ لگانے کے لئے اچھلتا ہے اور اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا کر وہ ایک سمت میں کھڑا ہوا تھا کہ پانچوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ایک بار پھر چیختے ہوئے اٹھے ہی تھے کہ جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ پانچوں ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے گرے اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

''شکریہ جولیا۔ میرا مشین پسٹل انہوں نے نکال لیا اور اسلحے کا بیگ بھی غائب ہے''...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

''تم کیسے ان کے قابو میں آ گئے''...... جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''میں پھسل کر گرا اور پھر اٹھا لیکن پھر پہلے سے زیادہ سخت انداز میں پھسلا اور میرا سر زور سے دیوار سے ٹکرایا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اس کمرے میں فرش پر پڑا تھا جبکہ یہ پانچوں میرے گرد موجود تھے۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آگے کیا ہوا وہ تمہیں معلوم ہے لیکن تم کہاں رہ گئی تھی''۔ تنویر نے ایک الماری کے پٹ کھولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ مشین پسٹل اور اسلحے کا بیگ اس الماری میں موجود ہے''۔ جولیا کے جواب دینے سے پہلے ہی تنویر چونک کر بولا اور پھر اس

نے الماری سے بیگ نکال کر اسے دوبارہ اپنی پشت پر لٹکایا اور مشین پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا۔

''ہاں۔ کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ''...... تنویر نے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا نے مختصر طور پر بتا دیا۔

''اوہ۔ کیا وہ بدمعاش مارا گیا یا نہیں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ میرے پاس پسٹل نہیں تھا۔ وہ باہر گر گیا تھا''۔ جولیا نے کہا۔

''کون سا کمرہ ہے۔ اسے گولی مارنا ضروری ہے''...... تنویر نے مڑتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے کمرے کے بارے میں بتا دیا۔ البتہ وہ خود وہیں رکی رہی۔ تنویر نے بند دروازے کو لات مار کر کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فائر کی آواز سنائی دی اور پھر تنویر کمرے سے باہر آ گیا۔

''وہ زندہ تھا لیکن تم نے اس کی ریڑھ کی ہڈی اس طرح ڈس لوکیٹ کر دی تھی کہ اب اچھے سے اچھا ڈاکٹر بھی اسے دوبارہ ایڈجسٹ نہ کر سکتا تھا''...... تنویر نے کہا تو جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔

''فائرنگ کی آواز کے باوجود یہاں کوئی نہیں آیا۔ یہاں اتنے ہی افراد تھے''...... جولیا نے تنویر کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں اس منزل پر یہی لوگ تھے۔ شاید دوسری

منزل پر مزید لوگ ہوں۔ تمہارے بارے میں ان بدمعاشوں کو علم نہیں ہو سکا اور میں انہیں بے ہوشی کے عالم میں مل گیا تھا اس لئے وہ مطمئن تھے''...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد راہداری کا اختتام ایک برآمدے میں ہوا۔ تنویر نے برآمدے میں جھانکا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے تھے۔ سامنے دو دیواریں ایک دوسرے متوازی ٹاپو کی دوسری سمت تک چلی گئی تھیں۔ یہ چاروں افراد راہداری کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں اور وہ بڑے عجیب سے انداز میں اس طرح تھرک رہے تھے جیسے گانے پر ڈانس کر رہے ہوں اور تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ان سب کے کانوں میں ایئر فون لگے ہوئے تھے اور وہ گانے سن کر اس پر باقاعدہ ڈانس کر رہے تھے۔ اب تنویر کو سمجھ آئی تھی کہ فائرنگ کی آوازیں ان تک کیوں نہیں پہنچی تھیں۔ ایک تو دیواریں اس قدر موٹی اور مضبوط تھیں جیسے ساؤنڈ پروف انداز میں بنائی گئی ہوں اور دوسری وجہ کانوں میں ایئر فون کی موجودگی تھی۔ تنویر نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ تھرکتے ہوئے وہ چاروں افراد بے ہنگم انداز میں اچھلتے اور چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحوں بعد ہی وہ سب ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے تنویر اور جولیا کو سائیڈ پر بنی ہوئی سیڑھیوں پر سے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دینے

لگیں۔ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر کوئی دوڑ کر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ اس کے ساتھیوں نے کس پر فائرنگ کی ہے کیونکہ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ کوئی اندر آ کر اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر رہا ہو گا۔ تنویر اور جولیا سیڑھیوں کے ساتھ ہی دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کس نے کیا ہے۔ کیا مطلب''...... اسی لمحے ایک آدمی نے سیڑھیوں سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ شاید تنویر اور جولیا کو دیکھ ہی نہ سکا تھا کیونکہ اس کی نظریں سامنے برآمدے میں پڑی اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھا جولیا نے اس پر فائر کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا جولیا کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو چیک کیا جو سیڑھیوں سے اترا تھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ جولیا نے اب عمارت کے اس حصے کی تفصیلی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ چھت پر موجود افراد کے لئے ایک تنویر ہی کافی ہے لیکن پوری عمارت میں گھومنے کے باوجود اسے مزید کوئی آدمی نہ ملا تو اس نے باہر جا کر گھاٹ پر موجود افراد کا خاتمہ کرنے کا پروگرام بنایا لیکن پہلے اسے تنویر کی واپسی کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد تنویر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہی جو ہونا تھا۔ اوپر چار افراد تھے چاروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ البتہ چھت کے ایک کونے میں ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر موجود تھا جو میرے اچانک فائر کرنے کے بعد یکلخت فضا میں اٹھا۔ میرے پاس اس پر حملہ کرنے کا وقت نہیں تھا کیونکہ وہاں مسلح افراد موجود تھے لیکن ہیلی کاپٹر مجھ پر حملہ کرنے کی بجائے یکلخت عمارت کی علیحدہ سائیڈ پر گیا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا جزیرہ ساڈٹوم کی طرف بڑھ گیا''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ جزیرے سے زیادہ تعداد میں افراد آ جائیں یا بوٹس کے ذریعے ہمیں گھیر لیا جائے''...... جولیا نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

''میں گھاٹ پر میزائل مار دیتا ہوں تاکہ گھاٹ کی طرف سے کسی کے آنے کا راستہ رک جائے۔ اس کے بعد عقبی طرف جا کر بوٹ پر سوار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اب ساڈٹوم جزیرے کا ہی ٹارگٹ باقی رہ جائے گا''...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ندیم

ساڈٹوم پاگل ہاتھی کی طرح کمرے میں اس طرح جھول رہا تھا جیسے ابھی ٹکروں سے دیوار توڑ ڈالے گا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے شعلے کی طرح بھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور پھر جھوم جھوم کر چلنا شروع کر دیتا۔ یہ اس کا آفس تھا جس میں وہ اس انداز میں چل رہا تھا۔ وہ بار بار دانت پیتا۔ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر ہتھیلی کا مکا بنا کر زور سے مارتا۔

''یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات۔ چاروں چیک پوسٹوں پر حملے جاری ہیں۔ بے شمار افراد مارے گئے اور دشمنوں کا پتہ نہیں چل رہا۔ یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات''...... یکلخت ساڈٹوم نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے میں مترنم گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو وہ چونک کر آگے بڑھا اور میز کے ساتھ موجود اپنی دیوہیکل کرسی پر اکڑ کر بیٹھ گیا۔

"یس۔ کم ان"...... ساڈٹوم نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا اور ساڈٹوم کے سامنے جھک گیا۔

"کیا رپورٹ ہے جیگر۔ سچ بتاؤ"...... ساڈٹوم نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ چاروں چیک پوسٹوں پر خون کی ہولی کھیلی گئی ہے اور آخری چوتھی چیک پوسٹ پر تو قتل عام کیا گیا ہے۔ ہمارے آدمی چھت پر، برآمدے میں، راہداری میں اور کمرے میں مکھیوں کی طرح مارے گئے ہیں۔ گھاٹ کی طرف موجود چھ افراد کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے قتل کرنے والے کو فری ہینڈ مل گیا ہو"...... جیگر نے سر جھکا کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ سب کیسے ہوا ہے۔ سپیشل دے خالی لیکن ہمارے آدمی ہر چیک پوسٹ پر مرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے آدمیوں کا اسلحہ بھی بے کار رہا ہے اور تمام حفاظتی انتظامات بھی۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے انہیں ہلاک کرنے والے جن بھوت ہوں۔ انسان نہ ہوں"...... ساڈٹوم نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اچانک ایک آدمی اوپر آیا اور پھر اس نے بے دریغ فائرنگ شروع کر دی۔ ہمارے آدمیوں کی بھی کافی تعداد تھی لیکن چونکہ وہ پہلے سے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے اس لئے ان کے نشانے درست نہیں رہ سکے اور یہ سب ہلاک

ندیم

ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر میں مشین گن تک نہیں تھی اور اس آدمی نے ہیلی کاپٹر پر فائر کھول دیا اس لئے میں فوراً اطلاع دینے یہاں آ گیا۔ اب جب ہم واپس گئے تو وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اسے سمندر نگل گیا ہے یا زمین کھا گئی ہے"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں وہاں تلاش کیا"...... ساڈٹوم نے چیخ کر کہا۔

"یس چیف۔ لیکن ارد گرد پورے سمندر میں اور سپیشل دے میں کہیں بھی کوئی آدمی، کوئی بوٹ، کوئی ہیلی کاپٹر کچھ بھی نہیں ہے"۔ جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نے زندگی میں سب سے بڑی غلطی کی کہ اس لارڈ ایسٹر کی بات مان لی اور اب مجھے اپنے آدمیوں کی موت کا کفارہ دینا ہو گا۔ میں اس العباس کو ہلاک کرا دیتا ہوں"...... ساڈٹوم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں خود وہاں جاؤں گا۔ وہاں جہاں ان کے ڈاکٹر ہیں لیکن نہیں۔ یہ میری بے عزتی ہے۔ ساڈٹوم کی بے عزتی کہ ساڈٹوم چل کر ان کے پاس جائے۔ اسے یہیں بلانا چاہئے"...... ساڈٹوم نے خود ہی اپنی بات کی تردید کی اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم جاؤ جیگر اور گراڈ کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً۔ جلدی۔

فوراً''...... ساڈتوم نے چیخ کر کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی چیف''...... جیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کی جان بچ گئی ہو اور وہ اس پر دل ہی دل میں خوش ہو رہا ہو۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ہونہہ۔ ایک آدمی ہر جگہ۔ ایک آدمی اور سب کچھ ملیامیٹ۔ سب لوگ ہلاک اور دوسری طرف صرف ایک آدمی۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ ایک آدمی کون تھا''...... ساڈتوم نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر مترنم گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

''یس۔ کم ان''...... ساڈتوم نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا اور ساڈتوم کے سامنے رکوع کے بل جھک کر کھڑا ہو گیا۔

''گراڈ حاضر ہے چیف''...... آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''تم نے سنا ہے گراڈ کہ ہماری چیک پوسٹوں پر کیا ہوا ہے''۔ ساڈتوم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ہمارے تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے''۔ گراڈ نے دوبارہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

''پہلے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے جواب میں العباس کو

ندیم

ہلاک کر دیا جائے لیکن اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کروں گا اور سنو۔ تم نے پورے جزیرے کے حفاظتی اقدامات کو کنٹرول کرنا ہے۔ کوئی اجنبی آدمی یا عورت جزیرے پر کسی بھی طرف سے کسی بھی انداز میں داخل نہ ہو سکے۔ جو داخل ہونا چاہے اسے بے دریغ ہلاک کر دو۔ حملہ آور ایک ہو یا دس۔ کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہئے ورنہ تم اور تمہارا پورا سیکشن موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا''...... ساڈتوم نے حلق کے بل چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی چیف''...... گراڈ نے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ہر کوئی کہتا ہے کہ حکم کی تعمیل ہو گی لیکن تعمیل ہوتی نہیں ہے''...... ساڈتوم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ساڈتوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ساڈتوم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''پی کاک کے چیف باس لارڈ ایسٹر سے بات کریں چیف''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ ساڈتوم بول رہا ہوں''...... ساڈتوم نے اونچی آواز اور قدرے درشت لہجے میں کہا۔

''لارڈ ایسٹر بول رہا ہوں۔ مجھے رپورٹس مل رہی ہیں کہ تمہاری

تمام چیک پوسٹس تباہ کر دی گئی ہیں اور وہاں موجود تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

''تمہیں کس نے یہ رپورٹ دی ہے''...... ساڈٹوم نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں ایک بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ ہوں۔ مجھے پوری دنیا سے رپورٹس ملتی رہتی ہیں۔ تم بتاؤ کہ رپورٹ غلط ہے یا درست''۔ لارڈ ایسٹر نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ درست ہے۔ لیکن یہ لوگ جزیرے پر نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بات نوٹ کر لیں''...... ساڈٹوم نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو ساڈٹوم۔ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ حملہ آور انتہائی تجربہ کار اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ ان کا ایک آدمی تمہارے سو آدمیوں پر بھاری پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے جو رپورٹس ملی ہیں ان کے مطابق تمہاری چیک پوسٹس پر بھی صرف اکیلے آدمی نے حملہ کیا ہے اور کہیں ایک مرد اور ایک عورت نے اور تمہارے آدمی ان کے ہاتھوں کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے گئے ہیں''...... لارڈ ایسٹر نے اونچی آواز اور سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر کیا میں تمہارا آدمی تمہیں واپس کر دوں۔ بولو۔ کیا کہتے ہو''...... ساڈٹوم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ تو نہیں کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری ان چیک

ندیم

پوسٹوں کی نسبت تمہارے جزیرے کے انتظامات زیادہ اچھے ہوں گے اور یہاں تمہارے تجربہ کار اور اچھی صلاحیتوں کے مالک لوگ موجود ہیں لیکن ان کو ایک تجربہ کار لیڈر کی ضرورت ہے اور وہ لیڈر میں تمہیں مہیا کر سکتا ہوں۔ اپنی تنظیم کی سپر ایجنٹ''...... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

''کی کا مطلب ہے کہ وہ کوئی عورت ہے''...... ساڈٹوم نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ حملہ آوروں کی ایک اور پارٹی بھی تھی جن کی تعداد تین تھی۔ وہ لوگ پہلے سے یہاں موجود حملہ آوروں کے ساتھی تھے اور اگر وہ مل کر مختلف سمتوں سے بیک وقت حملہ کر دیتے تو تمہیں بڑی مشکل پیش آ سکتی تھی اس لئے میں نے اس سپر ایجنٹ اور اس کے ساتھیوں کو پورٹو بھجوا دیا۔ وہاں ان کا زبردست مقابلہ ہوا اور حملہ آور پورٹو سے فرار ہو کر ایکریمیا چلے گئے۔ اس طرح ان کی آدھی طاقت ختم ہو گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب اسے تمہارے پاس بھجوا دوں۔ تم اسے جزیرے کی کمانڈر انچارج بنا دو۔ پھر وہ خود ہی سب کچھ سنبھال لے گی''...... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

''کون ہے وہ۔ کیا نام ہے اس کا اور کس شہر کی رہنے والی ہے''...... ساڈٹوم نے کہا۔

''اس کا نام ہاسکی ہے اور وہ ایکریمین نژاد ہے۔ وہ حملہ آوروں سے زیادہ تجربہ کار اور تربیت یافتہ ہے''...... لارڈ ایسٹر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ اس وقت"...... ساڈٹوم نے پوچھا۔

"وہ پورٹو میں ہے"...... لارڈ ایسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا آدمی ہیلی کاپٹر لے کر پورٹو پہنچ جاتا ہے۔ آپ اسے کہہ دیں کہ وہ میرے آدمی کے ساتھ آ جائے۔ میں اسے یہاں سیکورٹی انچارج بنا دوں گا"...... ساڈٹوم نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ اسے بھی دراصل ان حالات میں ایک نفسیاتی قسم کا سہارا چاہئے تھا جو اسے لارڈ ایسٹر اور ہاسکی کی صورت میں مل گیا تھا اس لئے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہاسکی کی آمد پر رضامند ہو گیا تھا۔

"اپنا ہیلی کاپٹر پورٹو کے لانگ ایریا میں بھجوا دو۔ لانگ ایریا میں ہیلی کاپٹر آسانی سے اتر جائے گا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کا کیا نام ہو گا"...... لارڈ ایسٹر نے پوچھا۔

"جیگر پائلٹ ہے ہیلی کاپٹر کا"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"ہماری سپر ایجنٹ کا نام ہاسکی ہے۔ بس یہی کوڈ رہے گا۔ ہیلی کاپٹر کتنی دیر میں لانگ ایریا میں یا پورٹو پہنچ جائے گا"...... لارڈ ایسٹر نے کہا۔

"دو گھنٹے بعد۔ اور ہاں۔ ہمارے ہیلی کاپٹر کا گہرا زرد رنگ ہو گا"...... ساڈٹوم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ساڈٹوم نے کریڈل دبایا اور ٹون

آنے پر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"جیگر سے کہو کہ مجھ سے فوری بات کرے"...... ساڈٹوم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ساڈٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ساڈٹوم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جیگر حاضر ہے چیف"...... دوسری طرف سے جیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر۔ ہیلی کاپٹر لے کر پورٹو کے لانگ ایریا میں چلے جاؤ۔ فوراً۔ وہاں ایک عورت ہے جس کا نام ہاسکی ہے۔ تم نے اسے اپنا نام بتانا ہے اور اس نے تمہیں اپنا نام بتانا ہے۔ تم اسے لے کر فوراً جزیرے پر آؤ گے اور اسے ہیلی کاپٹر سے اتار کر میرے آفس لے آؤ گے"...... ساڈٹوم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ وہ پی کاک کی سپر ایجنٹ ہے اور یہاں وہ تمہاری اور تمام سیکورٹی کی انچارج بننے آ رہی ہے اس لئے اس کی عزت کرنا تم پر لازمی ہے"...... ساڈٹوم نے ایک بار پھر اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے جیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ساڈٹوم نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اچانک ایک خیال آنے پر اس نے رسیور

اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''کوئی حملہ آور نظر آیا ہے یا نہیں''...... ساڈٹوم نے پوچھا۔

''نو چیف۔ اور دور دور تک کوئی اجنبی نظر نہیں آ رہا۔ ہم مسلسل جزیرے کے چاروں طرف اور خصوصاً سپیشل وے کو چیک کر رہے ہیں''...... ماسٹر نے جواب دیا۔

''تو سنو۔ جیگر اپنے ساتھ ہیلی کاپٹر میں ایک سپر ایجنٹ ہاسکی کو پورٹو سے لا رہا ہے میرے حکم پر۔ اسے روکنا نہیں''...... ساڈٹوم نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ساڈٹوم نے رسیور رکھ دیا۔

تنویر اور جولیا دونوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی کیونکہ اب وہ اپنے اصل مشن کی طرف جا رہے تھے۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ صرف مشن کا راستہ صاف کرنے کے برابر تھا لیکن اس مشن کے بارے میں انہیں معلوم تھا کہ وہ انتہائی سخت ثابت ہو گا۔ ظاہر ہے جزیرے پر ان کے بے شمار مسلح افراد اور بہت زیادہ حفاظتی انتظامات ہوں گے اور یقیناً انہیں چیک پوسٹوں پر ہونے والے قتل عام کے بارے میں علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ ہر طرح سے چوکنا اور ہوشیار ہوں گے۔

''العباس صاحب کو یہاں سے نکال کر ہم نے کہاں پہنچانا ہو گا۔ کیا انہیں اپنے ساتھ پاکیشیا لے جائیں گے''...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

''نہیں۔ اتنی دور ہم انہیں ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ پی کاک کی

"گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر نے سیل فون آف کیا اور اسے واپس اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

"کیا کہا ہے چیف نے"...... جولیا نے پوچھا تو تنویر نے مختصر طور پر بتا دیا۔

"چلو یہ تو معاملہ نزدیک ہی نمٹ جائے گا"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر۔ اب جزیرہ قریب آ رہا ہے"...... خاموش بیٹھے ہوئے روشو نے اچانک کہا۔

"تم ہمیں کہاں ڈراپ کرو گے"...... تنویر نے پوچھا۔

"میں آپ کو جزیرے کی سائیڈ پر اتار دوں گا اور خود واپس چلا جاؤں گا"...... روشو نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"واپس چلے جاؤ گے۔ کیوں۔ پھر ہم کیسے واپس جائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"جناب مجھے صرف آپ کو یہاں پہنچانے کے لئے ہائر کیا گیا ہے۔ واپسی کا میرے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے اور نہ ہی میں وہاں رک سکتا ہوں کیونکہ اگر انہوں نے مجھے چیک کر لیا تو پھر میرے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ وہاں کئی ہیلی کاپٹرز موجود ہوں گے آپ کسی ہیلی کاپٹر کو حاصل کر کے یہاں سے نکل سکتے ہیں"...... روشو نے کہا۔

ندیم

"یہ درست کہہ رہا ہے تنویر۔ ویسے بھی ہمیں علم نہیں کہ ہمیں وہاں کتنا وقت لگے گا اور ہماری واپسی کس انداز میں ہو گی اس لئے اسے واپس جانے دو۔ ہمارے لئے انشاء اللہ کوئی نہ کوئی ذریعہ سامنے آ جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ تم کہہ رہی ہو تو ٹھیک ہے"...... تنویر نے جولیا کی بات مانتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جبکہ تنویر زیر لب مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جھٹکے سے ڈبل بوٹ نرسلوں سے نکل کر سمندر میں اتر گئی تو اس کی رفتار یکلخت بے حد تیز ہو گئی۔ اب دور سے جزیرہ نظر آنے لگ گیا تھا اور بوٹ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور ساتھ ہی جزیرہ بڑا ہوتا نظر آ رہا تھا۔ جزیرے پر درختوں کی خاصی تعداد تھی اس لئے سوائے درختوں اور جھاڑیوں کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"چیک پوسٹس تو ہمیں چیک نہیں کر لیں گی۔ ایسا نہ ہو کہ میزائل فائر کر دیا جائے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس طرف کوئی نہیں آتا۔ اسے کنگ ایریا کہا جاتا ہے۔ یہاں صرف وہ بوٹس آتی جاتی ہیں جو ساڈٹوم کے لئے خصوصی مال لے کر جاتی ہیں"...... روشو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بوٹ جزیرے کے ساتھ جا کر لگ گئی تو تنویر جو کیبن سے اسلحے کے بڑے تھیلے میں موجود باقی اسلحہ بھی اپنی پشت پر موجود بیگ میں

ندیم

ڈال چکا تھا۔ وہ کشتی سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی بوٹ کے خصوصی راستے سے نکل کر جزیرے پر پہنچ گئی تو کشتی تیزی سے گھومی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ واپس جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ تنویر جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جبکہ جولیا اس کے پیچھے اس طرح آگے بڑھ رہی تھی جیسے وہ یہاں اکیلی موجود ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ جھاڑیوں کے اختتام پر پہنچ گئے۔ یہاں درختوں کی تعداد بھی پہلے سے کم تھی۔ سامنے ایک وسیع اور کھلا میدان نظر آ رہا تھا جس کے آخر میں انہیں فصیل نما اونچی دیوار نظر آ رہی تھی جو جزیرے کی ایک سمت سے دوسری سمت تک چلی گئی تھی۔ اس دیوار پر الیکٹرک تار بھی موجود تھے۔ درمیان میں جہازی سائز کا فولادی گیٹ تھا جو بند تھا۔ جزیرے کے چاروں کونوں میں اونچی مچانوں پر چیک پوسٹس تھیں جن پر خاصی مشینری نظر آ رہی تھی۔ یہاں دیوار تک تقریباً کھلا میدان تھا اور یقیناً یہ سارا میدان چیک پوسٹوں کی نظروں میں ہو گا۔

"ہمیں پہلے ان چیک پوسٹوں کا خاتمہ کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن پھر یہ سب ہوشیار ہو جائیں گے اس لئے اس کا حل یہی ہے کہ دیوار کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے اور ان دو چیک پوسٹوں کو جو دیوار سے باہر جزیرے کے کونوں پر

ہیں انہیں راکٹ فائر کر کے اڑا دیا جائے"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ پلاننگ کامیاب رہے گی لیکن ہمیں یہ دونوں کام بیک وقت کرنے ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ لو راکٹ میزائل گن۔ ایک کونے کی چیک پوسٹ کو تم تباہ کرو گی جبکہ دوسری کو میں کروں گا۔ اس کے بعد اندر گیس فائر کریں گے"...... تنویر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے راکٹ میزائل گنیں جو خصوصی طور پر چھوٹے سائز میں بنی ہوئی تھیں نکال کر ایک گن جولیا کے ہاتھ میں دے دی جبکہ دوسری گن اس نے خود رکھ لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ سے بے ہوش کرنے والی گیس کا پسٹل نکال کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"اوکے۔ فائر کرنے سے پہلے فائر کی آواز دے دینا"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں چل پڑے۔ جولیا بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی تاکہ وہ فائر کرنے سے پہلے ہی چیکنگ کی زد میں نہ آ جائے اور وہ اس سے پہلے ہی اس پر فائر کھول دیں۔ تھوڑا سا آگے جاتے ہی وہ ایک بار تو ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ اب درختوں کے پتوں کے درمیان چیک پوسٹ کی جھلک نظر آنے لگ گئی تھی اور اب یہاں سے آگے بڑھنے پر اسے بھی چیک کیا جا سکتا تھا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ لازماً چیک پوسٹ والے سائیڈوں پر نظریں جمائے ہوئے ہوں گے۔ وہ یہ تو سوچ بھی نہیں

ندیم

سکتے تھے کہ کوئی اس سپیشل وے سے چیکنگ کے باوجود جزیرے پر پہنچ بھی سکتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ زمین پر لیٹ کر جھاڑیوں میں کرالنگ کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ اس کی کوشش تھی کہ جھاڑیاں کم سے کم حرکت کریں تاکہ کوئی خصوصی طور پر جھاڑیوں کی حرکت محسوس کر کے متوجہ نہ ہو جائے۔ پھر وہ اس جگہ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی جہاں سے نہ صرف چیک پوسٹ واضح طور پر نظر آ رہی تھی بلکہ وہ راکٹ میزائل گن کی رینج میں بھی تھی۔ وہاں نقل و حرکت بھی نظر آ رہی تھی۔ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور ہیوی مشین گنیں بھی نظر آ رہی تھیں۔

جولیا نے راکٹ میزائل گن کو چیک کر کے اس کا رخ بلندی پر موجود چیک پوسٹ کی طرف کر کے زور سے فائر کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے بجلی کی سی رفتار سے گن سے یکے بعد دیگرے دو میزائل چیک پوسٹ کی طرف بڑھے اور پھر دونوں ہی یکے بعد دیگرے چیک پوسٹ سے دو خوفناک دھماکوں سے ٹکرا گئے اور ہر طرف دھواں سا پھیل گیا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں مخالف سمت میں ہونے والے دھماکوں کی آوازیں پڑیں تو جولیا اٹھ کر تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھی جہاں پہلے وہ دونوں اکٹھے ہوئے تھے لیکن پھر اس نے اپنا رخ موڑ لیا کیونکہ دوسری طرف سے تنویر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں راکٹ میزائل گن تھی جبکہ دوسرے ہاتھ

میں اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ تقریباً آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے یکلخت بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل کا رخ دیوار کے اوپر کی طرف کر کے ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور یکے بعد دیگرے چار کیپسول اڑتے ہوئے دیوار کی دوسری طرف جا گرے۔ پھر یکے بعد دیگرے چار ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں تو تنویر نے راکٹ میزائل گن کا رخ پھاٹک کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے دو میزائل گن کی نال سے نکل کر فولادی پھاٹک سے ٹکرائے اور دو خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں سا پھیل گیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا اور ایک دوسرے کے بعد ہوا تھا کہ یوں لگ رہا تھا جیسے چیک پوسٹوں پر ہونے والے دھماکے اور پھاٹک پر ہونے والے دھماکے اکٹھے ہی ہوئے ہوں۔ چیک پوسٹس فضا میں بکھر کر نیچے جا گری تھیں جبکہ فولادی پھاٹک کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

''اب اندر چلو''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہمیں چند لمحے انتظار تو کرنا ہو گا ورنہ ہم بھی بے ہوش ہو جائیں گے''...... تنویر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ان دونوں کے قدموں میں کوئی چیز آ کر گری اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے گرد سفید دھواں سا چھا گیا اور پھر ان دونوں کے ذہنوں پر یکلخت سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

ہاسکی نے جزیرے پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے تو ساڈوم سے ملاقات کی اور پھر اس کی اجازت سے اس نے وہاں کے سیکورٹی انچارج جیگر کے ساتھ پورے جزیرے کا راؤنڈ لگایا اور پھر عمارت کے ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئی۔ یہ کمرہ جیگر کا تھا۔ یہاں ایسی مشینیں موجود تھیں جن کی مدد سے پورے جزیرے کے مختلف حصے دیوار میں نصب سکرینوں پر مسلسل نظر آ رہے تھے۔ سامنے کی دو چیک پوسٹیں بھی اور عقب میں موجود دونوں چیک پوسٹیں بھی علیحدہ علیحدہ سکرینوں پر نظر آ رہی تھیں۔ دوسرے لفظوں میں یہاں بیٹھ کر پورے جزیرے کو چیک کیا جا سکتا تھا۔

"حفاظتی انتظامات تو خوب ہیں جزیرے کے"...... ہاسکی نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

ندیم

"میڈم۔ میں نے سیکورٹی انتظامات پر بہت محنت کی ہے"۔ جیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں بیٹھ کر ہم آنے والوں کو کور کیسے کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے بھی کوئی انتظام ہے"...... ہاسکی نے پوچھا۔

"یس میڈم۔ اس عمارت کی بالکونی میں ایک ایسی مشین گن نصب ہے جو ریوالونگ ہے اور اس کی رینج دیوار کی دوسری طرف بھی ہے اور عقبی طرف بھی۔ دوسرے لفظوں میں بس ایک بٹن دبا کر اور ایک پہیہ گھما کر آپ پورے جزیرے میں جہاں جہاں کھلا علاقہ ہے کسی کو بھی ٹارگٹ کر کے ہلاک کر سکتی ہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

"اور اگر اسے بے ہوش کرنا ہو تب"...... ہاسکی نے کہا۔

"میڈم۔ پھر گولیوں کی بجائے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کرنے والی گن کو حرکت میں لایا جاتا ہے"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... ہاسکی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے سلسلے میں خاص طور پر کیوں پوچھا ہے۔ یہاں تو آج تک اسے استعمال نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو حکم ہے کہ ہر اجنبی کو بلا کسی توقف کے گولی مار دو"۔ جیگر نے کہا۔

"ہو گا۔ لیکن اب تم نے میرا حکم ماننا ہے اور جو بھی آئے اسے

بے ہوش کرنا ہو گا تاکہ اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں ورنہ ہم انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں گے اور ان کا دوسرا گروپ اچانک ہمارے سروں پر چڑھ آئے گا''۔ ہاسکی نے کہا۔

''کیا ان کے دو گروپ ہیں۔ یہاں تو تمام چیک پوسٹوں پر ایک مرد اور ایک عورت کو ہی دیکھا گیا ہے اور یہی دونوں یہاں آئیں گے اور انہیں ہم نے ہلاک کرنا ہے''...... جیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''میں پورٹو میں ان کے دوسرے گروپ سے ٹکرا چکی ہوں۔ اس گروپ میں تین مرد ہیں اور وہ اپنی خوش قسمتی سے میرے ہاتھوں سے نکل گئے۔ پھر میں نے انہیں پورٹو میں بہت تلاش کیا لیکن وہ پورٹو میں موجود نہیں تھے اس لئے میں یہی سمجھتی ہوں کہ یہ گروپ بھی ساڈٹوم آئی لینڈ کی طرف ہی آ رہا ہے''...... ہاسکی نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ دو گروپ علیحدہ علیحدہ یہاں آئیں گے اور وہ علیحدہ علیحدہ کارروائی کریں گے''...... جیگر نے کہا۔

''اکٹھے بھی ہو سکتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ بھی۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ ان کا آپس میں لازماً رابطہ ہو گا اس لئے اگر ہم ایک گروپ کو ہلاک کر دیں تو پھر ہم دوسرے گروپ کو تلاش نہ کر سکیں گے''...... ہاسکی نے کہا۔

''آپ درست کہہ رہی ہیں میڈم۔ آپ واقعی ذہین ہیں۔ تجربہ کار ہیں۔ ایسی باتیں تو میرے ذہن میں آئی ہی نہیں''...... جیگر نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ بھی بے حد تجربہ کار ہیں اس لئے ہمیں بھی بہت کچھ سوچ سمجھ کر اقدامات کرنے ہیں''...... ہاسکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ جو ساتھ ہیں اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے''...... جیگر نے بدستور خوشامدانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہاسکی کا تعلق بین الاقوامی تنظیم پی کاک سے ہے اور ساڈٹوم بھی اس تنظیم سے ڈرتا ہے۔

''یہ چار سکرینیں آف کیوں ہیں''...... اچانک ہاسکی نے پوچھا کیونکہ سامنے دیوار پر نصب چار چھوٹی سکرینیں آف تھیں۔

''میں انہیں آن کر دیتا ہوں۔ یہ چاروں مچان چیک پوسٹوں کو چیک کرتی ہیں''...... جیگر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود مستطیل شکل کی مشین کے چند بٹن آن کر دیئے تو چاروں سکرینیں جھماکوں سے روشن ہو گئیں۔ پہلے تو ان پر آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑتی نظر آئیں پھر جھماکوں سے ان پر ایئر چیک پوسٹوں کے مناظر نظر آنے لگے۔ دو چیک پوسٹیں سامنے کی طرف تھیں اور دو چیک پوسٹیں عقبی طرف تھیں۔

''یہ چیک پوسٹیں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ یہ بیرونی رقبے میں ایک چیونٹی کو بھی حرکت کرتی چیک کر سکتی ہیں''...... جیگر نے

کہا۔

"اب ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔ تم شراب لے آؤ"...... ہاسکی نے کہا۔

"یس میڈم"...... جیگر نے کہا اور اٹھ کر عقبی طرف موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور نچلی دراز میں موجود گلاسوں میں سے دو گلاس اٹھائے اور پھر بوتل اور گلاس اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیئے۔ الماری کے پٹ بند کر کے واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھولی اور پھر دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور ایک گلاس اٹھا کر ہاسکی کے سامنے رکھ دیا۔

"لیجئے میڈم"...... جیگر نے کہا۔

"تھینکس"...... ہاسکی نے کہا اور گلاس اٹھا کر اس نے گھونٹ لیا اور پھر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

"جیگر۔ ابھی اگر تمہیں اطلاع ملے کہ دو آدمی فرنٹ پر نظر آ رہے ہیں تو تم انہیں کس طرح بے ہوش کرو گے"...... ہاسکی نے کہا۔

"وہ جیسے ہی سکرین پر نظر آئیں گے میں اس چھوٹے پہیے کو اینٹی کلاک گھماؤں گا تو ریز انہیں خودبخود ٹارگٹ کریں گی اور ٹارگٹ ہوتے ہی یہ بٹن پریس کر دوں گا تو بے ہوش کر دینے والی

ندیم

ریز ان کے قریب گر کر پھٹیں گی اور وہ بے ہوش ہو جائیں گے"...... جیگر نے کہا۔

"اور اگر انہوں نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی۔ میرا مطلب ہے کہ دیوار کی دوسری طرف سے اندر"۔ ہاسکی نے کہا تو جیگر مسکرا دیا۔

"میڈم۔ چیف نے اس کے لئے ایکریمیا سے خصوصی مشینری منگوائی ہے جو چوبیس گھنٹے آن رہتی ہے اس لئے یہاں کسی قسم کا گیس اثرانداز نہیں ہو سکتی۔ اس مشینری سے ایسی ریز نکل کر پوری عمارت میں پھیل جاتی ہیں کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کو فوراً بے اثر کر دیتی ہیں"...... جیگر نے کہا۔

"گڈ۔ یہ ہوا نا کام۔ ویری گڈ"...... ہاسکی نے کہا اور پھر وہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھے کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اسی لمحے انہیں ایک سکرین پر ایک چیک پوسٹ فضا میں بکھرتی نظر آئی اور چند لمحوں بعد دوسری فرنٹ چیک پوسٹ کا بھی یہی حشر ہوا تو جیگر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ویری بیڈ۔ انہیں مرنا ہو گا۔ جو بھی ہیں انہیں مرنا ہو گا"۔ جیگر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"انہیں ٹارگٹ کرو۔ یہ کون ہیں"...... ہاسکی نے چیخ کر کہا تو جیگر نے تیزی سے مشین کے چند بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے

اور پھر ایک بڑا بٹن پریس کر دیا تو سکرین پر ایک مرد اور ایک عورت نظر آنے لگے۔ مرد کے ایک ہاتھ میں راکٹ میزائل گن تھی اور دوسرے ہاتھ میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل تھا جبکہ عورت کے ہاتھ میں صرف راکٹ میزائل گن تھی۔ اس مرد نے گیس پسٹل اوپر کیا اور پھر اس پسٹل سے کیپسول نکل کر عمارت کے اندر گرتے نظر آئے۔ اسی لمحے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دیوار میں نصب پھاٹک اڑ گیا۔ سکرین پر اس جوڑے کے گرد سرخ دائرہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

''انہیں بے ہوش کر دو۔ جلدی۔ فوراً''...... ہاسکی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''انہیں ہلاک کرنا ہوگا''...... جیگر نے کہا۔

''میں کہہ رہی ہوں بے ہوش کرو ورنہ تمہاری شکایت ساڈوم کو کروں گی''...... ہاسکی نے چیخ کر کہا۔

''اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ٹھیک ہے''...... جیگر نے اس انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے ساڈوم کا نام سن کر وہ ہوش میں آ گیا ہو۔ پھر اس نے ایک بٹن کو تیزی سے دو بار پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دو کیپسول اڑتے ہوئے سکرین پر نظر آئے اور دونوں کیپسول سرخ دائرے کے اندر نظر آنے والے جوڑے کے پیروں میں گرے اور اس کے گرد سفید رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا اور جب دھواں چھٹا تو وہ دونوں ٹیڑھے میڑھے انداز میں زمین پر بے حس و

حرکت پڑے ہوئے تھے۔

''انہوں نے جو گیس فائر کی ہے اس کا واقعی اثر نہیں ہوا''۔ ہاسکی نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ میں نے پہلے تفصیل بتائی ہے''...... جیگر نے کہا۔

''اوکے۔ پھر ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آؤ''۔ ہاسکی نے کہا اور جیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی تیز گھنٹی بج اٹھی تو جیگر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جیگر بول رہا ہوں۔ سیکورٹی ونگ سے''...... جیگر نے کہا۔

''چیف سے بات کرو''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں آپ کا خادم جیگر عرض کر رہا ہوں''...... جیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے جزیرے پر۔ چیک پوسٹیں کس نے تباہ کی ہیں''...... دوسری طرف سے ساڈوم کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ ایک مرد اور ایک عورت ٹارگٹ میں آئے ہیں۔ انہوں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی۔ پھاٹک پر راکٹ میزائل مار کر اسے تباہ کر دیا اور دونوں فرنٹ چیک پوسٹیں

بھی تباہ کر دیں۔ میں نے انہیں ٹارگٹ کر کے بے ہوش کر دیا ہے''...... جیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ان کے ٹکڑے کیوں نہیں کیے۔ بولو۔ جواب دو''۔ ساڈٹوم نے چیخ کر کہا۔

''میڈم کا حکم تھا کہ انہیں بے ہوش کیا جائے۔ میڈم ہاسکی کا جناب''...... جیگر نے ہاسکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کہاں ہے ہاسکی۔ کیا تمہارے پاس ہے''...... اس بار دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

''یس چیف۔ یہ لیجئے بات کیجئے''...... جیگر نے کہا اور رسیور پاس بیٹھی ہوئی میڈم ہاسکی کی طرف بڑھا دیا۔

''یس۔ ہاسکی بول رہی ہوں''...... ہاسکی نے کہا۔

''تم نے ان حملہ آوروں کو بے ہوش کیوں کرایا ہے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے میری چار چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا ہے۔ ان کے تو سینکڑوں ٹکڑے کر دینے چاہئیں تھے''...... ساڈٹوم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ان کا ایک اور گروپ بھی کام کر رہا ہے جس سے میرا ٹکراؤ پورٹو میں ہوا تھا۔ وہ گروپ تین مردوں پر مشتمل ہے۔ پھر یہ گروپ پورٹو سے غائب ہو گیا۔ لازماً وہ یہاں پہنچے گا اور ان دونوں گروپوں کا آپس میں یقیناً رابطہ ہوگا اس لئے انہیں بے ہوش کیا گیا ہے تاکہ انہیں رسیوں میں جکڑ کر ان سے دوسرے گروپ کے بارے

ندیم

میں معلومات حاصل کی جا سکیں''...... ہاسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا کہ یہ انتہائی خطرناک ہیں''۔ ساڈٹوم نے کہا۔

''میں ان سے بھی زیادہ خطرناک ہوں۔ آپ بے فکر رہیں''۔ ہاسکی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہاسکی نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''جیگر''...... ہاسکی نے رسیور رکھ کر جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میڈم''...... جیگر نے کہا۔

''ان دونوں کو اٹھا کر کہاں رکھو گے تاکہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے''...... ہاسکی نے کہا۔

''روم نمبر فور میں۔ ان کے لئے وہاں مکمل انتظامات موجود ہیں۔ میں انہیں وہاں پہنچانے کا کہہ دیتا ہوں''...... جیگر نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو ان دونوں کو اٹھا کر روم نمبر فور میں پہنچانے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

''چلو میرے ساتھ۔ کہاں ہے یہ انتظامات''...... ہاسکی نے کہا۔

''آیئے میڈم''...... جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں عقبی دیوار کے ساتھ چھ کرسیاں موجود تھیں جبکہ چار کرسیاں

سامنے کچھ فاصلے پر رکھی گئی تھیں۔

''کہاں ہے وہ بے ہوش جوڑا''...... ہاسکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی پہنچ جائیں گے۔ آپ تشریف رکھیں''...... جیگر نے کہا اور ساتھ ہی ان چار کرسیوں کی طرف اشارہ کر دیا تو ہاسکی سر ہلاتی ہوئی درمیانی کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر بے ہوش جوڑا موجود تھا جبکہ اس دوران جیگر نے ایک الماری میں سے رسیوں کے دو بنڈل نکالے اور لا کر اس نے ان دونوں آدمیوں کی طرف بڑھا دیئے جو بے ہوش جوڑے کو لا کر کرسیوں پر ڈال چکے تھے۔

''انہیں رسیوں سے اچھی طرح باندھ دو''...... جیگر نے ان دونوں آدمیوں سے کہا۔

''یس سر''...... ان میں سے ایک نے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر باری باری دونوں بے ہوش افراد کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھ دیا اور پھر ہٹ کر سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔

''میں خود چیک کرتی ہوں''...... ہاسکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے باری باری دونوں کی رسیاں اور گانٹھیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''اب انہیں ہوش میں لے آؤ''...... ہاسکی نے واپس مڑ کر ان چاروں کرسیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس میں سے ایک کرسی

ندیم

پر وہ پہلے بیٹھی ہوئی تھی اور ایک بار پھر وہ درمیانی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ جیگر ایک بار پھر اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں سے اس نے پہلے رسی کے بنڈل نکالے تھے۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک بوتل اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور واپس آ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ پہلے بے ہوش لڑکی کی ناک سے لگا دیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا کر دوسرے آدمی کی ناک سے لگا دی اور مزید چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ پھر وہ مڑ کر ہاسکی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ان دونوں بے ہوش افراد کو لانے والے دونوں افراد اس دوران کمرے سے باہر جا چکے تھے اس لئے کمرے میں اس وقت اس بے ہوش جوڑے کے علاوہ جیگر اور ہاسکی ہی موجود تھے۔

''اگر آپ کہیں تو میں کسی کوڑا بردار کو بلا لوں''...... جیگر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ لوگ کوڑے مارنے سے راز نہیں اگلا کرتے۔ یہ اس معاملے میں بے حس ہوتے ہیں۔ میں خود ہی ان کی زبان کھلوا لوں گی''...... ہاسکی نے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہاسکی اب سامنے کرسیوں پر بے ہوش پڑے دونوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں کے جسموں میں ابھرنے والی حرکت اب تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور ہاسکی سمجھ رہی تھی کہ ان دونوں کو ہوش آ

رہا ہے اور یہ کارروائی چند لمحوں میں مکمل ہو جائے گی اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کو ہوش آ گیا اور ان دونوں نے باری باری آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ دونوں صرف کسمسا کر رہ گئے۔

ندیم

جولیا کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں اور ذہن پر دھند سی چھائی رہی۔ پھر یہ دھند صاف ہوئی تو جولیا نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں کرسی پر رسی سے بندھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ کرسی پر تنویر بھی رسی سے بندھا بیٹھا تھا۔ وہ ہوش میں نہیں تھا بلکہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔ سامنے چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے ایک کرسی پر ایک ایکریمین نژاد لڑکی اور دوسری کرسی پر ایک یورپی نژاد مرد بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکی کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام میری ہے۔ یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے اور تم خود

کون ہو''...... جولیا نے کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''عمران کی عورت کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ پراعتماد اور باحوصلہ''۔ لڑکی نے کہا۔

''تم کون ہو اور عمران کو کیسے جانتی ہو''...... جولیا نے چونک کر کہا تو لڑکی طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

''میرا نام ہاسکی ہے اور میں بین الاقوامی تنظیم بی کاک کی سپر ایجنٹ ہوں۔ تمہیں میں نے اس لئے عمران کی عورت کہا ہے کہ عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور تم غیر ملکی ہو اس لئے تم سیکرٹ سروس کی رکن تو نہیں ہو سکتی اور جس انداز میں تم نے عمران کا نام میرے منہ سے سن کر بات کی ہے وہ انداز بتا رہا ہے کہ تم عمران کی عورت ہو''...... ہاسکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یو شٹ اپ۔ میں عمران کی عورت نہیں ہوں بلکہ عمران میرا استاد ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''استاد۔ کس بات کا استاد''...... ہاسکی نے چونک کر کہا۔

''مارشل آرٹس کا''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مارشل آرٹس کا اور عمران استاد۔ وہ احمق اور فضول سا آدمی۔ اسے تو شاید مارشل آرٹس کی الف ب بھی نہیں آتی ہو گی اور وہ استاد ہے۔ تم نے مجھے بے وقوف سمجھ لیا ہے''...... ہاسکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ندیم

''تو کیا تمہیں مارشل آرٹ میں کوئی اعزاز حاصل ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں میں بلیک بیلٹ ڈاؤن ہوں''...... ہاسکی نے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ بلیک بیلٹ تو اب گلیوں میں کھیلنے والے بچے بھی حاصل کر لیتے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم کیا ہو''...... ہاسکی نے قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں بگ بیلٹ ہولڈر ہوں''...... جولیا نے کہا تو ہاسکی اس طرح ہنس پڑی جیسے جولیا نے کوئی لطیفہ سنا دیا ہو۔

''تم ہنس کیوں رہی ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بگ بیلٹ اس وقت دنیا میں صرف دو افراد ہیں اور وہ دونوں باجاپانی ہیں اور ساری دنیا ان کے بارے میں جانتی ہے۔ تم نے صرف بگ بیلٹ کا نام سن رکھا ہے۔ بہرحال اب تم یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے دو ساتھی کہاں ہیں''...... ہاسکی نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ان سے ملاقات ہوئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ پورٹو میں تھے اور میں نے انہیں ٹریس کر لیا تھا لیکن میرے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ پورٹو سے غائب ہو گئے اور میں نے تمہیں اس لئے بھی زندہ رکھا ہے ورنہ جس طرح تم پر بے ہوشی کے کیپسول فائر کئے گئے تھے ان کی جگہ گولیاں بھی برسائی جا

سکتی تھیں۔ میرا اب بھی وعدہ ہے کہ اگر تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سچ سچ بتا دو تو میں تمہیں زندہ واپس بھجوا دوں گی ورنہ عبرتناک موت تمہارا مقدر بن چکی ہے''..... ہاسکی نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

''تم خواہ مخواہ جذباتی ہو رہی ہو۔ ہمیں ان کے بارے میں قطعی کچھ نہیں معلوم''۔ جولیا نے بڑے صاف اور دوٹوک لہجے میں کہا۔

''تو پھر تمہیں زندہ رکھنے کا بھی کوئی جواز باقی نہیں رہتا''۔ ہاسکی نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''مس میری آپ خاموش رہیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔ سنیں۔ میرا نام مارشل ہے۔ مجھ سے بات کرو''..... تنویر نے کہا تو ہاسکی چونک کر اس کی طرف اس طرح دیکھنے لگی جیسے پہلی بار اسے دیکھ رہی ہو۔

''بس باتیں ختم۔ اب تمہاری چھٹی کا وقت آ گیا ہے''..... ہاسکی نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے وئے مشین پسٹل کا رخ جولیا کی طرف کیا ہی تھا کہ یکلخت جیسے لی چمکتی ہے اس طرح کرسی پر بندھا تنویر کرسی سمیت دو قدم دوڑا ر پھر کسی پہاڑی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کرسی پر بیٹھی ہاسکی سے ں زور سے ٹکرایا کہ کمرہ ہاسکی کی چیخ کے ساتھ ہی کرسیوں کے اکے سے نیچے گرنے سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے جولیا نے بھی تنویر پیروی کی اور وہ جیگر پر آ گری جو جیب میں ہاتھ ڈالنے کی

ندیم

کوشش کر رہا تھا۔ جولیا اور تنویر کی کرسیاں چونکہ دھماکے سے نیچے گری تھیں اس لئے ان کی سائیڈیں ٹوٹ گئیں اور سختی سے بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔

نیچے گرتے ہی تنویر جو پہلو کے بل نیچے گرا تھا، پلٹ کر تیزی سے اٹھا اور ٹوٹی ہوئی کرسی رسیاں ڈھیلی ہونے کی وجہ سے نیچے فرش پر جا گری اور تنویر اچھل کر رسیوں سے نکلا ہی تھا کہ یکلخت جیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر تنویر کے سینے میں کسی مشتعل مینڈھے کی طرح ٹکر ماری اور تنویر جو ابھی پوری طرح سنبھل ہی نہ سکا تھا زوردار ٹکر کھا کر اچھلا اور پشت کے بل زمین پر جا گرا تو جیگر نے یکلخت اچھل کر دونوں پیروں سے تنویر کے پیٹ پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر زمین پر پہلو کے بل جا گرا کیونکہ تنویر نے اس کے اچھلتے ہی اپنی ایک لات پوری قوت سے گھما کر اس کو ضرب لگا دی تھی اور جیگر چونکہ ہوا میں اٹھا ہوا تھا اس لئے ضرب لگتے ہی وہ جیسے اڑتا ہوا پشت کے بل پوری قوت سے فرش پر جا گرا جبکہ تنویر، جیگر کو ضرب لگا کر تیزی سے اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ جیگر اٹھنے میں کامیاب ہوتا تنویر کی لات اس کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی اور کئی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جیگر ضرب کھا کر درد کی شدت سے پلٹ گیا تھا لیکن اس کا یہ پلٹنا اس کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت

ہوا کیونکہ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اس کی دونوں ٹانگیں دونوں ہاتھوں میں پکڑیں اور ایک جھٹکے سے وہ انہیں اس کے سر کے پیچھے لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر اس کی کمان کی طرح مڑی ہوئی کمر پر گرا اور زور دار کڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر ایک طرف ہٹا تو جیگر کی مڑی ہوئی دونوں ٹانگیں ایک جھٹکے سے واپس فرش پر جا گریں۔ اس کے ساتھ ہی جیگر نے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم کا نچلا حصہ مکمل طور پر بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

تنویر نے ایک لمحے کے لئے اسے دیکھا اور پھر وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ یکلخت اچھل کر جیگر کے اوپر جا گرا۔ کسی نے اسے پوری قوت سے پشت پر ضرب لگا کر دھکیل دیا تھا اور یہ ضرب ہاسکی کی طرف سے لگائی گئی تھی۔ تنویر چونکہ جیگر کے ساتھ الجھ گیا تھا اس لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ جولیا اور ہاسکی میں مسلسل اور تیز رفتار فائٹ ہو رہی ہے۔ ہاسکی مارشل آرٹ میں خاصی ماہر تھی لیکن جولیا چونکہ رسیوں میں جکڑی ہوئی کرسی سمیت نیچے گری تھی اس لئے اس کے اٹھنے اور اپنے آپ کو رسیوں سے علیحدہ کرنے میں کچھ وقت لگ گیا تھا۔ گو اس کی کرسی ٹوٹ جانے کی وجہ سے رسیاں ڈھیلی پڑ گئی تھیں لیکن اس کے باوجود جولیا کو رسیوں سے نجات حاصل کرنے میں خاصی دقت ہوئی اور ہاسکی نے اس کا

بھرپور فائدہ اٹھایا اور فرش سے اٹھ کر اس نے جولیا کی گردن پر زور سے کھڑی ہتھیلی کا وار کیا تو جولیا چیختی ہوئی اچھل کر نیچے جا گری لیکن اس طرح گرنے سے جولیا کو یہ فائدہ ہو گیا کہ وہ رسیوں سے یکسر آزاد ہو گئی۔ لیکن گردن پر پڑنے والی ضرب نے اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا ڈال دیا تھا۔ اسی لمحے جولیا کے جسم میں درد کی انتہائی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی اور درد کی اس تیز لہر نے جولیا کے ذہن پر چھا جانے والا سیاہ پردہ یکلخت غائب کر دیا۔

جولیا گردن پر کھڑی ہتھیلی کے وار کی وجہ سے نہ صرف نیچے گری تھی بلکہ اس ضرب نے اس کے ذہن کو بھی بے ہوشی کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن ہاسکی نے غصے کی شدت سے پوری قوت سے جولیا کے پہلو میں لات مار دی جس سے جولیا کی کئی پسلیوں کو شدید ضرب پہنچی اور یہ اس ضرب کا ہی نتیجہ تھا کہ درد کی تیز لہر سی جولیا کے جسم میں دوڑی اور جولیا الٹا ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی جولیا کا جسم کسی سانپ کی طرح سمٹا اور دوسرے لمحے وہ کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی اور فرش پر گرا ہوا مشین پسٹل اٹھانے کے لئے مڑتی ہوئی ہاسکی تیزی سے پلٹی لیکن دوسرے لمحے وہ بھی بالکل اس طرح چیختی ہوئی فرش پر جا گری جس طرح پہلے جولیا گری تھی۔ جولیا نے کھڑے ہوتے ہی مڑتی ہوئی ہاسکی کے پہلو پر اچھل کر لات جمائی تھی اور ہاسکی ضرب کھا کر چیختی ہوئی نیچے جا گری۔ نیچے گرتے ہی اس نے بھی جولیا کی طرح

ندیم

تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھائی اور اٹھتی ہوئی ہاسکی کے پیٹ پر ضرب لگا کر اور اچھل کر سائیڈ پر جا کھڑی ہوئی لیکن جیسے ہی اس کے دونوں پیر زمین پر لگے ضرب کھا کر سمٹتی ہوئی ہاسکی اڑنے والے سانپ کی طرح جولیا سے ٹکرائی اور جولیا اچھل کر پہلو کے بل گھومتی ہوئی نیچے گری اور یہ وہی لمحہ تھا جب تنویر مڑ رہا تھا کہ ہاسکی نے یکلخت گھومتے ہوئے اس کی پشت پر ضرب لگا دی اور تنویر اچھل کر منہ کے بل جیگر کے اوپر جا گرا۔

ہاسکی، تنویر کو ضرب لگا کر تیزی سے جولیا کی طرف مڑی جو فرش پر گری ہوئی تھی لیکن اس سے پہلے کہ ہاسکی اسے مزید ضرب لگاتی یکلخت ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ہاسکی چیختی ہوئی الٹ کر پشت کے بل نیچے گری۔ جولیا جس جگہ نیچے گری تھی وہیں ہاسکی کے ہاتھ سے نکلنے والا مشین پسٹل موجود تھا اور ہاسکی چونکہ تنویر کو ضرب لگانے میں مصروف ہو گئی تھی اس لئے اس کی توجہ جولیا کی طرف سے ہٹ گئی تھی اور وہ یہ نہ دیکھ سکی تھی کہ جولیا نے مشین پسٹل نہ صرف اٹھا لیا ہے بلکہ وہ اس کا رخ بھی اس کی طرف کر چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کو ضرب لگا کر جیگر پر گرانے کے بعد وہ جولیا کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ جیگر اب خود ہی تنویر سے نمٹ لے گا کیونکہ اسے معلوم ہی نہ تھا کہ تنویر نے جیگر کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر اس کے نچلے جسم کو مکمل طور پر مفلوج

کر دیا ہے اور اب وہ لڑنا تو ایک طرف حرکت کرنے سے بھی معذور ہو گیا ہے۔ تنویر کو ضرب لگا کر جیگر پر گرانے کے بعد ہاسکی جیسے ہی جولیا کی طرف متوجہ ہوئی جولیا نے فائر کھول دیا اور مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں بارش کی طرح اس کے جسم پر پڑیں اور ہاسکی چیختی ہوئی الٹ کر نیچے جا گری اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی اور جولیا اور تنویر دونوں ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''اسے بھی گولی مار دو''...... تنویر نے جیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس سے معلوم کرنا ہے کہ اس عمارت کی اندرونی ساخت کیا ہے اور العباس کو یہاں کہاں رکھا گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے جیگر کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک سیدھی پڑی کرسی پر ڈال دیا جبکہ جولیا ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گئی تاکہ اگر کوئی اچانک آ جائے تو اسے کور کیا جا سکے۔

''سنو جیگر۔ میں نے تمہاری ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ اس انداز میں ڈس لوکیٹ کیا ہے کہ اب بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی اسے ٹھیک نہیں کر سکتا لیکن میں اسے اب بھی ٹھیک کر سکتا ہوں کیونکہ میں نے اس کی ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ اب اگر تم اس طرح معذوری کی حالت میں سسک سسک کر مرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ ہم

یہاں سے چلے جاتے ہیں ورنہ ٹھیک ہونے کے لئے تم ہمیں تفصیل سے اس کمرے سے باہر اور اس عمارت کے اندر کا نقشہ بتا دو۔ کون کون کہاں کہاں موجود ہے۔ سیکورٹی کی کیا صورت حال ہے۔ یہ سب بتاؤ اور خاص طور پر یہ بتاؤ کہ العباس کو کہاں رکھا گیا ہے''۔۔۔۔۔ تنویر نے سرد لہجے میں جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اس حالت میں نہیں رہنا چاہتا۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا''۔۔۔۔۔ جیگر نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

''چلو میری۔ ہم خود ہی سب کچھ چیک کر لیں گے۔ اس کے ٹھیک ہونے کی نیت نہیں ہے''۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ گھما کر دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ تم وعدہ کرو کہ مجھے ٹھیک کر دو گے''۔۔۔۔۔ جیگر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے خود آفر کی ہے۔ پھر وعدہ کس بات کا۔ بولو۔ وقت مت ضائع کرو۔ میں صرف تین تک گنوں گا۔ پھر ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ ون''۔۔۔۔۔ تنویر نے گنتی شروع کرتے ہوئے کہا تو جیگر نے سب کچھ اس طرح بتانا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ پھر باقی ماندہ معلومات تنویر نے سوالات کر کے معلوم کر لیں۔

''او کے۔ ایک تو میں نے وعدہ نہیں کیا تھا دوسرا تمہارا مہرہ

''او کے۔ ایک تو میں نے وعدہ نہیں کیا تھا دوسرا تمہارا مہرہ
ٹوٹ چکا ہے۔ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے اس لئے تمہارا زندہ رہنا تم پر ظلم ہے''۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جیگر کوئی بات کرتا تنویر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار جیگر کی گردن پر پڑا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جیگر کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی۔ اس کا اوپری جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

''ہمیں پہلے العباس صاحب کو ٹریس کر لینا چاہئے ورنہ وہ انہیں کسی دوسری طرف بھی بھجوا سکتے ہیں''۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''سب سے پہلے اس ساڈٹوم کا خاتمہ کرنا ہے کیونکہ اس کا حکم ہی یہاں چلتا ہے اور جب حکم دینے والا نہ رہے گا تو معاملات ویسے ہی چلیں گے جیسے ہم چاہتے ہیں''۔۔۔۔۔ تنویر نے جواب دیا اور کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ان کی جیبوں اور پشت پر موجود اسلحے سے بھرا بیگ اس الماری میں رکھا گیا ہے۔ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ الماری میں اس کا اور جولیا کا مشین پسٹل دونوں موجود تھے اور بیگ بھی جس میں اسلحہ تھا۔ تنویر نے جولیا کا مشین پسٹل جیب میں ڈالا۔ اسلحے کا بیگ اس نے اپنی پشت پر لاد کر اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں جولیا شاید اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔

ساڈٹوم اپنے آفس کی کرسی پر اپنی مخصوص فطرت کے مطابق اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ سامنے دو آدمی سر جھکائے کھڑے تھے۔

"بولو۔ کہاں ہیں وہ۔ بولو"..... ساڈٹوم نے خاصے غضبناک لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"جیگر کے آدمی انہیں اٹھا کر لے گئے ہیں چیف"..... ایک آدمی نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کہاں لے گئے ہیں۔ جہنم میں لے گئے ہیں یا کہیں اور"..... ساڈٹوم نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیگر کے آدمی ان دونوں کو سپیشل چیکنگ روم میں لے گئے ہیں اور جیگر اور نئی سیکورٹی چیف میڈم ہاسکی دونوں اندر ان سے معلومات حاصل کر رہے ہیں"..... ایک آدمی نے تفصیلی جواب

ندیم

دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سپیشل چیکنگ روم تو ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر سے باہر آوازیں تو نہیں آ سکیں گی لیکن کوئی آدمی باہر سے اندر تو جا سکتا ہے۔ تم جاؤ اور جیگر سے معلوم کر کے آؤ کہ یہ دونوں کون ہیں اور ان کا کیا حشر ہوا ہے جنہوں نے گیٹ اڑایا ہے۔ کیا یہ دونوں وہی ہیں جنہوں نے ہماری چار چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا ہے یا یہ کوئی اور ہیں۔ جاؤ اور معلوم کر کے ابھی اور فوراً رپورٹ کرو"۔ ساڈٹوم نے چیخ چیخ کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی چیف"..... دونوں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں مڑے اور تیزی سے باہر چلے گئے۔

"میں ان دونوں کو عبرتناک سزا دوں گا۔ میں ان کے جسموں کا ایک ایک ٹکڑا چیلوں اور کوؤں کو کھلاؤں گا"..... ساڈٹوم نے اچانک میز پر زور زور سے مکے مارتے ہوئے کہا۔ اسے کافی دیر پہلے اطلاع ملی تھی کہ ساڈٹوم آئی لینڈ کی فرنٹ کی دونوں چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئی ہیں اور مین گیٹ کو بموں سے اڑا دیا گیا ہے لیکن ایسا کرنے والے دو افراد جن میں ایک مرد اور ایک عورت شامل ہے کو سیکورٹی کی طرف سے بے ہوش کر کے لے جایا گیا ہے تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا کہ سیکورٹی چیف جیگر خود ہی اسے رپورٹ کرے گا لیکن جب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا اور کوئی رپورٹ نہ آئی تو اس نے سیکورٹی کے یہ دو آدمی بلائے اور ان سے پوچھ گچھ کی۔

جب اسے بتایا گیا کہ دونوں کو سپیشل چیکنگ روم میں لے جایا گیا ہے اور جیگر کے ساتھ ساتھ ہاسکی بھی وہاں موجود ہے تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا لیکن وہ چونکہ تازہ ترین رپورٹ چاہتا تھا اس لئے اس نے انہیں سپیشل روم کے اندر جا کر تازہ ترین رپورٹ لانے کا حکم دے دیا اور اب وہ اس رپورٹ کی انتظار میں تھا۔ اسے ان دونوں افراد پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا جنہوں نے نہ صرف چیک پوسٹوں پر قتل عام کیا تھا بلکہ یہاں بھی اس کی دو ایئر چیک پوسٹس تباہ کر دی تھیں۔ گیٹ کو بموں سے اڑا دیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان افراد کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کر کے انہیں چیلوں کوؤں کے سامنے پھینک دے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی دو آدمی جو پہلے یہاں موجود تھے اور رپورٹ لینے گئے تھے اندر داخل ہوئے۔

''جان کی امان دیں آقا''...... دونوں نے روتے ہوئے لہجوں میں کہا۔

''جان کی امان دی۔ اب بکو کیا خبر لائے ہو بدبختو''۔ ساڈوم نے چیختے ہوئے کہا۔

''آقا۔ سیکورٹی چیف جیگر اور میڈم ہاسکی دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ دونوں افراد غائب ہیں''...... ان میں سے ایک نے اس طرح روتے ہوئے کہا جیسے یہ سارا قصور اسی کا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ساڈوم نے

ندیم

ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''وہاں یہی منظر ہے آقا۔ حالانکہ باس جیگر کے حکم پر ہم دونوں حملہ آوروں کو اٹھا کر سپیشل چیکنگ روم میں لے گئے تھے اور ان کے حکم پر انہیں کرسیوں پر بٹھا کر کرسیوں کی مدد سے باندھ دیا گیا تھا۔ پھر ہمیں جانے کا حکم دیا گیا اور ہم چلے آئے۔ باس جیگر اور میڈم ہاسکی وہاں موجود تھے۔ یہ دونوں حملہ آور چونکہ بندھے ہوئے تھے اس لئے ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا لیکن اب ہم نے جا کر دیکھا تو جن کرسیوں پر رسیوں سے حملہ آوروں کو باندھا گیا تھا وہ کرسیاں ٹوٹی پڑی ہیں اور باس جیگر کی لاش ایک کرسی پر پڑی ہے جبکہ میڈم ہاسکی کی لاش فرش پر پڑی ہے۔ وہاں کا ماحول دیکھ کر صاف لگتا ہے کہ وہاں خوفناک لڑائی ہوئی ہے اور لڑائی میں باس جیگر اور میڈم ہاسکی دونوں شکست کھا گئے ہیں اور انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ایک آدمی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے اور حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''تو اب کہاں غائب ہو گئے ہیں وہ جن بھوت۔ بولو''۔ ساڈوم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے آقا کہ وہ دونوں العباس کو تلاش کر رہے ہوں گے جنہیں آپ نے ڈاکٹروں کے ساتھ سپیشل سیل میں رکھا ہوا ہے''۔ ایک آدمی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو وہاں پہنچ جائیں گے وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو غلط

ندیم

ہے۔ میری تو توہین ہو جائے گی۔ ساری دنیا کہے گی کہ ساڈٹوم اپنے جزیرے پر العباس کی حفاظت نہیں کر سکا“...... ساڈٹوم نے چیختے ہوئے کہا۔

”لیکن آقا۔ سپیشل سیل تو ہر قسم کی مداخلت سے آزاد ہے۔ اسے نہ بم سے اڑایا جا سکتا ہے نہ باہر سے کھولا جا سکتا ہے اور نہ ہی اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ اسے تو صرف آپ میکنزم سے کھول سکتے ہیں اس لئے وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ خود ہی کہیں نہ کہیں مارے جائیں گے“...... ایک آدمی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ دونوں انسان نہیں ہیں۔ یہ جن بھوت ہیں۔ چاروں چیک پوسٹوں پر کم انتظامات تھے کہ وہ وہاں کامیاب رہے۔ جزیرے پر کم انتظامات تھے۔ پھر سپیشل چیکنگ روم میں کیا ہوا۔ نہیں۔ یہ خوفناک لوگ ہیں۔ مجھے فوراً العباس کو یہاں سے دوسرے سپاٹ پر منتقل کرنا ہو گا اور ہاں۔ میں خود بھی ساتھ جاؤں گا اس وقت تک جب تک یہ دونوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اور سنو۔ تم جاؤ اور سپیشل ہیلی کاپٹر کو یہاں میرے آفس کے باہر لینڈ کراؤ۔ اور سنو۔ تم جا کر العباس کو یہاں لے آؤ۔ میں سپیشل سیل کھولتا ہوں۔ اور ہاں۔ میرے بعد یہاں کے انچارج تم ہو۔ میں ریڈ ایریا میں جا رہا ہوں۔ اس کا علم صرف تمہیں ہو گا بانڈ۔ جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ اور ہاں سنو۔ پورے جزیرے پر اعلان کرا دو کہ یہ دونوں حملہ آور جہاں بھی ہوں یا جہاں بھی کسی کو ملیں انہیں دیکھتے ہی

گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ سن لیا تم نے بانڈ“...... ساڈٹوم نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... بانڈ نے کہا اور سلام کر کے مڑا اور بانڈ کے پیچھے وہ دوسرا آدمی بھی آفس سے باہر چلا گیا۔

شہرۂ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیا ناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سکیم
”گولڈن پیکیج“
تفصیلات معلوم کرنے کے لئے ابھی کال کیجئے
Mob 0333-6106573 Ph 061-4018666
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جولیا اور تنویر اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ ایک جدید انداز کی کپڑے لٹکانے والی الماری موجود تھی۔ تنویر کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھا اس الماری کی طرف گیا اور اس نے الماری کھول کر اندر موجود ایک ہک کو اپنی طرف کھینچا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی الماری دیوار میں کھسکتی ہوئی ایک سائیڈ پر ہو گئی۔ اب وہاں جہاں پہلے الماری تھی ایک راستہ نظر آ رہا تھا جس کی دوسری طرف راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راستے سے گزر کر دوسری طرف موجود راہداری میں پہنچ گئے۔ وہاں بھی دیوار میں ایک ہک موجود تھا۔ تنویر نے وہ ہک پکڑ کر کھینچا تو الماری کھسک کر واپس اپنی جگہ پر آ گئی اور یہ خصوصی راستہ بند ہو گیا۔ یہ راستہ جگر نے اسے بتایا تھا۔ اس

ندیم

نے بتایا تھا کہ العباس کو ساڈتوم آئی لینڈ کے سپیشل سیل میں دس ڈاکٹروں کے ساتھ رکھا گیا ہے جہاں ڈاکٹرز العباس کی یادداشت کا علاج کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دس کے دس ڈاکٹرز یہودی ہیں اور یہودیوں کی تنظیم پی کاک نے بھجوائے ہیں۔

جگر نے بتایا تھا کہ اس سپیشل سیل کو نہ باہر سے کھولا جا سکتا ہے اور نہ اندر سے۔ نہ ہی اس پر کوئی بم اثر کرتا ہے لیکن تنویر نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا تھا۔ اس کے پاس دو خاص طاقتور بم موجود تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ بم مار کر راستہ کھول دے گا۔

دوسرا فائدہ انہیں یہ ہوا تھا کہ وہ اس راہداری میں آنے کے بعد ساڈتوم کے تمام حربوں سے محفوظ ہو گئے تھے۔ اب جگر اور ہاسکی کی لاشیں مل جانے کے باوجود کوئی اس راہداری میں نہ آ سکتا تھا۔ وہ بس انہیں باہر راستے میں ڈھونڈتے رہتے۔ یہ راستہ صرف جگر کو بطور سیکورٹی آفیسر معلوم تھا اور یہ راستہ اس لئے خصوصی طور پر بنایا گیا تھا کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں سیکورٹی چیف اور اس کا عملہ براہ راست سپیشل سیل تک پہنچ سکے۔

”یہاں سے اگر ہم العباس صاحب کو نکال بھی لیں تب بھی ہم جزیرے سے باہر کیسے جائیں گے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ یہاں کے سب افراد کو ہلاک کر دیا جائے کیونکہ یہاں سینکڑوں افراد موجود ہیں۔ یہاں نیچے گوداموں کا جال پھیلا ہوا ہے جہاں افراد موجود ہیں اور پھر جزیرے پر اندر عمارت میں اور عمارت کی چھت

پر ہر طرف مسلح افراد موجود ہیں‘‘...... جولیا نے راہداری میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

’’جہاں تنویر موجود ہو وہاں ایسے خدشات پالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا۔ یہ کیسے ہوگا۔ یہ سب کچھ عمران پر چھوڑ دیا کرو۔ میں ایسے خدشات کا قائل نہیں ہوں۔ انسان کی ہمت اور حوصلے سب راستے کھول دیتے ہیں اور تم دیکھنا کہ کیسے بند راستے کھلتے ہیں‘‘...... تنویر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

’’تمہارا یہی اعتماد مجھے حیران کر دیتا ہے‘‘...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’مجھے اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد ہے۔ ہم حق پر ہیں تو ہماری ضرور مدد کی جائے گی اور کی جاتی ہے۔ آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ ایسا ہوسکتا ہے کہ حق پر چلنے والے کی مدد نہ کی گئی ہو اس لئے بے فکر رہو۔ بے معنی اور دوران کار خدشات میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... تنویر نے کہا اور پھر وہ ایک جگہ رک گیا۔ سامنے طویل دیوار میں ایک جگہ علیحدہ کلر کیا گیا تھا۔ باقی دیوار لائٹ کلر کی تھی جبکہ دیوار کا چھوٹا سا حصہ ڈارک کلر کا تھا۔ کلر ایک ہی تھا لیکن لائٹ اور ڈارک کلر کا فرق تھا۔

’’پیچھے ہٹ جاؤ‘‘...... تنویر نے پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں سے بم نکالتے ہوئے کہا اور خود بھی پیچھے ہٹ کر عقبی دیوار کے

قریب پہنچ کر رک گیا۔ جولیا پہلے ہی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ تنویر نے دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بموں کی باری باری دانتوں سے پن کھینچی اور باری باری انتہائی تیز رفتاری سے انہیں ڈارک کلر والی دیوار کے درمیان میں مار دیا۔ دو خوفناک دھماکے ہوئے اور وہاں دھواں سا پھیل گیا لیکن جب دھواں چھٹا تو تنویر اور جولیا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دیوار پر صرف دو جگہوں پر معمولی سے نشانات بنے تھے اور دیوار ویسے کی ویسے ہی موجود تھی۔

’’یہ تو بم پروف دیوار ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ہاں۔ آؤ آگے چلیں۔ یہ تجربہ تو ناکام ہو گیا لیکن کوئی نہ کوئی راستہ ہمارے لئے کھلے گا ضرور‘‘...... تنویر نے اپنے مخصوص بااعتماد لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ آگے جا کر راہداری گھوم گئی تھی اور یہاں پہنچتے ہی وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ یہاں عقبی دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا جبکہ سامنے والی دیوار میں بھی چھوٹا سا راستہ موجود تھا۔ تنویر نے ایک لمحے کے لئے اس راستے سے دوسری طرف جھانکا تو یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک طرف ایک بیڈ موجود تھا جس کے ساتھ ہی ایک آرام دہ کرسی رکھی ہوئی تھی۔

’’آؤ‘‘...... تنویر نے مڑ کر جولیا سے کہا اور اس راستے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی اندر آ گئی تھی۔ ایک طرف سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی کی

سے اس طرف کو بڑھے وہ ملحقہ میٹنگ روم تھا۔ کمرے میں دس افراد ایک میز کے گرد بیٹھے کسی کانفرنس میں مصروف تھے۔

''کون ہو تم''...... اچانک ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سب گردنیں موڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے جہاں تنویر ہاتھ میں مشین پسٹل لئے کھڑا تھا۔ جولیا اس کی سائیڈ میں تھی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل موجود تھا۔

''تم کون ہو اور العباس کہاں ہے''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم ڈاکٹرز ہیں۔ العباس کو ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے لے جایا گیا ہے''...... ایک آدمی نے جواب دیا۔ یہ سب افراد ادھیڑ عمر تھے۔

''کہاں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''ہمیں نہیں معلوم اور شاید تمہاری وجہ سے ہی اسے یہاں سے لے جایا گیا ہے''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سچ سچ بتا دو کہ العباس کو کون لے گیا ہے اور کہاں لے جایا گیا ہے ورنہ میں فائر کھول دوں گا''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہمیں مت مارو۔ ہم تو ڈاکٹرز ہیں۔ ہمیں تو یہاں العباس کی یادداشت ٹھیک کرنے کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ ساڈٹوم نے حکم دیا ہے کہ یہاں العباس کو خطرہ ہے اس لئے اسے

کسی اور پوائنٹ پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جب یہاں خطرہ ختم ہو جائے گا تو پھر اسے واپس لے آیا جائے گا۔ تمہارے آنے سے چند منٹ پہلے اسے لے جایا گیا ہے اور ہم اسی سلسلے میں میٹنگ کر رہے تھے''...... اس ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم یہودی ہو اور تمہیں یہودی تنظیم پی کاک نے بھجوایا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں''...... اس ڈاکٹر نے جواب دیا ہی تھا کہ تنویر نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور کمرہ فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ سب کے سب نیچے گر کر تڑپنے کے بعد ساکت نہیں ہو گئے۔

''کیا ضروری تھا ان ڈاکٹرز کو مارنا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے کہ اگر ہم العباس کو ٹریس نہ کر سکے تو کم از کم یہ لوگ اس کا علاج تو نہ کر سکیں گے''...... تنویر نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

''اور ڈاکٹر بھی تو ہوں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہوں گے لیکن ان دس کا یہاں بھجوانا بتاتا ہے کہ ان کی نظروں میں یہی دس ہی ٹاپ ڈاکٹرز تھے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ تم بھی عمران کی طرح دور کی سوچتے ہو''۔ جولیا نے کہا۔

"میں تو سرے سے سوچتا ہی نہیں۔ دور نزدیک تو رہا ایک طرف"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ بڑے کمرے کے راستے سے نکل کر وہ راہداری کی عقبی دیوار میں موجود دروازے سے دوسری طرف پہنچے تو وہ ایک اور راہداری میں موجود تھے۔ تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اس راہداری کا اختتام ہو گیا اور اب وہاں سامنے ایک کھلا میدان نظر آ رہا تھا جس کے سامنے عمارت کا عقبی حصہ مکمل طور پر بند تھا۔ سوائے اس راہداری کے عقبی طرف بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں لیکن ان پر فولادی جالیاں نصب تھیں۔ کونے میں باقاعدہ ایک ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا جس پر ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا جو اپنی ساخت کے لحاظ سے تو ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر لگ رہا تھا لیکن اس کے نیچے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی طرح مشین گنیں اور میزائل گنیں نصب صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے پاس چار مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے لیکن ان کی سائیڈ تنویر اور جولیا کی طرف تھی جبکہ منہ تنویر اور جولیا کے بائیں طرف تھا جہاں ایک بند دروازہ نظر آ رہا تھا۔

"اوٹ میں ہو جاؤ۔ ہم یہاں پھنس بھی سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن ہم یہاں رک بھی تو نہیں سکتے"...... تنویر نے کہا اور واپس مڑ کر ابھی وہ ایک کمرے کے بند دروازے کو کھولنے کی

کوشش کر رہا تھا کہ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھل رہا ہے۔ وہ سامنے بند دروازہ"...... جولیا نے جو ایک پلر کی اوٹ لے کر باہر دیکھ رہی تھی تھوڑا سا اونچا بولتے ہوئے کہا تو تنویر تیزی سے راہداری کے اختتام کی طرف آیا اور پھر ایک اور پلر کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس دروازے سے مشین گنوں سے مسلح چار افراد باہر آئے۔ ان کے پیچھے چار اور مسلح افراد تھے۔ ان کے بعد ایک بھینسے کی طرح پلا ہوا لیکن کلف کی طرح اکڑا ہوا آدمی باہر آیا۔ اس کے پیچھے ایک لمبے قد کا آدمی تھا۔

"ارے۔ یہ تو العباس صاحب ہیں۔ اس بھینسے کے پیچھے۔ یقیناً یہ بھینسا ساڈٹوم ہے۔ اس جزیرے کا ہیڈ۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ العباس صاحب کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے کہیں اور لے جا رہے ہیں۔ ہم وقت پر پہنچ گئے"...... تنویر نے کہا۔ العباس کے پیچھے چار اور مسلح افراد بھی دروازے سے باہر آئے تھے۔ اب وہاں مسلح افراد کی تعداد سولہ ہو گئی تھی۔ چار پہلے سے ہیلی کاپٹر کے پاس موجود تھے جبکہ بارہ مسلح افراد ساڈٹوم اور العباس صاحب کے ساتھ موجود تھے۔

"یہ تو خاصی تعداد ہے۔ ہم انہیں کیسے بیک وقت مار سکتے ہیں"۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"انہیں اکٹھا ہونے دو۔ پھر یہ آسانی سے مارے جائیں گے"۔ تنویر نے جواب دیا۔

"کیوں نہ ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ہماری پہلی کوشش بھی ناکام رہی تھی کیونکہ جیگر نے بتایا تھا کہ یہاں مسلسل ایسی ریز فائر ہوتی رہتی ہیں جو بے ہوش کر دینے والی گیس کو غیر موثر کر دیتی ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر کچھ کرو ورنہ یہ ساڈ ٹوم العباس صاحب کو لے کر ہیلی کاپٹر سے نکل جائے گا اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے"...... جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں کہ العباس صاحب ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں تو فائر کھولا جائے ورنہ وہ خود بھی ہماری فائرنگ کی زد میں آ سکتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔ اس دوران دروازے سے نکلنے والا قافلہ مسلسل ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تنویر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے راکٹ میزائل گن نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی جبکہ مشین پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ البتہ جولیا کے ہاتھ میں بدستور مشین پسٹل موجود تھا۔

"جب تک میں فائر نہ کروں تم نے فائر نہیں کرنا"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بار بار کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب لیڈر تم ہو تو سب کچھ تم ہی کرو گے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی وقت لڑائی کی بجائے مشن کی طرف توجہ دو۔ ہماری

ندیم

معمولی سی غفلت سے مشن ناکام ہو سکتا ہے"...... تنویر نے کہا لیکن اس بار جولیا نے کوئی جواب نہ دیا اور ہونٹ بھینچ کر خاموش رہی۔

تھوڑی دیر بعد ساڈ ٹوم کا قافلہ العباس سمیت ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔ ساڈ ٹوم وہاں رک گیا اور وہاں پہلے سے موجود مسلح افراد کو کچھ احکامات دیتا رہا جبکہ العباس صاحب اور باقی مسلح افراد ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ تنویر نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی قیمتی لمحات ہیں۔ اس کا مشن کامیاب بھی ہو سکتا تھا اور ناکام بھی لیکن وہ العباس کی وجہ سے خاموش تھا کیونکہ وہ اگر اب راکٹ فائر کر دیتا تو العباس صاحب کا بھی باقی افراد کے ساتھ خاتمہ ہو سکتا تھا۔ پھر ساڈ ٹوم العباس کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ وہ پہلے العباس صاحب کو ہیلی کاپٹر پر سوار کرائے لیکن شاید ساڈ ٹوم اپنے آپ کو سب سے اہم سمجھتا تھا اس لئے وہ خود پہلے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا۔ اس کے پیچھے العباس بھی سٹینڈ پر چڑھ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ ہو گیا اور پنکھے تیزی سے حرکت میں آ گئے تو تنویر نے ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی راہداری سے نکل کر میدان میں زگ زیگ کے انداز میں دوڑنے لگا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ اس کے مشین پسٹل سے شعلے مسلسل نکل رہے تھے۔ تنویر کے راکٹ میزائلوں نے

وہاں تباہی برپا کر دی تھی اور جب تک تنویر اور جولیا ہیلی کاپٹر تک پہنچتے مسلح افراد تو سب ختم ہو چکے تھے لیکن ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھ چکا تھا اور ابھی تنویر اور جولیا ہیلی کاپٹر سے کچھ فاصلے پر تھے اس لئے تنویر کا دل بیٹھ گیا کہ ہیلی کاپٹر نکل جائے گا اور اس کا مشن ناکام ہو جائے گا۔

ندیم

ساڈٹوم، العباس کو جزیرے سے نکال کر دوسرے خصوصی پوائنٹ ریڈ ایریا میں لے جانے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جب اسے اطلاع ملی تھی کہ سیکورٹی چیف جیگر اور پی کاک کی سپر ایجنٹ ہاسکی دونوں کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے اور خود غائب ہیں تو اس نے اپنے خاص آدمی ہاٹر کو حکم دیا کہ العباس کو سپیشل سیل سے نکل کر اس کے آفس میں لے آئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر بھی تیار رکھنے کا حکم دے دیا۔ پھر جب العباس کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کا کہا اور خود اس نے مسلح افراد کو حاضر ہونے کا حکم دیا جبکہ ہیلی کاپٹر کی حفاظت کے لئے پائلٹ کے علاوہ چار مسلح افراد پہلے سے ہی ہیلی کاپٹر کے پاس موجود تھے۔ بارہ مسلح افراد کو بلا کر ساڈٹوم نے العباس کو ساتھ چلنے کا کہا۔

ندیم

"ہم کہاں جا رہے ہیں"...... العباس سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"خاموش رہو۔ تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ تمہاری خاطر میرے جزیرے پر اور چیک پوسٹس پر تباہی آئی ہے"...... ساڈٹوم نے چیختے ہوئے کہا۔

"میری خاطر۔ کیا مطلب۔ میرا کسی سے کیا تعلق۔ میرا تو یہاں علاج ہو رہا ہے"...... العباس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہاری کیا اہمیت ہے اور تمہیں کیوں پاکیشیا سے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اور تم یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہیں واپس لے جانے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ یہاں موجود ہیں"...... ساڈٹوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھ کچھ یاد نہیں۔ مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ دس ڈاکٹرز میرا علاج کر رہے ہیں"...... العباس نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم اب مزید بات مت کرو ورنہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ چلو میرے ساتھ"...... ساڈٹوم نے کہا اور پھر اس نے اپنے مسلح افراد کو سمجھایا کہ کس طرح وہ ان کے آگے اور پیچھے چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر تک جائیں گے۔ چنانچہ وہ آفس سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے اس کے آخر میں موجود دروازے تک پہنچ گئے۔ دروازہ کھولا گیا اور وہ سب باری باری باہر میدان میں آ گئے۔ سامنے ہی ہیلی پیڈ پر ایک ٹرانسپورٹ

ہیلی کاپٹر موجود تھا لیکن اس کے پیچھے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرح مشین گنیں اور میزائل گنیں نصب تھیں۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر کے اندر موجود تھا کیونکہ یہ بھی ساڈٹوم کا ہی حکم تھا۔ وہ ہمیشہ پائلٹ کو اپنی سیٹ پر بیٹھے رہنے کا کہتا تھا کیونکہ اس کا نفسیاتی خوف تھا کہ پائلٹ کی خالی سیٹ کا مطلب حادثے کا یقینی ہونا ہوتا ہے اس لئے اس وقت بھی پائلٹ اپنی سیٹ پر موجود تھا جبکہ چار مسلح افراد کی دو ٹولیاں چل رہی تھیں۔ ان کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ تمام مسلح افراد ساڈٹوم اور العباس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"سنو۔ جب تک میرا ہیلی کاپٹر جزیرے کی حدود سے باہر نہیں چلا جاتا تم نے یہاں سے نہیں ہلنا اور سنو۔ میرے جانے کے بعد تم نے پوری عمارت میں پھیل جانا ہے اور حملہ آوروں کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا ہے ورنہ پھر تم سب کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ سنا تم نے"...... ساڈٹوم نے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... سب نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"چلو العباس۔ لیکن پہلے میں ہیلی کاپٹر میں سوار ہوں گا۔ پھر تم نے سوار ہونا ہے"...... ساڈٹوم نے اس بار العباس سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اکڑے ہوئے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ساڈٹوم باہر موجود سٹینڈ پر چڑھ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو

گیا۔ اس کے پیچھے العباس بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی پائلٹ نے جو پہلے سے اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا انجن سٹارٹ کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ حملہ۔ جناب حملہ ہو رہا ہے"...... یکلخت پائلٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیسا حملہ۔ کیا کہہ رہے ہو"...... عقبی سیٹ پر اکڑے بیٹھے ساڈٹوم نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے پائلٹ کی طرف بڑھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو راکٹ فائر کر رہے ہیں۔ یہ وہی جوڑا ہے۔ انہیں ہلاک ہونا چاہئے"...... ساڈٹوم نے سکرین کے ذریعے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں سے نکل نہ جاؤں جناب۔ ابھی وہ بہت دور ہیں"۔ پائلٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔

"نہیں۔ یہ صرف دو ہیں۔ ہم انہیں آسانی سے ہٹ کر سکتے ہیں۔ دروازہ کھولو۔ جلدی"...... ساڈٹوم نے دروازے کے اوپر بنے ہوئے خانے میں سے مشین گن اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا تو پائلٹ نے نہ صرف ہیلی کاپٹر کو واپس نیچے اتار دیا بلکہ اس نے دروازہ کھولنے والا بٹن بھی پریس کر دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی

ندیم

دروازہ کھل گیا اور ساڈٹوم مشین گن سمیت اچھل کر نیچے اترا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر کے اگلے حصے کے قریب ہو گیا اور اس نے ذرا سا سر آگے نکال کر سامنے کی طرف دیکھا تو ایک مرد اور ایک عورت جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف ہی آ رہے تھے لیکن ابھی ہیلی کاپٹر اور ان کے درمیان خاصا فاصلہ تھا اور وہ دونوں چونکہ اکٹھے بھاگ رہے تھے اس لئے دونوں ہی مشین گن کی زد میں تھے۔

ساڈٹوم نے تیزی سے مشین گن سیدھی کی اور پھر اس کا رخ بھاگ کر آنے والوں کی طرف کر کے اس نے سر ہیلی کاپٹر کی اوٹ سے باہر نکالا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ہیلی کاپٹر کے اندر سے کسی کے چیخنے کی آواز پڑی۔ یہ چیخ اس قدر کربناک تھی کہ ساڈٹوم بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے گردن موڑ کر کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ چند لمحوں کے لئے اسے سمجھ نہ آئی کہ یہ چیخ ہیلی کاپٹر کے اندر سے آئی ہے یا کہیں اور سے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں بھاگ کر آنے والے حملہ آور آئے اور وہ سب کچھ بھول کر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے اپنا سر باہر نکال کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی بھاگ کر آنے والے دونوں حملہ آور جو زگ زیگ کے انداز میں دوڑ رہے تھے ان میں

سے ایک اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ ساڈٹوم نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار وہ عورت جو پہلے حملے میں بچ گئی تھی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ ساڈٹوم وکٹری کا نعرہ بلند کرتے ہوئے تیزی سے آگے دوڑا لیکن دوسرے لمحے فرش پر پڑے ہوئے دونوں افراد نہ صرف اس دوران اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے بلکہ ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ بھی ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھا اور پھر راکٹ میزائل فائر ہوا اور پلک جھپکنے میں ساڈٹوم کے جسم سے ٹکرا کر پھٹا اور ساڈٹوم کا بھینسے کی طرح پلا ہوا جسم لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر وہیں ہیلی کاپٹر کی سائیڈوں میں بکھر گیا۔

راکٹ میزائل نے اسے ذروں میں تبدیل کر دیا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے دروازے سے العباس نے چھلانگ لگائی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی لیکن اس نے اسے نال کی طرف سے پکڑا ہوا تھا لیکن سٹینڈ پر اترتے ہی وہ اس طرح رک گیا جیسے بجلی سے چلنے والا کھلونا بجلی آف ہوتے ہی یکلخت رک جاتا ہے۔ وہ حیرت سے نیچے ساڈٹوم کے بکھرے ہوئے اعضاء اور ایک طرف پڑی ہوئی اس کی کھوپڑی کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

ندیم

تنویر اور جولیا نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتا دیکھ کر اپنی رفتار اور تیز کر دی لیکن پھر وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہیلی کاپٹر مزید اوپر اٹھنے کی بجائے واپس نیچے آ کر ہیلی پیڈ پر اتر کر رک گیا۔ چونکہ میدان کا رقبہ خاصا وسیع تھا اس لئے وہ ابھی تک تقریباً میدان کے درمیان میں پہنچے تھے لیکن انہوں نے دوڑنا بند نہیں کیا۔ البتہ ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ خاموش تھا کیونکہ مسلح افراد تمام کے تمام ختم ہو چکے تھے۔ وہ دونوں زگ زیگ کے انداز میں دوڑ رہے تھے۔

''اگر ہم پر فائرنگ کی گئی تو ہم نے انہیں ڈاج دینا ہے''۔ تنویر نے دوڑتے ہوئے اپنے ساتھ دوڑتی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ اس طرح ہی حملہ آور سامنے آ سکتا ہے''۔ جولیا نے جواب دیا۔ اس قدر فاصلہ طے کرنے اور مسلسل دوڑنے

کے باوجود اس کی آواز نارمل تھی اور نہ ہی وہ ہانپ رہے تھے اور پھر انہیں ہیلی کاپٹر کے سائیڈ سے مشین گن کی نال اپنی طرف اٹھی نظر آئی۔

''ہوشیار''..... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی نال سے شعلے نکلے جو سیدھے تنویر اور جولیا کی طرف لپکے تھے اور پھر تنویر نے یکلخت چیخ ماری اور زمین پر گر کر اس طرح تڑپنے لگا جیسے ہٹ ہو گیا ہو۔ بھاگنے کے دوران گرنے کی وجہ سے وہ مسلسل لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اسی لمحے مشین گن کی نال سے ایک بار پھر شعلے نکلے اور اس بار شعلوں کا رخ دوڑتی ہوئی جولیا کی طرف تھا اور پھر جولیا نے بھی وہی کارروائی کی جو چند لمحے پہلے تنویر کر چکا تھا اور مشین گن کی نال تیزی سے پیچھے غائب ہو گئی تو تنویر اور جولیا دونوں بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور ایک بار پھر دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے انہیں وکٹری کا زور دار نعرہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ساڈتوم ہاتھ میں مشین گن پکڑے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی اوٹ سے باہر آیا ہی تھا کہ تنویر نے ہاتھ میں موجود راکٹ میزائل گن کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ساڈتوم جو انہیں زندہ اور دوڑتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رک گیا تھا اپنے آپ کو راکٹ میزائل سے نہ بچا سکا اور راکٹ میزائل اس کے جسم سے ٹکرا کر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔

اس کے ساتھ ہی بھینسے کی طرح پلے ہوئے جسم کا مالک

ندیم

ساڈتوم لاکھوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور یہ ٹکڑے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ میں بکھر گئے۔ ہر طرف اس کے جسم کی بوٹیاں پڑی نظر آ رہی تھیں اور ہر طرف خون اس طرح پھیل گیا تھا جیسے وہاں خون کی بارش ہوئی ہو۔ تنویر اور جولیا اسی طرح دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے دروازے کے باہر سٹینڈ پر العباس صاحب کو کھڑے دیکھا۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''اندر چلیں العباس صاحب۔ اندر چلیں۔ ہم آپ کے دوست ہیں''..... تنویر نے چیخ کر کہا تو العباس سر ہلاتا ہوا اچھل کر دوبارہ ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا تو تنویر نے جولیا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر پھیلے ہوئے خون پر پیر رکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا پیر پھسلنے لگا لیکن تنویر نے اچھل کر دوسرا پیر سٹینڈ پر رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گیا۔ وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ پائلٹ اپنی سیٹ کے ساتھ ہی فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

''اسے میں نے بے ہوش کیا ہے۔ اس مشین گن میں میگزین نہ تھا اس لئے میں نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کیا ہے''..... العباس صاحب نے جو دروازے کی سائیڈ پر کھڑے تھے تنویر کے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ اسی لمحے جولیا بھی چھلانگ لگا کر دروازے کے اندر آ گئی تھی۔

''ہٹ جاؤ دروازے سے''...... تنویر نے جولیا سے کہا اور آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے پائلٹ کو بازو سے پکڑ کر تیزی سے گھسیٹا اور دروازے کی طرف لے گیا اور جیسے ہی جولیا دروازے سے سائیڈ پر ہوئی تنویر نے زور دار جھٹکے سے بے ہوش پائلٹ کو باہر اچھال دیا۔

''نکل چلو یہاں سے۔ کسی بھی وقت معاملات بگڑ سکتے ہیں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو تنویر کوئی جواب دیئے بغیر تیزی سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اس نے ایک بٹن دبایا تو دروازہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی بند ہو گیا۔ انجن پہلے سے سٹارٹ تھا۔ اس نے پنکھوں کی رفتار تیز کی اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

''تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے''...... العباس صاحب نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیا ان کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''جی ہاں۔ ہم دونوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم آپ کو واپس لے جانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد کرم کیا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب جا رہے ہیں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اینٹی ایئر کرافٹ گن چلنے کی آواز سنائی دی تو تنویر نے اس بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اس طرح چکر دیا جیسے وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کی بجائے گن شپ ہیلی کاپٹر ہو۔ فائرنگ عقبی طرف موجود ایک مچان سے کی

گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر کو چکر دینے سے گن فائر تو ہیلی کاپٹر کو ہٹ کئے بغیر سائیڈ سے نکل گیا لیکن دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے نیچے نصب میزائل گن سے یکے بعد دیگرے دو میزائل فائر ہوئے اور مچان پر قائم چیک پوسٹ کے پرخچے اڑ گئے۔ اسی لمحے تنویر نے ایک بار پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں ہیلی کاپٹر کو چکر دیا۔ اس بار اس پر فائرنگ عمارت کی چھت سے کی گئی تھی لیکن تنویر واقعی بے پناہ مہارت سے ہیلی کاپٹر کو فائروں سے اب تک بچائے ہوئے تھا۔ چھت سے ہونے والے فائر سے ہیلی کاپٹر واقعی بال بال بچا تھا لیکن تنویر نے ہیلی کاپٹر کو گھماتے ہوئے ایک بار پھر میزائل فائر کھول دیا اور اس بار چھت پر موجود سیٹ اپ میزائل فائرنگ کی زد میں آ گیا اور خوفناک دھماکوں سے فضا گونج اٹھی۔ اب ایک چیک پوسٹ باقی تھی لیکن وہ چونکہ جزیرے کے دوسرے کونے پر تھی اس لئے نہ ہیلی کاپٹر اس کی رینج میں تھا اور نہ ہی ہیلی کاپٹر کی میزائل گن کی رینج میں وہ مچان تھی۔

''اب نکل چلو تنویر''...... جولیا نے تنویر کو ہیلی کاپٹر کا رخ موڑتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''ان کو زندہ چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔ ہم نے ادھر سے ہی گزرنا ہے۔ پورٹو جانے کے لئے''...... تنویر نے کہا اور ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ کر اس نے اسے انتہائی تیز رفتاری سے اڑانا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ بلندی حاصل کرتا جا رہا تھا۔ اس کا رخ

جزیرے کی آخری ایئر چیک پوسٹ کی طرف تھا کہ اچانک ایئر چیک پوسٹ سے شعلہ بلند ہوا تو تنویر نے بڑے ماہرانہ انداز میں ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر کرنے کی کوشش کی تا کہ ایئر چیک پوسٹ سے فائر ہونے والا میزائل ہیلی کاپٹر سے نہ ٹکرائے لیکن چونکہ یہ گن شپ ہیلی کاپٹر نہ تھا بلکہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھا اس لئے یہ فوری طور پر اس قدر اوپر نہ اٹھ سکا جتنا تنویر چاہتا تھا اس لئے میزائل آ کر براہ راست ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا لیکن اس نے ہیلی کاپٹر کے عقبی پنکھے کو شدید نقصان پہنچایا اور ایک زور دار جھٹکے سے اس کا رخ بدل گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ دوسرا میزائل فائر کیا جاتا تنویر نے ہیلی کاپٹر کے نیچے نصب میزائل گن سے چیک پوسٹ پر فائر کر دیا اور پلک جھپکنے میں یکے بعد دیگرے دو میزائل چیک پوسٹ سے ٹکرائے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی چیک پوسٹ کے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے لیکن ہیلی کاپٹر کو چیک پوسٹ کے اوپر سے کراس کر گیا تھا لیکن اب اس کی بلندی لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی تھی۔ تنویر نے چیک پوسٹ تباہ ہوتے ہی مختلف بٹن دبائے تو ہیلی کاپٹر کے نیچے موجود ہیوی مشین گن اور ہیوی میزائل گن دونوں علیحدہ ہو کر نیچے گرتی چلی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی تیزی سے کم ہوتی ہوئی بلندی میں قدرے کمی آ گئی لیکن بہرحال لمحہ بہ لمحہ وہ نیچے ہی جا رہا تھا اور اس وقت ہیلی کاپٹر جزیرے کی حدود سے نکل کر سمندر پر پرواز کر رہا تھا۔

ندیم

"ہیلی کاپٹر تو ہٹ ہو گیا ہے۔ اب کیا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں کہ ہم کسی چیک پوسٹ کے قریب پہنچ جائیں لیکن ہیلی کاپٹر کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ سمندر میں گر جائے گا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ہمارے پاس نہ تیراکی کا مخصوص لباس ہے اور نہ ہی لائف جیکٹس اور پھر العباس صاحب بھی ساتھ ہیں۔ یہ تو بڑا مسئلہ بن گیا"...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو تیرنا بھی نہیں آتا"...... خاموش بیٹھے ہوئے العباس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں العباس صاحب۔ آپ پاکیشیا کی عزت ہیں۔ ہم اپنی جانیں دے کر بھی آپ کو زندہ بچا لیں گے بلکہ آپ کو آپ کے وطن پہنچا دیا جائے گا"...... تنویر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ موجودہ حالات میں اس کا لہجہ جولیا کے بھی حیرت کا موجب تھا کیونکہ جولیا موجودہ پوزیشن کو بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ وہ دونوں تو شاید مسلسل تیر کر کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں سے امداد مل سکے لیکن العباس صاحب جو تیرنا ہی نہیں جانتے انہیں کسی صورت بھی نہ بچایا جا سکے گا لیکن ظاہر ہے وہ یہ بات العباس کے سامنے نہ کر سکتی تھی اس لئے وہ صرف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر اب سمندر کے کافی قریب پہنچ چکا تھا۔ پنکھے کو اس انداز میں نقصان پہنچا تھا کہ ہیلی کاپٹر کسی اینٹ

ندیم

کی طرح نیچے نہ گرا تھا بلکہ وہ گلائیڈنگ کے انداز میں نیچے گرتا چلا جا رہا تھا اور اب سمندر کے کافی قریب پہنچ چکا تھا۔

"ہمیں باہر نکلنا ہے ورنہ ہیلی کاپٹر پانی میں ڈوب جائے گا اور ہم اندر پھنس جائیں گے"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔

"لیکن مجھے تو تیرنا نہیں آتا"...... العباس نے انتہائی ہراساں لہجے میں کہا۔

"فکر مت کریں۔ زندگی کی خواہش اور موت کا خوف خودبخود آپ کو تیرنا سکھا دے گا۔ آپ میرے ساتھ چلیں"...... تنویر نے سیٹ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے العباس کا بازو پکڑا اور دوسرے لمحے العباس سمیت باہر چھلانگ لگا دی۔ ان کے پیچھے جولیا نے بھی باہر چھلانگ لگا دی اور وہ تینوں تیر کی طرح سمندر کی سطح کی طرف بڑھتے چلے گئے جبکہ ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فاصلے پر مسلسل سمندر کی سطح کی طرف جا رہا تھا اور پھر ان سے چند لمحے پہلے ہیلی کاپٹر ایک زوردار دھماکے سے سمندر میں جا گرا اور اس سے چند لمحوں بعد تنویر اور العباس اور ان کے بعد جولیا بھی سمندر میں جا گری۔ جولیا کا جسم پہلے تو پانی کے اندر اترتا چلا گیا لیکن جلد ہی مزید نیچے جانے سے رک گیا بلکہ پانی نے جولیا کو واپس سطح کی طرف اچھال دیا۔ جولیا کا سر پانی سے باہر نکلا تو اس نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

ادھر ادھر دیکھا تو اسی لمحے تنویر نے سر باہر نکالا۔ اس کے چند لمحوں بعد العباس صاحب نے بھی سر باہر نکالا۔ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرہ بری طرح متغیر ہو رہا تھا لیکن بہرحال وہ زندہ تھے۔

تنویر نے کھینچ کر انہیں اپنی پشت پر لاد لیا۔

"میرے گلے میں بانہیں ڈال دیں"...... تنویر نے کہا تو العباس صاحب نے تنویر کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ اب وہ اس کی پشت سے چمٹے ہوئے تھے۔

"اب ہم کہاں جائیں گے۔ کب تک اس انداز میں رہیں گے"...... جولیا نے قریب جا کر کہا۔

"فکر مت کرو۔ ہم جلد ہی چیک پوسٹ نمبر فور تک پہنچ جائیں گے۔ میں نے ہیلی کاپٹر سے اس کی سچویشن دیکھ لی تھی۔ بہرحال اب آگے تو بڑھنا ہے"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ تنویر کی مجبوری کو اچھی طرح سمجھتی ہو۔

روشو اپنی بوٹ کو پوری رفتار سے چلاتا ہوا چیک پوسٹ نمبر فور کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ اس کا دوسرا چکر تھا۔ جب وہ ایک مرد اور ایک عورت کو ڈبل بوٹ پر سوار کر کے نرسلوں والے خطرناک راستے پر لے کر چلا تھا تو اس جوڑے نے حیرت انگیز طور پر چاروں چیک پوسٹوں پر آپریشن کر کے وہاں کے سارے مسلح افراد کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ساڈٹوم جزیرے پر انہیں پہنچا کر روشو واپس چلا گیا تھا اور چونکہ اسے معلوم تھا کہ چاروں چیک پوسٹوں کا عملہ مارا جا چکا ہے اس لئے وہ واپسی کے وقت ایک چیک پوسٹ پر سے ایک اور ڈبل بوٹ کو اپنی بوٹ کے ساتھ ٹوچین کر کے پورٹو کی بندرگاہ پر لے گیا تھا کیونکہ وہ اس ڈبل بوٹ کا کلر تبدیل کر کے اسے فروخت کر دینا چاہتا تھا کیونکہ ڈبل بوٹ عام بوٹ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے لیکن اس کی آنکھوں میں

نئی سپیڈ بوٹس بھی موجود تھیں جو ان چیک پوسٹس کے سامنے موجود تھیں لیکن چیک پوسٹ پر ان کی حفاظت کرنے والا کوئی آدمی موجود نہ تھا اور روشو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ جوڑا جزیرے پر ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلائے گا کیونکہ جس طرح انہوں نے چاروں چیک پوسٹوں پر کام کیا تھا اس سے وہ ان کی کارکردگی کا قائل ہو گیا تھا اس لئے وہ جلد از جلد جس قدر بھی ہو سکے بوٹس یہاں سے لے جانا چاہتا تھا تاکہ ان کا کلر تبدیل کر کے فروخت کر کے بھاری دولت کما سکے۔ یہ اس کا دوسرا چکر تھا۔ پہلے واپس جاتے ہوئے وہ ایک ڈبل بوٹ ساتھ لے گیا تھا اور اب وہ دوسرے چکر میں ایک بڑی سپیڈ بوٹ ساتھ لے جانا چاہتا تھا اور یہ بڑی اور انتہائی قیمتی سپیڈ بوٹ چوتھی چیک پوسٹ پر موجود تھی اور اس وقت اس کی سپیڈ بوٹ کا رخ چوتھی چیک پوسٹ کی طرف ہی تھا۔

روشو اطمینان سے بوٹ کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے دور سے ایک ہیلی کاپٹر سمندر میں گرتا ہوا دکھائی دیا تو وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر اپنے وزن کی وجہ سے سمندر کی تہہ میں اتر جائے گا اور اس میں موجود افراد ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہیلی کاپٹر میں لازماً قیمتی سامان ہو گا جو وہ آسانی سے ہیلی کاپٹر میں سے نکال سکتا تھا اور ساتھ لے جا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر کا دروازہ جو بند ہو گا لیکن اسے یہ بھی معلوم

ندیم

تھا کہ جب ہیلی کاپٹر اپنے وزن کی وجہ سے پانی کی تہہ میں بیٹھے گا تو اس کے بند دروازے پر لاکھوں ٹن وزنی پانی کا دباؤ پڑے گا جس کی وجہ سے دروازہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا اس لئے وہ بڑی آسانی سے اندر داخل ہو کر ہیلی کاپٹر میں موجود قیمتی سامان نکال لے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر میں عام سامان سے ہٹ کر ایسی مشینری موجود ہوتی ہے جو آسانی سے نکالی جا سکتی ہے اور جس کی بلیک مارکیٹ میں بڑی قیمت مل جاتی ہے اس لئے اس نے سپیڈ بوٹ کی نہ صرف سپیڈ کم کر دی بلکہ اس کی نظریں سمندر پر اور نیچے آتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے پانی کی سطح پر گرا اور پھر پانی کے اندر غائب ہوتا چلا گیا۔ اب وہاں صرف سمندر اور اٹھتی ہوئی لہریں تھیں۔

روشو نے اس جگہ کو ذہن میں رکھا اور پھر تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی زندگی چونکہ سمندر میں ہی گزری تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ اسے اس جگہ جہاں ہیلی کاپٹر گرا ہے وہاں پہنچنے میں بیس پچیس منٹ لگ جائیں گے اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ اس نے بوٹ کو بند کر کے اس کا لنگر سمندر میں پھینک دیا تاکہ بوٹ لہروں کے ساتھ دور نہ نکل جائے اور پھر وہ تیزی سے نچلے کیبن کی طرف بڑھ گیا جہاں تیراکی کا ایسا لباس موجود تھا جو لاکھوں ٹن پانی کا وزن برداشت کر

سکتا تھا۔ لباس نکال کر روشو نے پہنا اور پھر کلپس اور زپیں لگا کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر واپس اوپر چلا گیا۔ اس نے سر پر ہیلمٹ چڑھا کر اسے سیلڈ کر دیا۔ یہ چونکہ جدید ترین لباس تھا اس لئے اس کو پہننے کے بعد علیحدہ سے آکسیجن سلنڈر کی ضرورت نہ رہتی تھی بلکہ اس میں ایسا جدید آلہ نصب تھا کہ وہ سمندر کے پانی میں ہی آکسیجن کشید کر کے پھیپھڑوں تک پہنچاتا رہتا تھا اس لئے وہ اس بارے میں مطمئن تھا۔ پوری طرح لباس کے بارے میں تسلی کر کے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور پھر تیر کی طرح سیدھا نیچے تہہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں گہرائی اس لئے بھی زیادہ نہ تھی کہ یہ جگہ جزیرے کے قریب تھی لیکن اس کے باوجود گہرائی یہاں موجود تھی۔ اس نے ہیلمٹ کے اوپر لگی ہوئی ٹارچ روشن کر لی اور مسلسل گہرائی میں اترتا چلا گیا اور پھر اسے تہہ میں پڑا ہوا ہیلی اپٹر کا ڈھانچہ نظر آنے لگ گیا۔ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر اس کی رفتار خودبخود تیز ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر پر پہنچ گیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہیلی کاپٹر کا دروازہ پانی کے دباؤ کی وجہ سے ٹوٹا نہیں تھا بلکہ باقاعدہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا اور تیزی سے مشینری کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے رک گیا کیونکہ ٹارچ کی تیز روشنی میں پائلٹ والی جگہ کی سائیڈ پر ایک بڑی سی تصویر مع فریم موجود تھی۔ فریم کا شیشہ ٹوٹ چکا تھا اور فریم پر نیلون چڑھا ہوا تھا لیکن ٹارچ کی تیز روشنی میں تصویر واضح طور پر

ندیم

اسے نظر آ رہی تھی اور یہ تصویر ساڈٹوم جزیرے کے چیف ساڈٹوم کی تھی جس کا نام ہی دہشت زدہ کر دیتا تھا۔

تصویر دیکھتے ہی روشو تیزی سے پلٹا۔ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر ساڈٹوم کا خصوصی ہیلی کاپٹر ہے اور کسی وجہ سے یہ سمندر میں گر گیا ہے اس لئے لازماً اس کی تلاش میں ساڈٹوم کے آدمی آئیں گے۔ گو ہیلی کاپٹر میں نہ ہی کوئی زندہ آدمی موجود تھا اور نہ ہی کوئی لاش نظر آ رہی تھی حتیٰ کہ پائلٹ کی لاش بھی موجود نہ تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر گرتے وقت کسی تکنیکی خرابی کی وجہ سے اس کا دروازہ خودبخود کھل گیا اور پائلٹ سمیت اگر کچھ اور لوگ اندر ہوں گے تو وہ سمندر میں جا گرے ہیں اور سمندر کی لہریں ان کی لاشیں نجانے کہاں سے کہاں لے گئی ہوں گی۔ وہ آیا تو بہت شوق سے تھا لیکن اب اس کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر ساڈٹوم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس نے اس کے ہیلی کاپٹر میں گھس کر چوری کرنے کا سوچا ہے تو وہ اس کی لاش کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دے گا اور صرف وہی نہیں اس کا پورا خاندان ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے اب وہ جلد از جلد یہاں سے دور چلا جانا چاہتا تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر کی تلاش میں ساڈٹوم کی ٹیم کسی بھی وقت یہاں آ سکتی تھی اور اگر وہ یہاں موجود ہوا تو اس کا حشر عبرتناک ہو گا۔

یہی سوچتا ہوا روشو سطح کی طرف بڑھ گیا اور پھر سطح پر پہنچ کر اس

نے سر باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوم گیا۔ اس نے تیزی سے ہیلمٹ کو کھول کر سر سے اتارا تو اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور اس کا چہرہ شدید ترین حیرت کی وجہ سے مسخ سا ہو رہا تھا کیونکہ وہاں سپیڈ بوٹ موجود ہی نہ تھی حالانکہ اسے وہاں وہ لنگر انداز کر کے گیا تھا جس کی وجہ سے بوٹ وہاں سے کسی صورت بھی ہٹ نہ سکتی تھی جب تک لنگر اٹھا نہ لیا جاتا۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ بوٹ کہاں گئی، کون لے گیا۔ وہ گھوم گھوم کر چاروں طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی کسی طرف سے بوٹ اس کے پاس آ جائے گی لیکن دور دور تک بوٹ کا وجود ہی نہ تھا۔ اس کا ذہن اس سچویشن کو سمجھ ہی نہ پا رہا تھا اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہو۔ اس کے ذہن پر سیاہ دھبے جمع ہو رہے ہوں اور اسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگ گئی ہو لیکن وہ اب مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا۔

جولیا، تنویر اور العباس تینوں لہروں میں اوپر نیچے ہوتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ العباس صاحب، تنویر کی پشت سے چمٹے ہوئے تھے اور انہوں نے تنویر کی گردن میں بازو ڈال رکھے تھے۔ اس طرح وہ ڈوبنے سے بچ گئے تھے۔ البتہ تنویر پر دباؤ بڑھ گیا تھا لیکن تنویر اپنی مخصوص فطرت کی وجہ سے ایسی باتوں کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی اسے ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے العباس جیسے بھاری بھرکم آدمی کو نہیں بلکہ کسی بچے کو پشت پر لاد رکھا ہو کیونکہ العباس صاحب اس کا مشن تھے اور اسے خوشی اس بات کی تھی کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہا ہے۔

"بوٹ"...... اچانک جولیا کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو تنویر اور العباس دونوں چونک پڑے اور پھر وہ بھی ادھر دیکھنے لگے جدھر جولیا دیکھ رہی تھی اور پھر انہیں کافی دور ایک بوٹ جاتی ہوئی دکھائی

دی۔

"یہ کہاں جا رہی ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جزیرے پہ جا رہی ہو گی اور کہاں جا سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ارے۔ اس کا رخ تو اس طرف ہے جدھر سے ہم آئے ہیں"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"اس کی رفتار بھی آہستہ ہو رہی ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے بوٹ کو واقعی رکتے ہوئے دیکھ لیا۔

"یہ سمندر کے اندر کیوں رک گئی ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس طرح کھلے سمندر میں کسی بوٹ کا رک جانا عجیب بات تھی۔ یہ مچھلیاں پکڑنے والی بوٹ بھی نہیں تھی کہ یہاں مچھلیاں پکڑنے کے لئے رکی ہو۔

"ہمارے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے"...... العباس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمارے وہاں پہنچنے تک وہ بوٹ آگے نہ بڑھ جائے اس لئے جولیا تم تیزی سے تیرتی ہوئی اس تک جاؤ اور اس پر قبضہ کر لو کیونکہ میں العباس صاحب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تیز رفتاری سے نہیں تیر سکتا"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے بوٹ کی طرف بڑھنے لگی جبکہ تنویر بھی العباس کو اٹھائے بوٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا جب بوٹ کے

قریب پہنچی تو اس نے دیکھا کہ بوٹ باقاعدہ لنگرانداز کی گئی تھی لیکن اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ خاصی جدید سپیڈ بوٹ تھی۔ جولیا بوٹ پر سوار ہو گئی اور اس نے نیچے کیبن میں جا کر چیکنگ کی تو وہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے اور کیوں اس نے یہاں بوٹ روکی ہے اور خود وہ کہاں چلا گیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور العباس صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ جولیا کی مدد سے العباس صاحب بھی بوٹ میں سوار ہو گئے اور پھر تنویر بھی بوٹ پر سوار ہو گیا۔

"بے حد شکریہ مسٹر۔ جو بھی آپ کا نام ہے"...... العباس نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"موجودہ میک اپ میں تو میرا نام مارشل ہے لیکن اصل نام تنویر ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کا اصل اور موجودہ میک اپ میں کیا نام ہے"۔ العباس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جولیانا فٹزواٹر ہے اور موجودہ میک اپ کا کیا ذکر۔ یہ تو کسی بھی وقت تبدیل ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا آپ سوئس نژاد ہیں"...... العباس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ باتیں بعد میں کریں گے۔ فی الحال ہم نے

بوٹ کو سنبھالنا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ تنویر کی طرف مڑ گئی جو لنگر اٹھانے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد لنگر اٹھا کر اور اسے واپس بوٹ کے اندر اس کی مخصوص جگہ پر پہنچا کر تنویر کیپٹن سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"یہاں نقشہ ہو گا۔ یہ تو دیکھو کہ ہم کہاں ہیں اس وقت اور پورٹو کدھر ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ مت کیا کرو"...... تنویر نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے بوٹ کو آگے بڑھا کر ایک لمبے سرکل میں گھمایا اور تیزی سے واپس اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے بوٹ آتی ہوئی نظر آئی تھی۔

"رک جاؤ تنویر۔ بوٹ کو روک لو"...... یکلخت خاموش بیٹھی جولیا نے چیخ کر کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے تمہیں"...... تنویر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ العباس بھی حیرت سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم بوٹ روکو۔ میں بتاتی ہوں۔ اب ہم وہاں سے کافی فاصلے پر ہیں اس لئے کوئی فوری خطرہ نہیں ہے"...... جولیا نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے بتاؤ کہ کیوں روکوں۔ ہم جتنی جلدی یہاں سے نکل سکیں

ندیم

اتنا ہی بہتر ہے''...... تنویر نے بوٹ کی رفتار کو مزید تیز کرتے ہوئے کہا۔

''میں کہہ نہیں رہی حکم دے رہی ہوں کہ رک جاؤ اور سنو۔ میں ڈپٹی چیف ہوں۔ اگر تم نے میری حکم عدولی کی تو میں تمہیں سروس سے برطرف کر سکتی ہوں۔ روکو بوٹ''...... جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنا غصہ برداشت کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بوٹ کا انجن بند کر دیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تم نے اب دھمکیاں دینا شروع کر دی ہیں۔ تمہاری اس روش سے معاملات کسی وقت بھی انتہائی خراب ہو سکتے ہیں''۔ تنویر نے غصے کی شدت سے لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ آخر آپ نے کیوں بوٹ رکوائی ہے۔ ہم اس وقت شدید رسک میں ہیں۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے''۔ العباس نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں سب سمجھتی ہوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کسی انسان کو اس طرح موت کے منہ میں جھونک کر چلی جاؤں۔ جو تباہی ساڈٹوم میں ہو چکی ہے اس کے بعد ہمارے پیچھے کوئی نہیں آئے گا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ جو لوگ اس بوٹ پر آئے ہیں ان کا

انتظار کیا جائے لیکن یہاں سمندر میں بوٹ چھوڑ کر وہ کہاں گئے ہوں گے''...... العباس نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ بوٹ میں ایک ہی آدمی تھا جو یقیناً کسی وجہ سے بوٹ کو لنگر انداز کر کے خود سمندر میں اترا ہے اور اب جب وہ واپس سطح پر آئے گا تو بوٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی صورت تیر کر کسی قریبی جزیرے تک نہیں پہنچ سکے گا اس لئے لازماً وہ ہلاک ہو جائے گا اور میں ایسا نہیں چاہتی۔ کسی انسان کو اس طرح ہلاکت کے لئے چھوڑ دینا انسانیت نہیں ہے بلکہ انسانیت کش عمل ہے''۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر کیپٹن سیٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی دوربین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگا لیا جبکہ تنویر ہونٹ بھینچے اور منہ بگاڑے خاموش ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے شاید زندگی میں پہلی بار اسے اس انداز میں دھمکی دی تھی اور اس دھمکی نے اس کے پورے وجود میں جولیا کے خلاف نفرت کی ایک لہر سی دوڑا دی تھی۔ اگر العباس وہاں موجود نہ ہوتے تو شاید وہ کوئی ایسا اقدام کر بیٹھتا جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

''ہاں۔ وہ ایک آدمی ہے۔ اس نے تیراکی کا مخصوص لباس پہنا ہوا ہے''...... اچانک جولیا نے چیخ کر کہا۔ وہ دوربین سے مسلسل چیک کر رہی تھی۔ پھر اس نے دوربین کو دوبارہ سیٹ کے ساتھ بنے ہوئے ہک میں لٹکایا اور کیپٹن سیٹ پر بیٹھ کر اس نے بوٹ کو سٹارٹ کیا اور ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ العباس نے تنویر کی

طرف دیکھا لیکن تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بوٹ نے آدھا راستہ ہی طے کیا ہوگا کہ جولیا نے اس آدمی کو بڑے ڈھیلے انداز میں پانی میں گرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئی کہ بوٹ کے غائب ہونے کے صدمے سے وہ بے ہوش ہو چکا ہے اور اگر فوری طور پر اس تک نہ پہنچا گیا تو وہ ہلاک بھی ہوسکتا ہے۔ اس نے بوٹ کی رفتار مزید تیز کر دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پانی پر کسی لاش کی طرح لیٹے ہوئے اس آدمی تک پہنچ گئے۔

"اسے اوپر کھینچو تنویر"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری۔ یہ کام تم خود کرو۔ میرا اب سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... تنویر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے سیٹ چھوڑی اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اس بے ہوش آدمی کو بوٹ میں کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔

"یہ۔ یہ تو روشو ہے"...... جولیا نے کہا۔

"روشو۔ وہ کہاں سے آ گیا"...... تنویر نے چونک کر کہا اور اٹھ کر روشو کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک بوٹ کے فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

"ہاں۔ یہ روشو ہی ہے۔ وہی روشو۔ جو ہمیں جزیرے تک پہنچا گیا تھا"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ زندہ بچ گیا ہے۔ یہی ہماری کامیابی ہے۔ اب تم بوٹ چلاؤ اور جس قدر جلد ہو سکے یہاں سے نکل چلو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ تم خود چلاؤ۔ پورٹو میں، میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں گا"...... تنویر کا غصہ بدستور موجود تھا۔ شاید العباس کے سامنے اس کی انا مجروح ہوئی تھی۔

"کیا تم میری بات بھی نہیں مانو گے۔ وہ تو تمہیں ایک انسانی جان بچانے کے لئے مجھے اس انداز میں کہنا پڑا تھا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگ گیا۔

"آئندہ مجھے اس انداز میں حکم نہ دینا ورنہ تم میرے ہاتھوں ماری بھی جا سکتی ہو۔ اس بار بھی نجانے میں نے کس طرح برداشت کیا ہے"...... تنویر نے کہا اور جا کر کیپٹن سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"آئندہ کی آئندہ دیکھی جائے گی۔ کیوں العباس صاحب"۔ جولیا نے العباس صاحب کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے جس طرح ایک انسان کو بچانے کے لئے کام کیا ہے مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ تم واقعی بڑے دل کی مالکہ ہو"۔ العباس نے کہا۔

"شکریہ العباس صاحب۔ لڑائی یا مقابلے کی بات اور ہوتی ہے لیکن اس طرح کسی انسان کو دانستہ مرنے کے لئے چھوڑ دینا انسانیت کے خلاف ہے"...... جولیا نے کہا اور العباس کے ساتھ ساتھ تنویر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ جولیا نے اس بار تنویر کی کارکردگی پر اپنی رپورٹ میں دل کھول کر تعریف کی ہے۔ آپ پڑھیں گے تو یقیناً جیلس ہو جائیں گے"...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران ابھی چند لمحے پہلے ہی دانش منزل پہنچا تھا۔

"اچھا۔ جبکہ تنویر کا خیال دوسرا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"دوسرا کیا"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ جولیا نے یقیناً اس کے خلاف لکھا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اس نے آپ سے شکایت کی ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھ سے شکایت نہیں کی بلکہ مجھے مبارک باد دی ہے

ندیم

کہ اب میں اکیلا ہی مجنوں رہ گیا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"مبارک باد اور اکیلا مجنوں۔ یہ آپ کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس مشن پر تنویر نے واقعی اپنے مخصوص انداز میں کام کیا ہے اور چونکہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ یہ مشن تنویر کے ڈائریکٹ ایکشن کے تحت ہی کور کیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے اسے جولیا کے ساتھ بھیج دیا تھا لیکن مشن کے آخر میں جولیا نے اسے اس انداز میں ڈانٹ دیا اور وہ بھی العباس صاحب کے سامنے کے بقول تنویر اب اسے جولیا سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اور ظاہر ہے کہ مقابل کا میدان چھوڑ جانا باعث مبارک باد ہی ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران اپنے فلیٹ پر نہیں ہے۔ کیا یہاں ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران کا دانش منزل سے کیا تعلق"...... عمران نے اس بار اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ تارکی حکومت اور خاص طور پر العباس صاحب

نے جولیا اور خاص طور پر تنویر کی بے حد تعریف کی ہے۔ کیا تم نے ان دونوں کو بھیجا تھا۔ خود ساتھ نہیں گئے تھے“...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ مشن تھا ہی تنویر کا۔ وہ ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے اور ایسے مشن میں ڈائریکٹ ایکشن ہی کامیابی دلاتا ہے۔ باقی رہا میں تو میں نے ٹیم کے ساتھ پی کاک کا اصل اور مرکزی ہیڈکوارٹر ٹریس کیا ہے۔ اب جب بھی پی کاک نے دوبارہ کوئی حرکت کی تو پھر اس کے ہیڈکوارٹر کا خاتمہ کر دیا جائے گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب معلوم کر لیا ہے تو ختم بھی کر دو۔ پھر انتظار کس بات کا“...... سرسلطان نے کہا۔

”نہیں سرسلطان۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں تنظیمیں موجود ہوں گی اور لاکھوں ہیڈکوارٹر ہوں گے۔ ہم خدائی فوجدار نہیں کہ ہر ایک سے لڑتے پھریں۔ ہاں۔ اگر انہوں نے پاکیشیا کے خلاف کوئی حرکت کی تو پھر ان کا وجود ختم کر دینے کا جواز بن جائے گا“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہرحال تم بہتر سمجھ سکتے ہو“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ سرسلطان کہہ تو ٹھیک رہے تھے۔ مسلمانوں

ندیم

کی دشمن یہودی تنظیم کا وجود ہی مسلمانوں کے لئے خطرے کا باعث رہتا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”چھوڑو۔ وہ جلد ہی کوئی نہ کوئی حرکت کریں گے۔ یہ طے ہے اس لئے فی الحال تو تم میرے چیک کی فکر کرو“...... عمران نے کہا۔

”چیک اور آپ کا۔ وہ کس کام کا“...... بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ اتنا بڑا مشن مکمل ہوا ہے۔ سرسلطان جیسے لوگ جس کی تعریف کر رہے ہیں اور تم پوچھ رہے ہو کہ کس کام کا“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مشن تو تنویر اور جولیا کا ہے آپ کا نہیں اس لئے تو کہہ رہا تھا کہ آپ پی کاک کا ہیڈکوارٹر تباہ کر دیں تاکہ آپ کا چیک بنایا جا سکے لیکن آپ لفٹ ہی نہیں کرا رہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب تو کرنا ہی پڑے گا یہ کام ورنہ آغا سلیمان پاشا نے مجھے پی کاک بنا دینا ہے“...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

ندیم

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

کاسپر ریز

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

☆ کاسپر ریز...... ایسی ایجاد، جو دنیا کو قدرتی انداز میں تباہ و برباد کر سکتی تھیں۔

☆ کاسپر ریز...... ایسی ریز، جو دنیا کو تباہی و بربادی سے بچا بھی سکتی تھیں۔

☆ کاسپر ریز...... ایسی ریز، جس پر پاکیشیا کے سائنسدان کام کر رہے تھے۔

☆ فان لینڈ...... ایک یورپی ملک۔ جس کے ایجنٹ کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گئے۔ لیکن......؟

☆ کاسٹریا...... ایک یورپی ملک۔ جس کا سپر ایجنٹ آسٹن بھی کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گیا۔ پھر......؟

☆ مرجینا...... فان لینڈ کی ایسی سپر ایجنٹ، جس کی کارکردگی کے مقابل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی مات کھا گئی۔ کیوں......؟

☆ صالحہ...... جس کا مرجینا جیسی سپر ایجنٹ سے بھرپور ٹکراؤ ہوا اور دونوں کے درمیان انتہائی خطرناک مارشل آرٹ فائٹ ہوئی۔ انجام کیا ہوا۔ حیرت انگیز انجام۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی کاسپر ریز کا فارمولا حاصل کر سکے یا اس بار واقعی شکست ان کا مقدر بنی؟ ☆ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ایک یادگار ناول ☆

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com